بازگو اسرار و رمزِ مرسلین — آشکارا بہ کہ پنہاں سرِّ دیں

رومیؒ

10-192

# اسرارِ طریقت

اسلامی تاریخ میں تصوف اور اہلِ تصوف کے ادوار
نیز سلاسلِ تصوف کا تعارف اور ان کے موضوعات
پر سیر حاصل تشریحات کا مجموعہ

یکے از تالیفاتِ

## دربارِ عالیہ لِلّٰہ شریف

تحصیل پنڈ دادن خان، ضلع جہلم

Marfat.com
Marfat.com

بازگو اَسرار و رمزِ مرسلین آشکارا بہ کہ پنہاں سرِّ دیں

رومیؒ

# اَسرارِ طریقت

اسلامی تاریخ میں تصوّف اور اہلِ تصوّف کے ادوار
نیز سلاسلِ تصوّف کا تعارف اور ان کے موضوعات
پر سیر حاصل تشریحات کا مجموعہ

مؤلفین :-

۱- صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للّٰہی
۲- علی اکبر گوندل ، ۳- محمد عبدالقدوس
دربارِ عالیہ للّٰہ شریف تحصیل پنڈدادنخان ، ضلع جہلم

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾


| | |
|---|---|
| نام کتاب | **اسرارِ طریقت** |
| مؤلفین | ۱-اکبر علی گوندل (مرحوم) |
| | ۲-صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للّٰہی |
| | ۳-محمد عبدالقدوس |
| موضوع | تصوّف اور حقیقتِ تصوّف |
| طباعت | جنوری 2009ء |
| تعداد | 300 |
| کمپوزنگ بذریعہ کمپیوٹر | ملک محمد عبدالقدوس، راولپنڈی |
| مطبع | محمود اینڈ برادرز پرنٹنگ پریس، راولپنڈی |
| زیرنگرانی | ملک محمد عبدالقدوس، راولپنڈی |
| قیمت | Rs. 180 .00 |

**﴿ملنے کا پتہ﴾**

☆-دربار عالیہ للّٰہ شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

☆-مدرسہ نقشبندیہ مجددیہ، طارق آباد، بھلوال ضلع سرگودھا

☆-جامع مسجد حیات النبی محلہ لائن پارک، چکوال




Marfat.com

Marfat.com

# فہرست مضامین

84231



| نمبر شمار | مضمون | نمبر صفحہ |
|---|---|---|
| ۱ | پیش لفظ | ۱۱ |
| ۲ | عرضِ حال | ۱۵ |
| ۳ | **(باب اوّل) تصوّف کا سیاسی و اخلاقی نظام** | ۱۷ |
| ۴ | تصوّف | ۱۸ |
| ۵ | تصوّف کا سیاسی و اخلاقی نظام سے تناظر | ۲۰ |
| ۶ | اصحابِ صُفّہ رضی اللہ علیہم اجمعین | ۲۱ |
| ۷ | فتنہ سامانیوں کی ابتداء | ۲۲ |
| ۸ | خوارج کا فتنہ | ۲۴ |
| ۹ | پہلی صدی ہجری | ۲۶ |
| ۱۰ | دو مسلک، دو نظریات | ۲۶ |
| ۱۱ | دوسری صدی ہجری | ۲۸ |
| ۱۲ | صوفیاء اور تصوّف کی ابتدا | ۲۸ |
| ۱۳ | تصوّف کا فروغ | ۲۹ |
| ۱۴ | اصحابِ صُفّہ کی صفات | ۳۳ |





Marfat.com
Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۱۵ | ترکِ دنیا | ۳۶ |
| ۱۶ | حبِ الٰہی | ۳۹ |
| ۱۷ | استغراق | ۴۱ |
| ۱۸ | فقر | ۴۳ |
| ۱۹ | صبر وقناعت | ۴۵ |
| ۲۰ | فضائلِ اخلاق | ۴۶ |
| ۲۱ | طریقت ومعرفت | ۴۸ |
| ۲۲ | قرنِ سوم وچہارم ہجری | ۵۲ |
| ۲۳ | قرنِ چہارم وپنجم | ۵۵ |
| ۲۴ | صوفیاء کے سلسلوں کا باہمی فرق | ۵۵ |
| ۲۵ | طائفہ محاسبیہ | ۵۶ |
| ۲۶ | طائفہ قصاریہ | ۵۶ |
| ۲۷ | طائفہ طیفوریہ | ۵۸ |
| ۲۸ | سُکر وصحو کی حقیقت | ۵۹ |
| ۲۹ | طائفہ جنیدیہ | ۶۱ |
| ۳۰ | طائفہ نوریہ | ۶۴ |
| ۳۱ | ایثار کی حقیقت | ۶۴ |
| ۳۲ | طائفہ سہیلیہ | ۶۸ |
| ۳۳ | نفس کی حقیقت | ۶۹ |
| ۳۴ | طائفہ حکیمیہ | ۷۲ |




Marfat.com
Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۳۵ | نظریہ ولایت | ۷۲ |
| ۳۶ | طائفہ خرازیہ | ۷۵ |
| ۳۷ | فناء وبقاء کی حقیقت | ۷۵ |
| ۳۸ | فناء وبقاء کے متعلق مشائخ کے رموز | ۷۷ |
| ۳۹ | طائفہ خفیفیہ | ۷۹ |
| ۴۰ | غیبت وحضور | ۷۹ |
| ۴۱ | طائفہ سیاریہ | ۸۰ |
| ۴۲ | طائفہ حلولیہ | ۸۱ |
| | **(باب دوم) طریقت کے اسرار و رموز اور وضاحتیں** | ۸۳ |
| ۴۳ | سلسلہ عالیہ قادریہ | ۸۴ |
| ۴۴ | سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اوراذکار | ۸۸ |
| ۴۵ | لطائف قلب وروح | ۸۹ |
| ۴۶ | ایک شبہ | ۹۲ |
| ۴۷ | ازالہ | ۹۲ |
| ۴۸ | بدعتِ واجبہ | ۹۲ |
| ۴۹ | بدعتِ محرمہ | ۹۳ |
| ۵۰ | بدعتِ مندوبہ | ۹۳ |
| ۵۱ | بدعتِ مکروہہ | ۹۴ |
| ۵۲ | بدعتِ مباحہ | ۹۴ |
| ۵۳ | اذکاروعبادات صوفیہ | ۹۶ |




Marfat.com
Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۵۴ | مراقباتِ نقشبندیہ مجددیہ | ۱۰۰ |
| ۵۵ | اذکار واوراد سلسلہ چشتیہ | ۱۰۳ |
| ۵۶ | لوازماتِ طریقت | ۱۰۵ |
| ۵۷ | صبر ورضا کی فضیلت | ۱۰۶ |
| ۵۸ | رضا کی فضیلت | ۱۰۷ |
| ۵۹ | محاسبۂ نفس | ۱۰۹ |
| ۶۰ | حسنِ اخلاق وحسنِ سیرت | ۱۱۱ |
| ۶۱ | عشق ومحبت | ۱۱۵ |
| ۶۲ | توبہ وانابت | ۱۲۳ |
| ۶۳ | زہد وقناعت | ۱۲۸ |
| ۶۴ | خوف ورجا | ۱۳۱ |
| ۶۵ | اخلاص | ۱۳۵ |
| ۶۶ | نیکی کو مخفی رکھنا | ۱۳۷ |
| ۶۷ | ذکر وفکر مراقبہ | ۱۴۳ |
| ۶۸ | **(باب سوم) رموزِ تصوّف** | ۱۵۳ |
| ۶۸ | تصوّف کیا ہے ؟ | ۱۵۴ |
| ۶۹ | تصوّف کے معنی ومفہوم | ۱۵۶ |
| ۷۰ | تصوّف کے متعلق مشائخ کے مختلف نظریات | ۱۵۷ |
| ۷۱ | معرفت الٰہی کیا ہے؟ | ۱۵۹ |
| ۷۲ | توحید کے متعلق مشائخ کے رموز | ۱۶۲ |




Marfat.com
Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۷۴ | ایمان کی حقیقت | ۱۶۶ |
| ۷۵ | ایمان کا ثبوت | ۱۶۶ |
| ۷۶ | تحقیق ایمان | ۱۶۷ |
| ۷۷ | حجاب کا اٹھنا | ۱۷۰ |
| ۷۸ | طہارت | ۱۷۰ |
| ۷۹ | توبہ اور متعلقہ امور | ۱۷۴ |
| ۸۰ | توبہ کی حقیقت | ۱۷۴ |
| ۸۱ | توبہ کے بعد معصیت | ۱۷۶ |
| ۸۲ | توبہ کے متعلق مشائخ کے اقوال | ۱۷۸ |
| ۸۳ | حقیقتِ نماز | ۱۷۹ |
| ۸۴ | اہلِ طریقت کے لئے نماز کے فوائد | ۱۸۲ |
| ۸۵ | محبتِ الٰہی اور متعلقہ امور | ۱۸۵ |
| ۸۶ | محبت کا ثبوت | ۱۸۵ |
| ۸۷ | استعمال لفظِ محبت | ۱۸۷ |
| ۸۸ | محبت کے مختلف نام | ۱۸۸ |
| ۸۹ | عشق کی حقیقت | ۱۹۰ |
| ۹۰ | محبت اور مشائخ کے رموز | ۱۹۱ |
| ۹۱ | جود وسخا کے بیان میں | ۱۹۳ |
| ۹۲ | سبع انفاس کا بیان | ۲۰۰ |
| ۹۳ | نفس امّارہ | ۲۰۱ |




Marfat.com
Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۹۴ | نفس امارہ کی صفات | ۲۰۱ |
| ۹۵ | خواب میں نفس امارہ کی مثالی صورتیں | ۲۰۲ |
| ۹۶ | نفس امّارہ سے خلاصی پانے کے لئے مؤثر ذکر | ۲۰۳ |
| ۹۷ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۰۳ |
| ۹۸ | نفسِ لوّامہ | ۲۰۴ |
| ۹۹ | نفسِ لوّامہ کی صفات | ۲۰۵ |
| ۱۰۱ | خواب میں نفسِ لوّامہ کی مثالی صورتیں | ۲۰۶ |
| ۱۰۲ | نفسِ لوّامہ سے آگے ترقی کے لئے مؤثر ذکر | ۲۰۶ |
| ۱۰۳ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۰۷ |
| ۱۰۴ | نفسِ ملھمہ | ۲۰۷ |
| ۱۰۵ | نفس ملھمہ کی صفات | ۲۰۸ |
| ۱۰۶ | خواب میں نفس ملھمہ کی چند مثالی صورتیں | ۲۰۸ |
| ۱۰۷ | ایک اہم وضاحت طلب نکتہ | ۲۰۸ |
| ۱۰۶ | نفس ملھمہ سے آگے ترقی کے لئے مؤثر ذکر | ۲۰۹ |
| ۱۰۷ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۰۹ |
| ۱۰۸ | نفسِ مطمئنہ | ۲۱۰ |
| ۱۰۹ | نفس مطمئنہ کی صفات | ۲۱۱ |
| ۱۱۰ | خواب کی مثالی صورتیں | ۲۱۱ |
| ۱۱۱ | نفس مطمئنہ کے مقام پر مؤثر ذکر ۲۱۲ | ۲۱۲ |
| ۱۱۲ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۱۲ |




Marfat.com
Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱۳ | نفسِ راضیہ | ۲۱۳ |
| ۱۱۴ | نفس راضیہ کی مثالی صورتیں | ۲۱۴ |
| ۱۱۵ | نفس راضیہ کے مقام پر مؤثر ذکر | ۲۱۴ |
| ۱۱۶ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۱۵ |
| ۱۱۷ | نفس مرضیہ | ۲۱۵ |
| ۱۱۸ | نفسِ مرضیہ کے مقام پر ترقی پر مؤثر ذکر | ۲۱۷ |
| ۱۱۹ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۱۷ |
| ۱۲۰ | نفسِ کاملہ (صافیہ) | ۲۱۸ |
| ۱۲۱ | نفسِ کاملہ صافیہ کے لئے مؤثر ذکر | ۲۱۹ |
| ۱۲۲ | عددِ ذکر بصورت خلوت | ۲۱۹ |
| ۱۲۳ | سفر و حضر میں نیند کا بیان | ۲۲۰ |


☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

صاحبزادہ حضرت محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین للّٰہ شریف

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

# پیش لفظ

نَحۡمَدَہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

فاضل مؤلف جناب اکبر علی گوندل مرحوم کی تالیف جو حقائق و آگہی کا ایک نادر مجموعہ ہے انہوں نے سلاسل تصوّف اور صوفیائے کرام کے ادوار کا تعیّن پھر صوفیاء کے ذکر واذکار اور مشاغل صوفیہ پر بڑی محنت شاقہ سے یہ مجموعہ "**تصوّف کا سیاسی و اخلاقی نظام**" کے نام سے مرتب کیا جس کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہی ہے۔

لیکن صد حیف کے فاضل مؤلف کا یہ کام ابھی تمام نہ ہوا تھا کہ جامِ شہادت نوش کر گئے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ﴾ موصوف نے اپنا مضمون "طائفہ حلولیہ" تک لکھا ہی تھا کہ پیغامِ اجل آ گیا۔

اس کے بعد تکملہ کے لئے راقم الحروف کے ناقص ذہن کی جہاں تک رسائی ہے وہ حال وقال بھی کتاب میں شامل کر کے اس کارِ خیر میں حصہ لیا جو "**طریقت کے اسرار و رموز**" کے عنوان سے شروع ہوتا ہے۔

پھر اس کے بعد رابع حضرت لِلّٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل مولانا محمد جی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند جناب عبدالقدوس آف راولپنڈی جنہوں نے صوفیہ کی



Marfat.com
Marfat.com

اہم کتب سے استفادہ کر کے خوشہ چینی کی اور سالکین طریقت کی راہنمائی فرمائی جو "رموزِ تصوّف" کے عنوان سے شروع ہوتا ہے۔

حافظ گلزار حسین آف لِلّٰہ شریف جو ہمیشہ سے ہمارے معاونین میں سے ہیں ان کی سعی و ہمت بھی قابلِ تحسین ہے۔ مذکورہ حضرات نے کتاب کی تکمیل میں قلمی و ذہنی ہر قسم کی پوری معاونت کی۔

گو بقول مولانا رومؒ

ع صد قیامت بگذرد ویں ناتمام

یعنی سو قیامت بھی گزر جائے تو یہ موضوع ایسا ہے کہ ناتمام ہی رہتا ہے۔ کیونکہ حقائق و معارف میں غوطہ زنی علمِ ظاہر کی ناتمام کوشش ہی ہے۔ یہ سلسلہ ہائے تصوف عالمِ اسلام میں عموماً اور مشرقِ وسطیٰ میں خصوصاً رشد و ہدایت کا مرکز رہے۔ ان ہی کی مساعی جمیلہ سے دنیا کے گوشے گوشے میں تزکیۂ نفس اور صفائے باطن کا عمل جاری و ساری رہا۔ ایک دنیا تصوّف کے فیوضات و برکات سے مستفیض ہوتی رہی۔ اخلاص فی العمل انز واعن الخلق 'توحید پر رسالت پر ایمان و محبت و عشق کا جذبہ ان ہی نفوس قدسیہ کے دم قدم سے فروغ پذیر ہوا۔ برصغیر میں زیادہ تر تصوّف کے چار سلاسل کو رواج ملا وہ ہیں۔ ''چشتی' قادری' نقشبندی اور سہروردی''۔ ان سلاسل کے اکابرین نے اس ظلمت کدہ میں نورِ ایمان کی شمع روشن کی اور عرصۂ قلیل میں برصغیر کے ہر گوشے میں اپنے خلفاء کی وساطت سے نورِ ایمان اور توحید و رسالت کا پیغام پہنچایا جن کی سعی و ہمت سے اب بت خانوں کی جگہ مساجد نے لے لی



Marfat.com
Marfat.com

جہاں توحید و رسالت  'تزکیہ باطن کے تذکرے ہونے لگے۔ ان نفوسِ قدسیہ کی تاثیرات سے بتوں کے پجاری توحید کے دیوانے بن گئے۔ بس ایک تھوڑے سے عرصے میں پاک و ہند کی کایا پلٹ گئی۔

رضی اللہ عنہم و رضوعنہ اللھم اجعلنا منھم ۔

لاشے

محمد مطلوب الرسول للّٰہی

۱۴ جون ۲۰۰۷ء  افشاں کالونی، راولپنڈی



Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

# عرضِ حال

میرے پیارے مرشد شمس الاولیاء حضرت الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول صاحب لِلّٰہی مدظلہ العالی نے ایک دن ایک مسودہ (زیر نظر کتاب کا) میرے حوالے کیا اور فرمایا پڑھو ، چونکہ یہ ادھورا ہے اسلئے اس کو مکمل بھی کرنا ہے- تعمیلِ ارشاد میں راقم نے مسودہ بادی النظر میں پڑھا اور نتیجہ اخذ کیا کہ میں تو اتنی قابلیت نہیں رکھتا کہ ''تصوّف'' کے موضوع پر قلم اٹھاؤں -چند گھنٹوں بعد خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ موضوع تو میری دسترس سے باہر ہے ، میں اس موضوع پر خاطر خواہ عبور نہیں رکھتا -آپ نے فرمایا کوشش کرو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا-

جہاں تک اس مسودہ کا تعلق ہے اس کا ذکر حضرت صاحب نے پیش لفظ میں کر دیا ہے -اس مسودہ کے خالق محترم اکبر علی گوندل آف بھیکے والا (مرحوم) تھے مگر زندگی کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اس کو مکمل نہ کر سکے اور اس دارِ فانی سے دارِ بقا کو سدھار گئے - ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن''

موصوف نے جس طرح اس کی ابتدا کی وہ قابلِ صد تحسین ہے- انہوں نے جس قدر بھی لکھا اس سے ان کی علمی قابلیت اور ذہانت کا پتہ چلتا ہے - راقم الحروف کا اس پیرایہ پر یہ لکھنا ''خیال است محال است وجنوں'' کے مصداق ہے- بہر حال پیرو



Marfat.com
Marfat.com

مرشد کے حکم کو ٹھکرانا بھی میرے لئے مشکل تھا چنانچہ ایک (Layman) کی حیثیت سے جو کچھ لکھ سکتا تھا شروع کردیا اور مختلف مستند کتب خاص طور پر حضرت سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی بلند پایہ تصنیف ''کشف المحجوب'' سے بھی خوشہ چینی کرنا پڑی اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ، میری تحریر میں کئی غلطیاں بھی ہونگی , قارئین سے گزارش ہے کہ وہ میری علمی بے بضاعتی اور کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے درگذر فرماویں۔

اس میں شمس الاولیاء الحاج حافظ حضرت محمد مطلوب الرسول صاحب لِلّٰہی مدظلہٗ العالی نے خود بھی حصہ لے کر ''طریقت کے اسرار و رموز اور وضاحتیں'' کے باب کا اضافہ کرکے اس کتاب کو جلا بخشی اور اس کی افادیت میں بے بہا اضافہ کردیا ہے۔اس طرح میری بہت سی دشواری کم ہوگئی ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ دعاؤں میں اس عاصی کو بھی یاد رکھیں بلکہ اس کی تکمیل میں جس جس نے بھی حصہ لیا ہے ان سب کو شامل کیا جائے۔

خادمِ دربار

محمد عبدالقدوس آف راولپنڈی

22 اکتوبر 2007ء



Marfat.com
Marfat.com

# (باب اوّل)

## تصوّف کا سیاسی و اخلاقی نظام

از

اکبر علی گوندل



Marfat.com
Marfat.com

# تصوّف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مُفَضِّلُ بَعْضِ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ عَلٰى بَعْضٍ فَالتَّفَاوُتُ بَيْنَهُمْ كَفَاوُتِ الْبَحْرِ وَالْقَطْرَةِ نَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى عَلٰى مَا هَدَانِى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامَ ط وَجَعَلْنَا مِنْ اُمَّةِ حَبِيْبِهٖ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ ط فَهُوَ سُبْحَانَهٗ وَرَاءُ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ وَ نَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدِنَا وَ سَيِّدَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلَهٗ وَصَفِيَّهٗ وَ خَلِيْلَهٗ اَلظَّاهِرُ بِنُوْرِهٖ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ ☆ اَلْبَاطِنُ بِكُنْهِهٖ عَنْ اِدْرَاكِ الْاَوَّلِيْنَ وَ آخِرِيْنَ رَسُوْلٌ حَارَ جَمِيْعَ كَمَالَاتِ دُوْنِ الْاُلُوْهِيَّةِ وَاسْتَوْعَبَ اَصْنَافَ الشَّرَفِ بَعْدَ الرَّبُوْبِيَّةِ فَهُوَ



Marfat.com
Marfat.com

رُوحِ الْاَرْوَاحِ وَ اَصْلُ الْاُصُولِ وَ نَبِیِّ الْاَنْبِیَآءِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَلٰی اَصْحَابِهٖ وَ خُلَفَائِهِ الرَّاشِدِیْنَ وَالسَّادَاتِ النَّقْشَبَنْدِیْنَ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا دَائِمِیْنَ اِلٰی اَبَدِ الْاٰبِدِیْنَ وَ عَلَیْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ ☆

ترجمہ:- تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا فرمانے والا ہے- جس نے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کو ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے پس اس کے درمیان درجات کی تفاوت کا سمندر اور قطرے کے فرق کی مانند ہے- ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایمان و اسلام کی ہدایت بخشی اور ہمیں اپنے محبوب کی امت سے بنایا عَلَیْهِ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام -پس وہ پاک ذات وراء الوراء ہے ثم وراء الوراء ہے- اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار اور تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے، رسول برگزیدہ اور محبوب ہیں- آسمانوں اور زمینوں میں اپنے نور کی بدولت ظاہر ہیں اور اوّلین و آخرین کے ادراک سے اپنی حقیقت کے لحاظ سے مخفی ہیں-

آپ ﷺ نے الوہیّت کے سوا تمام کمالات کو جمع کیا اور ربوبیّت کے سوا فضیلت کی تمام اقسام کا احاطہ کیا- پس آپ ﷺ روح الارواح، اصل الاصول اور نبیوں کے نبی ہیں- اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجے اور آپ کی آل اور آپؐ کے اصحابؓ اور آپؐ کے خلفائے راشدینؓ، نقشبندی، سادات پر صلوٰۃ و سلام



Marfat.com
Marfat.com

دائمی، ابدی اور لزومی ہو- اور ان تمام کے ساتھ ہم سب پر بھی ہو-

## تصوّف کا سیاسی واخلاقی نظام سے تناظر

یہ تالیف اہلِ حق کی حکمی صحبت کا درجہ رکھتی ہے- طالب اہل اللہ کی صحبت سے مستفیض ہونے کے لئے کتاب کھول لے- ان مقبولانِ الٰہی ہستیوں کے انقلاب آفرین کلمات غور سے پڑھے بلکہ روح کے کانوں سے سنے اور قلب و ذہن میں جاگزیں کرتا جائے-

اولیائے کاملین رحمھم اللہ کے حالاتِ زندگی اور ان کے فرمودات کا مطالعہ اور ذکر ان کی صحبت کا بدل ہے-

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

لیکن کیا کیا جائے کہ اس مادی اور پُرفتن دَور میں لوگ تصوّف پر تنقید کرتے پھرتے ہیں اور اولیاء اللہ پر زبانِ طعن دراز کرنے سے بھی باز نہیں آتے- اس طرح غضب الٰہی کو دعوت دیتے ہیں اور بزرگانِ عظام کی صحبت کا تاریخی پس منظر اور مختلف ادوار اور کٹھن حالات میں اصفیاء کے ذریعے اس دولتِ عظمٰی اور نعمتِ سرمدی کی حفاظت کے بارے میں تحریر کیا جاتا ہے تاکہ مغالطوں اور شکوک وشبہات کے بادل چھٹ جائیں اور حقیقت بے نقاب ہوسکے-

ابتدائے اسلام سے ہی اسلامیات، اخلاقیات، اقتصادیات اور سیاسیات ایک دوسرے سے جداگانہ حیثیت کے حامل نہیں تھے- اسلام کا سیاسی نظام، اخلاقی



Marfat.com
Marfat.com

نظام کے دائرے میں تھا اور اخلاقی نظام اس کے معاشرتی اور سماجی نظام کے اجزائے ترکیبی تھے- گویا اسلامی شریعت اور اسلامی ریاست کوئی الگ الگ چیزیں نہ تھیں- سیاسی، ثقافتی اور سماجی نظام کسی رُخ سے بھی شریعت کے دائرے سے باہر نہ تھے- ہر ایک نظام زندگی پر شریعت کی پوری پوری گرفت تھی- جنگ و صلح، طاعت و عبادت اور کسبِ معیشت کے دائروں کا مرکز نقطۂ اسلام اور صرف اسلام ہی تھا-

بندگی اور عبادات الٰہی کے عواطف صرف ادائیگی فرض و سنت تک محدود نہ تھے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہر سانس عبادت تھی-

"سِیمَا هُمْ فِیْ وَجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السَّجُوْدِ"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے پیشوا، اپنے ہادی و راہنما محسنِ عالم و عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور اسوۂ حسنہ کی تقلید کو کامل اپنائے ہوئے تھے- اس لئے اس ابتدائی دور میں تصوّف نہ کوئی مسلک بن سکا اور نہ کوئی نظریہ عبادت- نہ اس کی ضرورت تھی کہ اس دور میں سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے فیضِ صحبت سے شرفیابی سب سے بڑی کامیابی اور عظیم فوز و فلاح تھی- یہی لقب سب سے زیادہ عزت و عظمت والا تھا-

## اصحابِ صُفّہ رضی اللہ علیہم اجمعین

اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہم جو تسلیم و رضا، صبر و توکّل، قناعت اور ایثار کے پیکر تھے اور تصوّف کا مرکزی نقطہ، گویا وہ صوفیا کی جماعت تھی- یہ حضرات اپنے محبوب ہادی



Marfat.com
Marfat.com

بر حق کے چشم وابرو کے اشارے کے منتظر رہتے ،لب کی اطاعت وانقیاد ان حضرات کی زندگی کا اوّلین مقصد تھا - اللہ کی یاد اور عبادات ان کی ہر سانس کا مطلوب و مقصود تھا ہجرت کے بعد ایثار کی اعلیٰ ترین مثالیں نذر مالی و متاع اور جان سپاری کی شکل میں تاریخ کے صفحات پر ثبت ہیں - غزوات وسریات کا یہ سلسلہ غزوۂ تبوک ۹ھ تک قائم رہا - ۹ھ تک ایک مسلمان کی تمام تر مساعی کا محور صرف یہ تھا کہ وہ اپنا سب کچھ اسلام کے بلند ترین مقصد پر قربان کر دے - چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس وقتی اور بنیادی ضرورت کو پوری تندہی اور جاں سپاری کے ساتھ انجام دیتے رہے -

## فتنہ سامانیوں کی ابتداء

دین کی تکمیل اور اسلامی اقتدار کی تزئین کے بعد جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ کی قربت کو قبول فرمایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دَور آیا تو فتنۂ مدعیانِ نبوت مرتدین و منکرینِ زکوٰۃ نے جو شدت اختیار کی وہ اسلامی تاریخ کے صفحات پر موجود ہے - اُس وقت ان فتنہ سامانیوں کا انسداد سب سے عظیم اسلامی اور دینی ضرورت تھی - اس کے بعد دورِ فاروقی سے جو اسلامی فتوحات کا یادگار عہد ہے ،اسلامی زندگی عبارت رہ گئی صرف دو باتوں سے یعنی غیر مسلموں سے جہاد اور عبادت الٰہی ! آپ کا ساڑھے بارہ سالہ دور (۱۳ ہجری تا ۲۴ ہجری) جب ختم ہوُا تو اسلامی سلطنت کی حدود جزیرہ نمائے عرب کی حدود سے نکل کر ایران ،شام ،عراق ، مصر اور روم سے جا ملیں - مسلمانوں کو بین الاقوامی ارتباط سے دوچار ہونا پڑا - عیسائیوں

84231



Marfat.com
Marfat.com

، یہودیوں، آتش پرستوں اور ذمیوں سے میل جول بڑھا- اسلامی زندگی نے اپنا چولا بدلا سطوتِ فاروقی کے سامنے تو کسی کو یارائے دم زدن نہ تھا- لیکن در پردہ اقتدار کی کش مکش نے بڑی خاموشی کے ساتھ سینوں میں اپنا گھر کر لیا اور اپنے ظہور کے لئے وہ وقت کی منتظر رہی- چنانچہ شہادتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اسلامی اقتدار کی فلک بوس عمارت میں شگاف ڈال دیا تو اس اقتدار کو سینوں سے باہر نکلنے کا موقع ملا- جس کا نتیجہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی غم آفریں شکل میں نمودار ہوا- خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہد میں شامیوں اور حجازیوں کے مابین عصبیت کی آگ خوب بھڑکی- ؎

خاندانی عصبیت کی وہ چنگاریاں جو اسلامی تعلیمات اور فیضان و تربیتِ مصطفیٰ ﷺ کی بدولت ماند پڑ گئیں تھیں پھر بھڑک اٹھیں- خویش پروری اور اقارب دوستی کے الزامات کو مقصد براری کا نعرہ بنا کر یہ قوتیں آگے بڑھیں اور محسنِ اسلام اور امامِ دین وملت، پیکرِ ایثار وحیا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا خون بہا کر رہیں ذرا غور تو فرمایئے کہ حضرت عثمان غنی ؓ کو کس حال میں شہید کیا گیا؟ اس حال میں کہ خلیفہ مظلوم قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے-

اقتدار کی اس کش مکش کا جو انجام ہونا تھا وہ ہو کر رہا- باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ چین سے چار دن بھی اسلام کی خدمت نہ کر سکے- آپ رضی اللہ عنہ کا پنجسالہ زمانہ زیادہ تر بغاوتوں، سیاسی سازشوں کے استیصال اور خانہ جنگی کی نذر ہو کر رہ گیا- سیاست کا وہ شاطرانہ حربہ جو آج بھی ضرورت کے وقت استعمال کیا جاتا ہے- سب



Marfat.com
Marfat.com

سے پہلے جنگ نہروان میں آزمایا گیا - مسلمانوں کا وہ خون جو شجرِ اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کی آبیاری میں صرف ہونا تھا اس وقت دشتِ شام وحجاز میں رائیگاں بہہ رہا تھا - ابھی سرورِ عالم ﷺ کی ہجرت مبارک پر نصف صدی بھی نہ گذری تھی کہ اسلامی اقدار وتعلیمات پر زوال کے بادل چھا گئے - اس پُر آشوب وقت میں بھی اصحابِ صُفّہ، ان کے مخلصین متبعین اتباعِ دین وایمان کو سینے سے لگائے اس فتنہ آفریں اور فتنہ پرور ماحول سے الگ تھلگ گوشوں میں یادِ الٰہی کو اپنا نصب العین اور حرزِ جاں بنائے بیٹھے تھے -

تحقیق جہاں تک چھان بین کر سکتی ہے اور تاریخ کے اوراق اُلٹ سکتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ گوشہ نشینی اور خلوت گزینی کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے - کیا ان اصحاب کی خلوت دوستی ''زندگی سے فرار'' کا عنوان پانے کی مستحق ہے - میرے خیال میں ایسا کہنا بڑی ناانصافی اور تاریخی غلطی ہوگی -

## خوارج کا فتنہ

خوارج کا ظہور اسلامی تاریخ کی بساطِ سیاست کا ایسا مہرہ ہے جس نے بڑے بڑے عہدہ داراں کو شہ مات دے دی - جسے نظر انداز کر دینا حقیقت پسندی سے آنکھیں بند کر لینا ہے - ان خوارج نے ایک تیر سے تین ہستیوں کو نشانہ بنانا چاہا - خوبیٔ قسمت کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو اس کا ہدف نہ بن سکے لیکن خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا - اس سانحہ عظیم کے بعد



Marfat.com
Marfat.com

مسلمان ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو گئے تو کیسی خشیت الٰہی اور کیسا رحم نہ نفرت کا خوف نہ بازپُرس کا ڈر۔''اہلِ بیت کے خشک گلے تھےاور سیاست کی تیز تلوار '' آن کی آن میں حکومت واقتدار نے ان کی شہادت سے اپنی پیاس بجھائی۔

تصوّف پر بے عملی کا جمود اور زندگی سے فرار کا لیبل لگانے والے اپنی تصویر کا یہ رُخ دیکھنا بھول جاتے ہیں کہ خانہ کعبہ پر منجنیقوں سے پتھر برسا کر دیوار ہائے کعبہ کو شق کرنے والے ،غلافِ کعبہ کو جلانے والے ،حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی نعش تین دن تک آویزاں رکھنے والے ،کیا ان غریب اور خدادوست مسلمانوں کی آواز پر لبیک کہہ سکتے تھے ؟ جو ان کو جبروت واقتدارِ اعلیٰ کی بلندی سے گرا کر اس سطح پر لے آئے جہاں امیر وغریب ، اسود احمر ،عربی وعجمی اور آقا وغلام ایک ساتھ ایک دل اور ایک زبان ہو کر اسلامی اقتدار اور اس کی عزت کی بحالی کے لئے ہر آن اور ہر ساعت کوشاں رہتے تھے۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# پہلی صدی ہجری

خدا کی شان پہلی صدی ہجری کے ختم ہوتے ہی اُس محل میں جس کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سطوتِ بنی اُمیہ کے ایک نشان کے طور پر تعمیر کرایا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سَر بُریدہ کے علاوہ اُن والیانِ حکومت اور صاحبانِ اقتدار کے تین سر اور آئے اور اُن سروں میں سب سے زیادہ پُر شور مختار ثقفی کا سر تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے بعد اقتدار کی جو بنیادیں تیار کی گئیں، بہت جلد مسلمانوں کے پاک خون سے لبریز ہو گئیں۔ پھر اس پر اموی سلطنت کی وہ عمارت کھڑی ہوئی جس نے اپنے تو اپنے غیروں کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔

## دو مسلک، دو نظریات

اب تابعین کا اصلاحی دور شروع ہوا اور اموی حکومت کا عہدِ عروج! آپ اب تاریخ کے اوراق میں اس کا جواب تلاش کیجئے کہ اس وقت مسلمانوں کا نصب العین، دنیاوی امارت، عز و جاہ اور اعلیٰ اقتدار تھا۔ اسلام کا بول بالا کرنا اور اسلامی اقدار کی سربلندی، یادِ الٰہی، اطاعت و بندگی اور فضائلِ اخلاق اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی وسیع کائنات پر حاکمیت اور عاملانہ اقتدار۔ یہ تمام باتیں ایک مسلمان کا سراپا تھیں اسلام کی اجتماعی زندگی کے روپ تھے۔ لیکن اب ان کے راستے الگ الگ ہو چکے تھے۔



Marfat.com
Marfat.com

ایک راستہ تھا اللہ کی محبت اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہراً و باطناً متابعت کا - دوسرا راستہ تھا حصولِ اقتدار، سیاسی اجارہ داری ،فتوحاتِ ملکی، آمرانہ قوت اور پُر وقار زندگی کا - ان دونوں نظریات میں بُعد المشرقین تھا - ظاہر ہے یہ دونوں نظریات جو آپس میں متضاد اور متبائین تھے ایک ساتھ کیسے قائم رہ سکتے تھے اور ایک دوسرے کا ساتھ کیسے دے سکتے تھے - اسلئے اُس وقت کے مسلمانوں میں یہ دو مسلک ،دو نظریات میں تبدیل ہو گئے - ایک مسلک کے قائل اہل دین کہلائے اور یہ حضرات اصحابِ صُفّہ کے جانشین تھے اور دوسرے مسلک کی اقتداء کرنے والے باستثنائے چند جنہوں نے نسلاً بعد نسل حکومت کی مسند پر اپنے قدم جمائے اور تاریخ میں اموی ،عباسی ،غزنوی ،سلجوقی خانوادوں کے شاندار ناموں سے یاد کئے گئے -

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# دوسری صدی ہجری

## صوفیاء اور تصوّف کی ابتداء

دوسری صدی ہجری میں مسلک اولین کے پیرو تابعین و تبع تابعین ہی کے نام سے موسوم ہوتے رہے کہ اس عظیم الشان دینی اصطلاح سے فزوں تر اور کوئی نام ان کے لئے نہیں ہوسکتا تھا اور یہ نفوس قدسیہ حتی الوسع سیاسی اقتدار اور ہوسِ ملک وزر سے بہت دور دور رہے ان حضرات نے جلوت کی بجائے خلوت کو ترجیح دی۔ سیاسی ریشہ دوانیوں میں سرگرم عمل ہونے کی بجائے توکل کو اپنا رفیق بنایا ۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اب مساجد بھی خالص عبادت گاہوں کی بجائے شاہی درباروں میں تبدیل ہوتی جارہی ہیں کہ نوکِ سناں صاحبِ اقتدار اپنا خطبہ وہاں پڑھواتا اور اپنے گن گنواتا ہے ، مسجدوں میں خون ریزی اور غارت گری کو روا رکھا جارہا ہے اور خوفِ خدا حائل نہیں ہوتا تو اس صورت میں انہوں نے اپنے گھروں گوشوں کو اپنا معبد بنایا اور وہاں بیٹھ کر شب و روز یادِ الٰہی میں بسر کرنے لگے ۔

اس عہدِ جہانگیری و جاں ستانی میں جن لوگوں نے گوشہ ہائے عزلت کو اپنا انیس بنایا اور خون ریزیوں اور خوں آشامیوں سے بچنے کے لئے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ گئے چونکہ ان کی یہ حالت عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دینداروں سے



Marfat.com
Marfat.com

مماثلت قریبہ رکھتی تھی جو ''اصحابِ صُفّہ'' کے نام سے موسوم تھے اور ''صوف پوش'' رہتے تھے- اس لئے اس گروہ کو ''صوفیا'' اور انکے مسلک کو ''تصوّف'' کا نام دیا گیا کہ اس سے بہتر اور کوئی نام اور ان کے مسلک کا کوئی اور عنوان نہیں ہوسکتا تھا-

## تصوّف کا فروغ

یہ تھے وہ حالات جن میں اس نظریہ و مسلک کی نشو ونما ہوئی ،ملکی اور سیاسی حالات جیسے جیسے بگڑتے گئے اور اموی ، عباسی اور سلجوقی دور میں خونِ انسانی کی ارزانی ہوتی گئی اسی قدر اس مسلک کو فروغ ہوتا چلا گیا-

بنی امیہ کے دور کی خون ریزیوں اور ملکی انتشار کا اگر مختصر جائزہ آپ لینا چاہیں تو جنگ صفین ،جنگِ جمل ، واقعہ کربلا ،واقعہ حرہ ،مختار ثقفی کا نعرہ یعنی قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے انتقام ،موسیٰ بن نصیر فاتح اندلس ،قتیبہ بن مسلم باہلی کا عبرت ناک انجام ،حجاج بن یوسف کی سخت گیری اور مخالفوں کی سرکوبی اور دوسرے اموی سلاطین کے ہاتھوں مسلمانوں کے جو سر قلم ہوئے تاریخی شہادتوں کے سانحات کا اگر شمار ہو سکے تو کر لیجئے - اس کے بعد عباسی سلطنت کی داغ بیل ڈالنے کے لئے ابوالعباس سفاح ،نفری اموی تاجدار ابراہیم کی خانہ ویرانی ،ابن ماموں کی جنگِ جہانگیری ،ماموں کے اقتدار حصول کے لئے خونِ مسلم کی ارزانی -مسئلۂ قرآن ، دیندار مسلمانوں کی پریشانی وتباہی ،ہارون سے لے کر مستحکم باللہ تک عباسی اقتدار کی بحالی کے لئے قتل وخون کی فراوانی ،پھر ان سب پر مستزاد فتنہ تاتار یہ سب خونچکاں



Marfat.com
Marfat.com

واقعات چند صدیوں کے درمیاں ظہور پذیر ہو گئے۔

ان حالات میں جن دلوں میں خوفِ الٰہی ، احترامِ مومن، اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس موجود تھا۔ ان کے سامنے دنیا اور متاعِ دین کا جو نقشہ کھنچا اور ان کی آنکھوں کے سامنے جو تصویر آئی وہ ان ارشاداتِ ربانی کی تفسیر بنی۔

☆ - وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ -

☆ - اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

جیسا کہ آپ مطالعہ فرما چکے ہیں یہ وہ زمانہ تھا کہ صحابہ کرامؓ ، حضرات تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ادوار ختم ہو چکے تھے۔ تبع تابعین کا دور چل رہا تھا اور ان میں سے اکثر و بیشتر حضرات گوشہ نشیں ہو چکے تھے۔ ورنہ ان کو بھی شکوہِ سلیمانی کا ساتھ دینا پڑتا یا مسئلہ خلقِ قرآن پر ان کا سکوت ان کی جان لے کر چھوڑتا یا تو خلافتِ عباسیہ کے نمائندے بن کر گوشہ گوشہ میں خلافتِ عباسیہ کی دعوت دیتے اور ان کی حکمرانی کی راہ ہموار کرتے یا ان کے مقابل آنے والی قوّتوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے۔

ایسے پُر آشوب دور میں ان پاک باز اور نیک بندوں نے دینی اور دینوی فلاح اسی میں سمجھی کہ اپنے مسلک کے نظریات کو اور وسعت دیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے عامتہ الناس کو اس سیاسی تصادم سے بچا کر ایسے گوشوں تک لے آئیں جہاں ہوسِ ملک گیری کی بجائے تہذیبِ نفس اور قناعت موجود تھی۔ نیز حیاتِ انسانی کی قدر و منزلت تھی۔ جہاں مکر و فریب اور شاطرانہ چالوں کا وجود نہ تھا بلکہ فضائلِ اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مال و زر کے حصول کے لئے نت نئے حربوں کے استعمال کی بجائے



Marfat.com
Marfat.com

توکل اور صبر و قناعت کا سبق دیا جاتا تھا۔ جس طرح یہ نظریہ "تصوّف" کے نام سے موصوف ہوا اسی طرح یہ مامون و محفوظ گوشے "خانقاہ" کے نام سے موصوف ہوئے۔ یہاں پر دینداری، اتباعِ شریعت، خدا ترسی، صبر و رضا، توکل اور قناعت کا جو عہد لیا جاتا تھا وہ "بیعت" کہلایا۔

یہ بیعت کوئی نئی چیز نہیں تھی۔ خلافتِ راشدہ کے بعد بھی اس بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ اموی یا عباسی خانوادے کا جو حکمران تخت نشیں ہوتا وہ ارکانِ سلطنت اور عوام سے اپنی جانثاری اور وفاداری کا عہد لیتا اور اس کو بھی بیعت کہا جاتا۔ وہ بھی ایک بیعت تھی، جو آقائے دو جہاں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے تحت الشجر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے لی تھی۔ خلافتِ راشدہ میں بھی خلیفۂ راشد اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی بیعت لیتا رہا۔ لیکن اب بیعت میں بھی فرق آ گیا تھا۔ پہلے بیعت ہوتی تھی دین کیلئے مگر امویوں اور عباسیوں کی بیعت ہوتی تھی دنیا کے لئے۔

بستیوں میں اور دور دراز اُن گوشوں میں بھی جو بیعت ہوتی تھی وہ بھی تمام تر دین کے لئے ہوتی تھی۔ دنیا کا یہاں دخل نہیں تھا چنانچہ ان بزرگانِ دین اور اربابِ یقین نے تصوّف کی جو تعریفات کی ہیں یہاں بھی چند تعریفات پیش کی جاتی ہیں تاکہ آپ کو اچھی طرح اندازہ ہو جائے کہ اربابِ تصوّف کی بیعت کا مدار اور مرکزی نقطہ کیسا تھا؟

آپ ﷺ وجہ تخلیق حیات بھی ہیں اور نبی آخر الزماں بھی اور اسلامی



Marfat.com
Marfat.com

سلطنت کے منتظم ونگرانِ اعلیٰ بھی ،مگر پھر بھی ''بوریا نشیں'' تھے-آخر کیوں؟ اس لئے کہ آپ ﷺ کا پیغام صرف اور صرف توحید الٰہی کی سربلندی اور انسانیت کا درسِ عظیم دینا تھا اس میں کوئی ذاتی نمود ونمائش کا شائبہ تک نہ تھا - حیاتِ نبوی ﷺ کا یہی پہلو '' تصوّف '' ہے- آپ ﷺ کے زیر سایہ اسلامی سلطنت میں فوج ، عدلیہ، انتظامیہ،خزانہ (بیت المال) کے شعبے موجود تھے نیز تجارت وزراعت بھی اپنے عروج پر تھی-تمام مسلمان اپنے اپنے شعبہ جات میں مصروفِ عمل تھے-لیکن ان میں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو ان تمام معاملات سے الگ تھلگ تھا - ان کا مقصود صرف اور صرف قُربِ الٰہی اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا- اور وہ تھے ''اصحابِ صُفّہ''-

## اصحابِ صفّہ

یہ حضرات مسجدِ نبوی ﷺ کے مستقل مہمان تھے -یہ دبلے پتلے لوگ دنیا و مافیہا سے بے نیاز بحرِ عشقِ رسالت مآب ﷺ میں اس قدر ڈوب چکے تھے کہ انہیں دنیاوی آسائشوں کی کوئی پرواہ نہ تھی -اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہی کے واسطے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا؟

ترجمہ :- مت نکال ان لوگوں کو جو رات دن اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں محض اس کی رضامندی کے لئے-

پھر خود رسول کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے تم کو خوشخبری ہو اور تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے اور تمہاری سی حالت ہوگی ان کو بشارت ہو کہ وہ بھی



Marfat.com
Marfat.com

سلطنت کے منتظم ونگرانِ اعلیٰ بھی ،مگر پھر بھی ''بوریا نشیں'' تھے-آخر کیوں؟ اس لئے کہ آپ ﷺ کا پیغام صرف اور صرف توحید الٰہی کی سربلندی اور انسانیت کا درسِ عظیم دینا تھا اس میں کوئی ذاتی نمود ونمائش کا شائبہ تک نہ تھا - حیاتِ نبوی ﷺ کا یہی پہلو '' تصوّف '' ہے- آپ ﷺ کے زیر سایہ اسلامی سلطنت میں فوج ، عدلیہ، انتظامیہ،خزانہ (بیت المال) کے شعبے موجود تھے نیز تجارت وزراعت بھی اپنے عروج پرتھی-تمام مسلمان اپنے اپنے شعبہ جات میں مصروفِ عمل تھے-لیکن ان میں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جوان تمام معاملات سے الگ تھلگ تھا - ان کا مقصود صرف اور صرف قُربِ الٰہی اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا- اور وہ تھے ''اصحابِ صُفّہ''-

## اصحابِ صفّہ

یہ حضرات مسجدِ نبوی ﷺ کے مستقل مہمان تھے -یہ دبلے پتلے لوگ دنیاو مافیہا سے بے نیاز بحرِ عشقِ رسالت مآب ﷺ میں اس قدر ڈوب چکے تھے کہ انہیں دنیاوی آسائشوں کی کوئی پرواہ نہ تھی -اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہی کے واسطے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا؟

ترجمہ :- مت نکال ان لوگوں کو جورات دن اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں محض اس کی رضامندی کے لئے-

پھر خود رسول کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے تم کو خوشخبری ہو اور تمہارے بعد جولوگ آئیں گے اور تمہاری سی حالت ہوگی ان کو بشارت ہو کہ وہ بھی



Marfat.com
Marfat.com

اپنے فقر پر راضی ہونگے - وہ اور تم سب میرے رفیقوں میں سے ہو - ایسے ہی حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡ عَنۡہُ"

(وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ ان سے راضی ہوا)

شاید علامہ اقبالؒ نے ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے-

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

سرخیل اربابِ تصوّف حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں-

حقائق کو گرفت میں لانا ، دقائق پر گفتگو کرنا اور خلائق کے پاس جو کچھ ہے اس سے ناامید ہونا "تصوّف" ہے -

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں

"صوفی وہ لوگ ہیں جنھوں نے تمام کائنات میں صرف اللہ کو پسند کیا ہے"

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں-

"صوفی وہ ہے جس کا دل کدورت سے خالی ہو اور تفکّر سے پُر ہو - قُربِ خدائے عزو جل میں بشر سے منقطع ہو اور اس کی نظروں



Marfat.com
Marfat.com

میں خاک اور سونا برابر ہو" ۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کا اس سلسلہ میں ارشاد ہے۔

"صوفی وہ لوگ ہیں جن کی روح بشریت کی کدورت سے آزاد ہو گئی ہو اور آفتِ نفس سے صاف اور ہوا و حرص سے خالی ہو گئی ہو" یہ لوگ صفِ اول میں خداوند تعالیٰ سے قُربت حاصل کئے ہوئے ہیں ، غیر اللہ سے بھاگتے ہیں ۔ یہ لوگ نہ کسی چیز کے مالک ہوتے ہیں اور نہ کسی کی مملوک" اور "تصوّف مولیٰ کی دوستی اور دنیا سے دشمنی کا نام ہے" ۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"عارف وہ ہے کہ جب حق تعالیٰ اسرارِ پنہاں سے گفتگو کرتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے" مزید فرماتے ہیں ۔

"صوفی وہ ہے جس کا دل دنیا سے متنفر اور فرمانِ الٰہی کا مطیع ہو ۔ اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح تسلیم و رضا ، حضرت داؤد علیہ السلام کی صبر ، حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا شوق اور حضرت



Marfat.com
Marfat.com

## محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اخلاق ہوں۔

ان تصریحات اور حقائق کے پیش نظر کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ اسلامی تصوّف عیسائی رہبانیت یا عیسائی تصوّف سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کے ماخذ اور منابع غیر اسلامی یعنی ویدانت، اپنشد ایرانی اور فلسفۂ نو فلاطونیت ہیں۔ جو حقائق اور چند تعریفات آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں ان کے پیش نظر یہی کہنا پڑے گا کہ تصوّف ایک خالص اسلامی نظریہ ہے۔ اس کا منبع اور ماخذ شریعت اور اس کی تعلیمات قطعی اسلامی ہیں یا اس کی تعریفات میں جو معتقدات مشترک ہیں وہ یہ ہیں۔

"زہد، ایثار، قناعت، فقر، توکّل، خشیّت الٰہی، ذکرِ الٰہی، محبتِ رسول ﷺ، عشقِ الٰہی، ورع، خشوع و خضوع، اتباعِ شریعت، خدمتِ خلق، صبر و شکر اور ایثار"۔

مذکورہ معتقدات پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ ان میں کون سا عقیدہ ایسا ہے اور کون سی تعلیم وہ ہے جس کو غیر اسلامی کہا جا سکتا ہو یا اس کا منبع و ماخذ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کو قرار دیا جا سکتا ہو۔ مماثلت ایک دوسری چیز ہے۔ مماثلت کو ماخذ یا منبع نہیں کہہ سکتے۔ جبکہ کسی غیر الہامی مذہب نے فضائل و مکارمِ اخلاق کی یہ تعلیم دی ہی نہیں۔ اسلام کے یہ بنیادی اصول ہی تو ہیں جن کے باعث اسلام کو اس قدر جلد کامیابی اور قبولیت حاصل ہوگئی۔ اگر دوسرے غیر الہامی مذاہب کے بھی اصول اور معتقدات یہی ہوتے تو اسلام کے پاس کون سی متاعِ دلربا تھی جو غیروں کے دل موہ لیتی۔



Marfat.com
Marfat.com

شارع علیہ السلام کی مہمات مقدسہ سے خلفائے راشدین کی پاکیزہ زندگیوں تک نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ ان مقدّس ہستیوں میں یہ اخلاقِ فاضلہ جو بعد میں تصوّف کے بنیادی اصول بن گئے ۔ رچے بسے تھے یا نہیں ؟

## ترکِ دنیا

سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مطالعہ یہ بتا تا ہے کہ آپ دنیا کے مال ومتاع ، دنیا کی آلائشوں سے بالکل متمتع نہیں ہوتے تھے ورنہ ظاہری حیاتِ مقدّسہ کے شب وروز فقر وتنگدستی میں کیسے گذرتے ۔ آپ ﷺ کے لئے کسروی اور خسروی شان وشوکت اور شاہانہ سامان موجود تھے ۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے دنیا کو کبھی نہیں اپنایا ۔

حیاتِ طیبہ کا مشہور واقعۂ ایلاء اس پر شاہد ہے ۔ ازواجِ مطہرات ؓ سے آپ ﷺ نے ایک ماہ کے لئے محض اس لئے علیٰحدگی اختیار فرمائی تھی کہ انہوں نے اجتماعی طور پر آپ ﷺ سے نان ونفقہ کی کشادگی اور آسائش دنیاوی طلب کی تھیں ۔ اس زمانے میں آپ ﷺ نے تنہائی اختیار فرمائی تھی اور صحبتِ اصحاب سے کنارہ کش ہو گئے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خدمتِ گرامی میں باریاب ہوئے تو اس وقت آقائے دوجہاں ﷺ کھال کے گدے پر اس طرح استراحت فرماتھے کہ جسم مبارک پر کھردرے گدے کے نشان پڑ گئے تھے ۔ اُس شہنشاہِ عالم کے حجرہ اقدس میں دنیاوی اثاثہ صرف یہ گدہ ، ایک مشکیزہ اور ایک پیالہ تھا



Marfat.com
Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرورِ عالم ﷺ کے اس حال پر تاسف فرماتے ہوئے بڑے درد بھرے انداز میں عرض کیا کہ حضور ! قیصر و کسریٰ تو دنیا کے عیش و آرام سے متمتع ہو رہے ہیں اور شہنشاہِ عالم ﷺ اس طرح رخت کش ہیں۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

**"اے عمر کیا تم یہ کافی نہیں سمجھتے کہ ان کافروں کے لئے دنیا کا آرام اور ہمارے لئے آخرت کی آسائش موجود ہے"۔**

اس سلسلہ میں آپ ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہماری راہنمائی کے لئے موجود ہے۔

کن فی الدنیا کانک غریب او عابرِ سبیل

(تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم ایک مسافر ہو یا راستہ چلنے والے)

اربابِ تصوّف نے سرورِ کونین ﷺ کی مہمات طیبہ کو اپنے لئے ایک نمونہ بنا کر ہمیشہ فقر و فاقہ، تنگدستی اور عُسرت میں زندگی بسر کی۔ اگرچہ مال و متاع کے ڈھیر ان کے سامنے لگے ہوئے تھے۔ مہمانوں کے لئے دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے ہوتے تھے لیکن خود نانِ شعیر پر گزارہ فرماتے تھے۔

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوتِ حیدری

یہ بات ذہن نشین رہے کہ لذائذِ حیات سے اس بے تعلقی کا نام رہبانیت نہیں



Marfat.com
Marfat.com

ہے بلکہ اس کا مقصود یہ تھا کہ دنیا کی رغبت یادِ خدا میں حائل نہ ہو۔

چیست دنیا ؟ از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دنیا سے تعلق رکھتے تھے -ازواج واولاد کے تعلقات موجود تھے-وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھلگ تھے-

خلافتِ راشدہ کے بعد اس دنیا نے دولتِ دنیا کے لئے جن فتنوں کا آغاز کیا ان کی تشریح کے لئے دفتر درکار ہیں- حصول دنیا کے لئے جو فتنے اٹھے ان فتنوں نے دنیا کی وہ بھیانک تصویر ان ایمان پرور نگاہوں اور قلب ہائے سلیم کے سامنے پیش کی کہ ان حضرات نے سلامتی ایمان کے لئے اس سے قطع تعلق ہونے میں نجات سمجھی لیکن دنیا پرستوں نے اس پر رہبانیّت کا لیبل لگا دیا حالانکہ یہ حقیقت نہیں تھی- تابعین اور تبع تابعین کے دور میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ترکِ دنیا اور تصوّف لازم ملزوم سمجھا جانے لگا- حالانکہ وہ ایک دور کی شدید ضرورت تھی-لیکن بعد کے ادوار میں بھی سلامتی دین وایمان کے لئے اس دنیا سے قطع تعلق ہی کو بہتر سمجھا گیا - اربابِ تصوّف نے دولت کمانے کے لئے اہل دولت کے دروازے نہیں کھٹکھٹائے بلکہ مزدوری کی،لوہاری ،معماری ،مجاری،کفش دوزی ،زِین سازی اور لباس شوئی کے پیشوں کو اپنایا اور ان پیشوں سے جو کچھ یومیہ اجرت حاصل ہوتی ،اس میں بھی پڑوسیوں،ناداروں اور مسافروں کو شریک کر لیا چند نعمتوں کو اپنے لئے کافی سمجھ



Marfat.com
Marfat.com

کر دوسروں پر خرچ کر دیا۔ یہ حضرات اگر چاہتے تو شاہانِ وقت ان کے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگا دیتے بس اتنا کرنا پڑتا کہ ایک ظالم ، فاسق، فاجر، عیش پرست بادشاہ کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے۔ لیکن ان خدا دوست ہستیوں نے یہ گوارا نہ کیا۔ ''تو یہ ہے تصوّف کا ترکِ دنیا کا مفہوم اور اس کی حقیقت''۔

## حُبِ الٰہی

حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے محبتِ الٰہی کا جو درس امت کو دیا وہ احکامِ الٰہی کی اطاعت اور عباداتِ الٰہی سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رات عبادت میں اس طرح مصروف رہتے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کے قدمین شریفین رات بھر کے طویل قیام کے باعث متورّم ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شدتِ محبت واطاعت پر ارشاد فرمایا۔

'' یَا اَیُّهَا الْمُزَمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا '' (پارہ ۲۹)

''اے (محمد ﷺ) کپڑوں میں لپٹنے والے۔ رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات (قیام) آدھی رات (کیا کرو) ''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے ہادی برحق کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کرتے اور ان کی زندگی کے لمحات طاعت و بندگیٔ الٰہی میں بسر ہوتے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔



Marfat.com
Marfat.com

"تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ و رضوانا سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود ط"

تم ان کو سجدہ کرتے اور رکوع کرتے دیکھو گے ، وہ اپنے رب کا فضل اور خوشنودی کے خواہاں ہیں اوران کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشاں ہیں -

حضرات صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے رسول کریم ﷺ کی خوشنودی اور اطاعت میں ہر دم مصروف رہتے تھے-ان کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت اور غلامی کی جائے-ارشاد باری تعالیٰ ہے-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ،

(پارہ ۳)

"اے رسول "ان سے فرمادو اگر تم اللہ کو دوست رکھنا چاہتے ہو تو میری متابعت کرو-اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا-

خلفائے راشدین اور تمام صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی اتباع کامل میں ہر وقت منہمک رہتے تھے-تابعین حضرات کا نصب العین بھی یہی رہا ہے-ترکِ سنت کو وہ جذبۂ محبت کی توہین سمجھتے تھے-انہی حضرات کے اوصاف وکمالات کو فرقانِ حمید میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے-

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ



Marfat.com
Marfat.com

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِاللّٰهِ وَ بَشِّرِالْمُؤْمِنِيْنَ ''

ان حضرات کو جنت کی بشارت ان کی حیات ہی میں دے دی گئی تھی اور سب کے لئے ہر دور میں اور آج بھی یہ بشارت ان نیک بندوں کے لئے موجود ہے۔ اس ارشادِ باری تعالیٰ کے تحت صوفیائے کرامؒ کی زندگی کا مطالعہ کیجئے اور دیکھئے کہ ان کی انابت کا کیا عالم تھا۔ وہ حمدِ الٰہی میں کس طرح اپنے شام و سحر بسر کرتے تھے۔ ان کی عبادت کی کیا شان تھی۔ کس طرح وہ قائم اللیل اور صائم الدہر تھے۔ ان کے رکوع و سجود کی کیا کیفیت تھی۔ وہ امر بالمعروف میں کس قدر بیباک اور نڈر تھے۔ ''نہی عن المنکر'' میں ان کی جرأت و دلیری کا کیا عالم تھا؟ وہ حدودِ الٰہی کا کس قدر اہتمام اور کیا کچھ انصرام کرتے تھے۔

اس دورِ پُر فتن میں بھی مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی عبادتِ الٰہی کی کیفیت۔

اور کچھ اس کے سوا ہوش کی رُو داد نہیں
تُو مجھے یاد ہے اور مجھے یاد نہیں

شمس بریلوی

## استغراق

حُبِ الٰہی میں جب محویت اور استغراق بڑھ جاتا ہے تو ایسی حالت و کیفیت ہو جاتی ہے کہ صاحبِ حال کو نہ اپنی خبر ہوتی ہے اور نہ خبر والوں کی خبر۔ حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور ختمی مرتبت تاجدارِ ارض و سمٰوات سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ



Marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم کے اس استغراق ومحویت کو نہایت ایجاز کے ساتھ اس طرح ''گلستان'' میں پیش کیا ہے۔

''نشنیدہ ای کہ سیّد عالم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ گفت
لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ'' لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ
مَلَکٌ'' مُقَرَّبٌ'' وَلَا نَبِیٌّ ''مُرْسَلٌ'' -
نہ گفت علی الدوام وقتے جبرائیل ومیکائیل نپرداختے و
دیگر وقت با حفصہ و زینب (رضی اللہ عنہما) ساختے ''

اسی سلسلہ میں ایک حدیث اقدس میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں ،اس وقت سرکارِ دو عالم ﷺ عالمِ استغراق میں تھے۔آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ تم کون ہو؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا میں عائشہ ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا کون عائشہ؟انہوں نے پھر جواب دیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! ارشاد ہوا کون ابوبکر ؟حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست! حضرت رسالتمآب نے فرمایا محمد (ﷺ) کون؟ ذرا غور فرمایئے کہ یہ فرمانے والی ذاتِ گرامی خود حضرت محمد ﷺ کی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خاموش ہو گئیں اور سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ پر اس وقت خاص کیفیت طاری ہے۔''یہی استغراق ہے''۔

یادِ الٰہی میں استغراق آپ ﷺ کے فیضِ صحبت سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کو جس طرح حاصل تھا اس کے بیان کے لئے چند صفحات نا کافی ہیں انہی



Marfat.com
Marfat.com

حضرات کے فیضِ صحبت سے مستفید ہونے والے حضرات کو بھی یہ استغراقِ عبادت میسر ہوا۔ حضرات تابعین کے بارے میں اس استغراق کے بہت سے واقعات کتب سوانح میں مرقوم ہیں۔ ان کے بعد درجہ بدرجہ یہ وصف ان حضرات کو بھی حاصل ہوتا رہا جو اس مسلک کو اختیار کرتے رہے ۔جس کا نام ''تصوّف'' ہے۔

## فقر

قرآن حکیم میں فقر کی واضح تعلیم اور یہ کھلا حکم موجود ہے؟

''یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ☆

(اے لوگو! تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور لائق حمد وستائش ہے)

اللہ تعالیٰ سے اسی احتیاج کا نام فقر ہے۔ فقر انسان کا وہ اعلیٰ مقام ہے جو اس میں بہت سے فضائل اخلاق مثلاً توکّل، صبر اور ایثار کے اوصاف پیدا کر دیتا ہے اور حرص وآز سے محفوظ رکھتا ہے۔ سرورِ کائنات تاجدارِ ارض وسمٰوات وجہِ تخلیقِ کون ومکاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وصفِ فقر پر اظہارِ مسرت فرمایا ہے۔ فرمانِ عالیشان ہے۔

''اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ'' (فقر میرے لئے سرمایۂ افتخار ہے)

اس فقر کے معنی غربت وتنگدستی نہیں ہیں جس کے باعث انسان کو دوسروں



Marfat.com
Marfat.com

کے آگے دستِ سوال دراز کرنا پڑے بلکہ اس فقر سے مراد دل کا استغناء ہے۔ آقائے دو جہاں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ہمیں فقر کا بہترین سبق ملتا ہے آپ ﷺ کے سامنے دولت کے انبار لگے ہوتے لیکن آپ ﷺ جب تک مستحقین پر اس دولت کو تقسیم نہیں فرما دیتے تھے بے قرار رہتے۔ جو کچھ مالِ غنیمت سے حاصل ہوتا وہ ضرورت مندوں پر اسی وقت خرچ کر دیا جاتا۔ درآں حالیکہ کاشانۂ نبوت میں بسا اوقات پیالہ بھر دودھ اور مٹھی بھر جو کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ اکثر کئی دن فاقہ سے گزر جاتے، حضور ﷺ اس بے سروسامانی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے۔

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی فقر کے دلدادہ تھے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا فقر مشہور ہے۔ حتیٰ کہ عقد کے وقت زرہ فروخت کر کے ولیمہ کا سامان بہم پہنچایا۔ دوسرے اصحاب، تابعین، تبع تابعین میں اللہ کے برگزیدہ بندے اِس "متاعِ عزیز" کی حفاظت کرتے رہے۔ لیکن اب "فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم" رفتہ رفتہ مفقود ہوتا جا رہا تھا۔ حرص و آز نے اپنے چنگل پھیلا دئے تھے۔ بیت المال جو تمام مسلمانوں کا تھا حکمران اس میں بے جا تصرف کرنے لگے اور اپنی شاہ خرچیوں کا وسیلہ بنا لیا۔ ان حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے تھے جو رسول اکرم ﷺ کی اس سنت "فقر" کو اپنائے ہوئے تھے۔ چونکہ فقر رذائل یعنی حرص، بغض، جبر و تشدّد اور تن آسانی وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام نے اس وصف کو تصوّف کا ایک ستون قرار دیا ہے۔ اہلِ اللہ نے دولتِ دنیا کے انباروں کو ہمیشہ ہیچ سمجھا۔



Marfat.com
Marfat.com

## صبر وقناعت

فقر کے وصف سے فضیلتِ صبر پیدا ہوتی ہے۔ یعنی انسان کو جو کچھ مال ومتاع سے میسّر ہے اس کو کافی وافی سمجھے اور حرص کے سیلاب پر بند باندھے رہے۔ راہِ حق میں اس کو جو ایذا اور تکلیف پہنچے اس کو برداشت کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَاب"

(بے شک صبر کرنے والوں کو بے حساب ملتا ہے)

حضور پُرنور ﷺ نے اس نعمت کے حصول کے لئے اس طرح دعا فرمائی۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا"

(اے اللہ جل جلالہٗ! مجھے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا بنا دے)

حضور سرورِ کائنات تاجدارِ ارض وسمٰوٰت شہنشاہِ عرب وعجم سرورِ قلب وسینہ ﷺ نے دعوتِ حق دیتے ہوئے دشمنانِ اسلام کی ایذا رسانی پر جس طرح صبر فرمایا تاریخِ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کی اتباع وصحبت سے بہرہ اندوز ہو کر اعلائے کلمۃ الحق میں جو زحمتیں اٹھائیں وہ قارئین سے پوشیدہ نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین حضرات نے، پھر اولیائے کرام نے حق گوئی کے عوض جن شدائد ومصائب کا سامنا کیا اس کی توفیق ان کو صبر ہی کی بدولت ملی۔ یہی سبب ہے کہ صبر "تصوف" کے مسلک کا اہم رکن ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

اب دوسرے اوصاف یعنی فضائلِ اخلاق مثلاً ایثار، توکّل، خوف ورجاء اور حق گوئی وغیرہ پر نظر ڈالئے یہ تمام اوصافِ حمیدہ اسلام کے اخلاقی نظام میں شامل ہیں اِن فضائلِ اخلاق کے بغیر ضابطۂ اخلاق کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ان اوصافِ حمیدہ اور فضائلِ اخلاق کا کامل ترین نمونہ خود سرورِ کونین ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم"

(بے شک آپ (ﷺ) اخلاق کی بلندیوں پر فائز ہیں)

## فضائلِ اخلاق

سیّدالانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔

"بُعِثْتُ لِاُتمم الْمُکَارِمُ الْاِخْلَاق"

(میں حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں)

آپ ﷺ کے فیضانِ صحبت سے یہ اخلاقِ حسنہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ؓ میں بمنزلہ کمال موجود تھے۔ اصحابِ صُفّہ ؓ تو صبر و توکّل اور استقامت کا پیکر تھے۔ انہی حضرات کے فیضِ صحبت سے یہ اثر اُن اصحاب میں در آیا جنہوں نے اِن سے فیضِ اکتساب کیا تھا۔ جس طرح روحانی کمال کے لئے صحبتِ الٰہی، عشقِ رسول ﷺ، استغراق، مراقبہ، نسبت اور عبادت وغیرہ کو لازم قرار دیا گیا ہے اسی طرح تکمیلِ بشریت و انسانیت کے لئے یہ فضائلِ اخلاق ضروری قرار دئے گئے ہیں۔ چنانچہ دورِ



Marfat.com
Marfat.com

تابعین اور تبع تابعین میں ان کمالاتِ انسانی اور روحانی کا نام "مسلکِ تصوّف" رکھا گیا اور اس کے علمبردار حضرات "صوفیاء" کہلائے - اس مسلک پر قدم رکھنے کے لئے یہ شرط رکھی گئی کہ مرید مجاہدات کے ذریعے ان فضائل سے اپنے آپ کو آراستہ کرے - مرشد کی باطنی توجہ اس کی دستگیری اور راہنمائی کے لئے موجود ہوتی تھی مرشد اپنے مرید کو اس وقت تک اپنی نیابت اور قربت کا اہل نہیں گردانتا تھا جب تک وہ ان فضائل سے آراستہ نہیں ہو جاتا تھا - یہاں چند ارشادات پیش کر رہا ہوں جن میں فضائلِ اخلاق سے متصف حضرات کی نشاندہی اور توصیف بیان ہوئی ہے - ارشادِ باری تعالیٰ ہے -

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ (پ ۱۸)

ترجمہ :- بے شک وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع والے ہیں - جو لغو باتوں پر دھیان نہیں دیتے اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں -

درج ذیل آیات میں مومن کی نشانیاں صراحت سے بیان فرمادیں -

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيِّيْنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ



Marfat.com
Marfat.com

الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا ج وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ :- نیکی یہ ہے کہ تم نماز میں اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو بلکہ اصل نیکی اس میں ہے کہ جو اللہ جل جلالہٗ پر، روزِ آخرت پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر اور انبیاء پر ایمان لایا اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں کو، یتیموں کو، مسکینوں کو، مسافروں کو ، مانگنے والوں کو اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کیا اور نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی اور وعدہ کر کے اپنے وعدے کو پورا کیا اور جو مصیبت اور تنگی تکلیف اور کافروں سے لڑائی میں ثابت قدم رہا ، یہی وہ ہیں جو راستباز (سچے) ہیں اور وہی تقویٰ والے ہیں۔

(آیت ۱۷۷ البقرہ پارہ ۲)

فضائل اخلاق سے آراستہ بندوں کو باری تعالیٰ نے خوب سراہا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ اہلِ ایمان کی نشانیاں ہیں اور صاحبانِ تقویٰ ان اوصاف کے حامل ہوتے ہیں۔

## طریقت و معرفت

نظریۂ تصوّف میں طریقت و معرفت ان تمام کمالاتِ روحانی اور فضائلِ انسانی کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اب آپ اللہ جل جلالہٗ کے بزرگانِ دین کی پاکیزہ زندگیوں کا جائزہ لیجئے اور دیکھئے کہ قرآن کریم کے اس نظامِ اخلاق پر پورے



Marfat.com
Marfat.com

اترے ہیں یا نہیں ؟ حضرت ابوذر غفاریؓ ، حضرت خواجہ حسن بصریؒ ، حضرت سفیان ثوریؒ مسلکِ تصوّف کے معمار ہیں - ان حضرات کے بعد مسلکِ تصوّف کی جلوہ سامانیوں نے اطراف واکناف حجاز، مصر، عراق وعجم کو نورِ ایمان سے منوّر فرمایا - انہی اوصاف وکمالاتِ روحانی کے باعث عوام وخواص میں اس نظریۂ معرفت یا تصوّف نے بہت جلد قبولیت حاصل کر لی - اربابِ معرفت وتصوّف نے لاکھوں بھٹکے ہوئے بندوں کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر سیدھے راستے پر لگا دیا-

دوسری صدی ہجری سے شروع ہونے والی یہ روحانی تحریک خوب پھلی پھولی اور لاکھوں انسان اس تحریک سے وابستہ ہو گئے - اس روحانی تحریک سے وابستگی کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا بلکہ یہ ایک کٹھن منزل تھی - اربابِ عشق ومحبت نے اس راستے پر قدم رکھ دئے اور راستے کی زہرہ گداز دشواریوں کی پرواہ نہ کی - مرشد کی طرف سے سخت ریاضتوں اور مجاہدوں پر مامور ہونے سے باوصف، محبت کے متوالے دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر سنسان اور ویران گوشوں میں جا بیٹھے - پھر خلوت میں، ذکرِ الٰہی قیام اللیل اور صوم ہائے داؤدی کی ادائیگی اس پر مستزاد، لیکن راہِ الفت میں جان کی بازی لگانے والوں کو یہ سب کچھ گوارا تھا-

دوسری وتیسری صدی ہجری میں ''تصوّف'' صرف ایک عملی منہاج تھا - اس پر علمی موشگافیوں کے دبیز پردے ابھی نہیں پڑے تھے - لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس کی علمی حیثیت بڑھتی گئی اور آخرکار اس پر جلد ہی فاسقانہ رنگ غالب آ گیا - تصوّف میں نظریہ وحدۃ الوجود کو جگہ مل گئی - اس نظریہ کی بدولت تصوّف کو فائدہ کم اور نقصان



Marfat.com
Marfat.com

زیادہ پہنچا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ کی بلند پایہ تصنیف "فتوحاتِ مکیہ اور فصوص الحکم" اسی نظریہ وحدت الوجود کی ترقی یافتہ اور جامع ترجمان ہیں۔ لیکن شیخ اکبرؒ کو اس نظریہ کا بانی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ اس کے عظیم شارح اور ترجمان ہیں۔ انہوں نے اس نظریہ کو بڑی شان سے علمی رنگ میں پیش کیا۔

نظریہ وحدۃ الوجود چوتھی صدی میں بھی موجود تھا۔ ابو سعید ابو الخیرؒ اس کے علمبردار تھے ان کو یہ نظریہ سلسلہ بہ سلسلہ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے حاصل ہوا تھا۔

مثل مشہور ہے۔ "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِم"

کہاں خلفائے راشدینؓ کا صالح ماحول اور کہاں بنو امیہ کا پُر شورش اور دنیا دارانہ دَور۔ یہاں تک کہ عذابِ الٰہی سیلِ تاتار بن کر نازل ہوا اور صرف بغداد ہی نہیں بلکہ اکثر ممالک اسلامیہ کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجادی اور لاکھوں مسلمانوں کے خون سے تاتاریوں کی تیغِ خون آشام نے اپنی پیاس بجھائی۔ غرضیکہ اسلامی اقدار، اسلامی اصول اور شعائرِ دین سے بے پرواہی اور تن آسانی کی یہ تند ہوائیں دوسری صدی ہجری سے چلنا شروع ہوئیں اور معتصم باللہ قتل ہوا۔ تاتار کی بربادی تک یہ ہوائیں اتنی تُند ہو گئیں کہ ان کے سامنے عزم و شجاعت کا ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔

ایسے شکست خوردہ حالات میں کچھ علمائے حق مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتے رہے لیکن وہ بیدار کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ صوفیائے کرامؒ نے متاعِ محبت و ایمان کو سینے سے لگائے ہوئے ایسے پُر آشوب ماحول سے نکل جانے ہی کو



Marfat.com
Marfat.com

غنیمت سمجھا اور شہروں اور بستیوں سے کوسوں دور ویرانوں کو اپنا مسکن بنایا۔ یہاں وہ ذکرِ الٰہی کی خلوتیں آباد کرتے رہے اور دنیا نے اس کو رہبانیت سے تعبیر کیا، ان کو اس کی پرواہ نہیں تھی کہ "دنیا جو کہتی ہے کہا کرے"

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# قرنِ سوم و چہارم ہجری

قرنِ سوم و چہارم ہجری کے اربابِ طریقت اور اصحابِ تصوّف کے حلقوں میں وحدۃ الوجود کے نظریہ اور افکار کی قبولیت نے اس درجہ ترقی کی کہ صوفیائے کرام نے صرف اتصال و قربِ خداوندی کو اپنا نصب العین بنا لیا اور اس نصب العین کے سوا دوسرے اقدارِ شرعی کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت باقی نہ رہی- یہاں سے فقہاء اور صوفیاء کے درمیان ایک نزاع شروع ہو گیا- اسلئے کہ اصحابِ شریعت کی نظر میں "وحدۃ الوجود" کا نظریہ توحیدِ اسلام کے منافی تھا- لیکن اس دور کے تمام صوفیاء اس نظریہ کے علمبردار نہ تھے- ان دونوں صدیوں میں ایک طرف تو صوفیائے کرام کا ایک طبقہ ایسا تھا جس کی حرارتِ عشقِ حقیقی اور شوریدگی درجہ کمال پر پہنچ گئی تھی اور ان کا تصوّف کامل معیار اور پختگی کی صفت سے آراستہ تھا اور ایک طبقہ صوفیاء کا ایسا تھا جو سیر و سلوک، نہجِ گفتار اور طرزِ رفتار میں قرنِ دوم کے صوفیائے کرام سے مشابہت خاص رکھتا تھا- صوفیائے کرام کے یہ دونوں طبقے تصوّف کے اصول و مبانی میں مشترک تھے لیکن ہر گروہ کا ایک خصوصی طرز اور اندازہ موجود تھا- اس طرز کی پختگی نے یہ مقام حاصل کر لیا کہ آج تک مختلف سلاسل اور طبقات صوفیاء میں یہ خصوصیت برقرار ہے-

اس قرن میں شیخیت، پیر و مرشد کے اقتدارِ اعلیٰ کے نظریہ نے بڑا فروغ



Marfat.com
Marfat.com

حاصل کیا- ہر گروہ کامل طور پر ایک پیر یا مرشد کی راہنمائی اور سرپرستی کے تحت آ گیا- اس طرح مرشد یا پیر کا اپنے مریدوں پر کاملاً تسلط ہو گیا جو ان کے تمام اعمال کا نگران بن گیا- "العوارف المعارف" میں جو شیخ المشائخ شہاب الدین سہروردیؒ کی مشہورِ زمانہ تصنیف ہے اس کا ایک مستقل عنوان بنایا گیا ہے- محض آداب المریدین خوب پھولا پھلا- بالکل اسی طرح جیسے فقہ اسلامی میں اجتہاد کے بعد تقلید-

اب قرنِ سوم کے مشاہیر صوفیائے کرام اور ان کے سنواتِ وفات کو پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین مقدمہ کے علم میں آ جائے کہ قرنِ سوم ہجری میں کیسے کیسے اربابِ صفا اور اصحابِ طریقت موجود تھے-

| نمبر شمار | اسمائے گرامی | | سن وفات |
|---|---|---|---|
| ۱- | حضرت معروف کرخی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۰۰ ہجری |
| ۲- | حضرت ابوسلیمان دارانی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۱۵ ہجری |
| ۳- | حضرت بشر حافی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۷۷ ہجری |
| ۴- | حضرت حاتم بن صفوان اصم | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۲۷ ہجری |
| ۵- | حضرت شیخ حارث محاسبی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۴۳ ہجری |
| ۶- | شیخ الطریقت ذوالنون مصری | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۴۵ ہجری |
| ۷- | حضرت شیخ سری سقطی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۵۳ ہجری |
| ۸- | حضرت شیخ یحیٰ بن معاذ رازی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۵۸ ہجری |
| ۹- | حضرت شیخ ممشاد بنوری | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۹۹ ہجری |



Marfat.com
Marfat.com

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۰- | حضرت شاہ شجاع کرمانی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۷۰ | ہجری |
| ۱۱- | حضرت شیخ سہل بن عبداللہ تستری | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۸۳ | ہجری |
| ۱۲- | حضرت شیخ ابوسعید خراز | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۸۸ | ہجری |
| ۱۳ - | حضرت شیخ ابوالحسن نوری | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۹۵ | ہجری |
| ۱۴- | حضرت سیّد الطائفہ شیخ جنید بغدادی | رحمتہ اللہ علیہ | ۲۹۶ | ہجری |
| ۱۵- | حضرت طیفور بن عیسیٰ المعروف | بایزید بسطامیؒ | ۲۳۴ | ہجری |

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# قرنِ چہارم و پنجم

چوتھی صدی ہجری کے آغاز میں ''تصوّف'' نظری اور عملی طور پر ایک مستقل طرزِ بندگی اور حصول قربِ الٰہی کے واسطے کی اساسی حیثیت سے نمودار ہو چکا تھا۔ صوفیائے کرام کے سلاسل پیدا ہو چکے تھے۔ ان میں سے دو گروہ مرُدودِ عوام و خواص تھے اور دس مقبول و محبوب۔

## صوفیاء کے سلسلوں کا باہمی فرق

صوفیا کے بارہ گروہ ہیں جن میں سے دو گروہ مرُدود اور دس مقبول و محبوب ہیں ان دس میں سے بھی ایک گروہ کا عمل اور طریقہ مجاہدات میں اچھا ہے اور ان کے آداب و مشاہدات بھی بہت عمدہ ہیں۔ اگرچہ یہ گروہ ریاضت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن شریعت اور توحید کے اصول میں سب موافق ہیں۔ چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ۔

''اِخۡتِلَافُ الۡعُلَمَآءَ رَحۡمَۃٌ اِلَّافِیۡ تَجۡوِیۡدِ التَّوۡحِیۡدِ''

(سوائے توحید خالص کے علماء کا باہمی اختلاف رحمت ہے)

ہر ایک طائفہ کے سرخیل کا تعلق تیسری صدی ہجری کے ان مشاہیر اربابِ طریقت سے تھا۔ ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

## ۱- طائفہ محاسبیہ

یہ طائفہ شیخ الطریقت ابوعبداللہ محاسبی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۲۱۲ ہجری سے منسوب ہے آپ تمام اہل زمانہ کے اتفاق سے مقبول ومقتولِ نفس بزرگ تھے اور علمِ اصول و فروغ اور حقائق کے عالمِ بے بدل تھے اور آپ کا کلام ظاہری۔ وباطنی عمل کی صحت کے ساتھ ساتھ خالص توحید سے متعلق تھا اور طریقت میں آپ کی نادر بات یہ ہے کہ وہ رضا کو طریقت کے مقامات میں سے کوئی مقام شمار نہیں کرتے تھے۔ آپ کے بعد اس قول کو اہلِ خراسان نے لے لیا اور اسی پر عمل پیرا رہے۔ خراسان کے اکثر و بیشتر صوفیائے کرام اسی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ البتہ صوفیاء عراق کے نظریات اس طائفہ سے مختلف ہیں۔

## ۲- طائفہ قصاریہ

اس طائفہ کے پیشوا اور سرخیل شیخ الطریقت حضرت ابی صالح بن حمدون بن حمارہ قصار رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ قصارہ لوگ آپؒ سے بہت محبت رکھتے تھے اور آپ بزرگ علماء اور طریقت کے سرداروں میں سے ہوئے ہیں۔ آپؒ کا طریقہ ملامت کا تھا آپ ان تمام اسباب وعوامل کے قائل تھے جن سے ملامت کا نشر و اظہار ہو۔ معاملاتِ



Marfat.com
Marfat.com

طریقت کے بیان کرنے میں آپ کا کلام بہت عالی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے ''تیرے متعلق خدا تعالیٰ کا علم خلقت سے اچھا ہونا چاہئے'' یعنی خلوت میں خدائے ذوالجلال کے ساتھ تیرا معاملہ اس سے بہتر ہونا چاہئے۔ جو ظاہر میں تیرا خلقت کے ساتھ ہے۔ آپ کے احوال اور حکایتوں میں سے ایک نادر حکایت یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں:۔

ایک روز میں نیشاپور کی نہر حیرہ کے کنارے چلا جا رہا تھا کہ نوح نامی ایک راہزن سے ملاقات ہوئی جو جوانمردی میں بڑا مشہور تھا۔ اور نیشاپور کے سب عیار اس کے حکم کے تابع تھے۔ میں نے اس سے پوچھا اے نوح ! جوانمردی کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میری جوانمردی پوچھتے ہو یا اپنی؟ میں نے کہا دونوں کی بابت بتا دو۔ تو اس نے کہا کہ میری جوانمردی تو یہ ہے کہ میں چوغہ اتار کر گدڑی پہن لوں اور اس کا عمل اختیار کر لوں تا کہ حقیقی صوفی بن جاؤں اور پھر حق تعالیٰ کی شرم سے اس گدڑی میں گناہ سے پرہیز کروں اور آپ کی جوانمردی یہ ہے کہ آپ گدڑی اتار دیں تا کہ مخلوق آپ کے لئے باعثِ فتنہ نہ ہو۔ پس میری جوانمردی تو ظاہر میں شریعت کی حفاظت کرنا ہوگی اور آپ کی جوانمردی باطن میں حقیقت کی حفاظت کرنا ہوگی اور دیکھا جائے تو یہ ایک سب سے بڑی حقیقت ہے۔ واللہ اعلم۔

یہ طائفہ ملامتیہ کے لقب سے مشہور ہے۔ سلسلہ ملامتیہ کا مشہور ترین طبقہ ''قلندریہ'' ہے۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۳- طائفہ طیفوریہ

یہ گروہ حضرت طیفور بن عیسیٰ بن سروشان المعروف بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت رکھتا ہے اور آپ طریقت میں بڑے سردار اور بزرگ صوفیوں میں سے ہوئے ہیں- آپؒ کا طریقہ غلبہ وسُکر ہے- غلبہ وسُکر انسان کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے اپنا لے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ''سُکر'' ہے جو سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے طریق ''صحو'' کے برعکس ہے-

اس طریقہ میں غلبہ شوق اور جذب ومستی ہوتا ہے اور شوق الٰہی کا جذبہ اور اس کی محبت میں مدہوشی آدمی کی اکتساب کردہ کی قسم سے نہیں اور جو چیز انسان کے دائرۂ کسب سے خارج ہو اس کا دعویٰ کرنا باطل اور تقلید محال ہے- اور سُکر ہوشیاری کی صفت نہیں ہوسکتی اور نہ آدمی کو اپنے اندر حالتِ سُکر پیدا کرنے کی طاقت ہی ہے- مجذوب مغلوب ہوتا ہے اس کی خلقت کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی تا کہ اوصاف میں سے کسی وصف میں اس کا تکلف ظاہر ہو- مشائخِ طریقت اس بات پر متفق ہیں کہ مستقیم الحال صوفی کے سوا جو احوال کے دور سے گزر چکا ہے- کسی اور کی اقتدا درست نہیں اور اہلِ طریقت کا ایک گروہ اس بات کو جائز قرار دیتا ہے کہ کوئی شخص تکلف سے غلبۂ عشق الٰہی اور جذب ومحبتِ حق کی راہ اختیار کرے کیونکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا



Marfat.com
Marfat.com

ہے کہ۔

"اِبکُوۡ فَاِن لَّن تبکُوۡ فتبَا کُوۡا"

(گریہ وزاری کرواور اگر تم خود بخود گریہ نہیں کر سکتے تو تکلف سے رونی صورت بنالو)

## سُکر وصحو کی حقیقت

جان لو ! (اللہ تمہیں سعادت مند کرے) کہ سُکر، غلبہ مدہوشی اور جذب و مستی کو کہتے ہیں۔جس سے مراد اربابِ معانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہے اور صحو ہوشیاری سے مراد مقصود کا حاصل کرنا ہے۔ اس کے متعلق اہلِ معانی کے بہت سے قول ہیں۔ایک گروہ سُکر کو صحو پر فضیلت دیتا ہے اور دوسرا گروہ صحو کو سُکر پر فوقیت دیتا ہے۔اور جو لوگ سُکر کو صحو پر ترجیح دیتے ہیں وہ حضرت بایزید بسطامی اور ان کے پیرو ہیں وہ کہتے ہیں کہ صحو آدمیت کی صفت کے معتدل اور مستحکم ہونے کی صورت میں متصور ہو سکتا ہے اور وہ حق تعالیٰ سے حجابِ اعظم ہے۔اور سُکر آفت کے زوال اور صفات بشریہ کے کم ہونے اور اپنے اختیار و تدبیر کے چلے جانے اور ان معانی اور قویٰ کی بقا کی وجہ سے جو اس کے وجود میں اس کی جنس بشریت کے خلاف موجود ہیں اور اپنے حق میں تصرف کے فنا ہو جانے پر متصور ہو سکتا ہے۔اور یہ حال زیادہ اچھا اور کامل معلوم ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام حالتِ صحو میں تھے کہ آپ سے ایک فعل سرزد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو خود ان کی طرف سے منسوب کر کے فرمایا " و قتل داؤد جالوت " (حضرت داؤد علیہ السلام نے کافر بادشاہ جالوت کو قتل کیا) اور ہمارے



Marfat.com
Marfat.com

پیغمبر ﷺ حالتِ سُکر میں تھے تو آپ ؐ سے اس حالت میں ایک فعل ظہور پذیر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کر کے فرمایا" وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى " (اور جب آپ نے کفار پر خاک پھینکی تو دراصل آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی ) پس حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام تو اپنی ذات کے ساتھ قائم اور اپنی صفات کے ساتھ ثابت تھے تو ان کو کرامت کے طور پر فرمایا کہ اُس نے کیا ، اور حضور نبی کریم ﷺ جو حق کے ساتھ قائم اور اپنی صفات سے فانی تھے، ان کے متعلق فرمایا کہ جو کچھ کیا ہم نے کیا۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ سُکر میں تشویشِ احوال لازم ہے۔ حضرت جنیدؒ اور ان کے متبعین کی نظر میں سُکر محلِ آفت ہے۔ صحت جسمانی کو بھی اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ صاحبِ سُکر اپنی خودی اور وجود کو ہی گُم کر لیتا ہے۔ صاحبانِ سکر کے شطحیات مشہور ہیں جن کے الفاظ ظاہری شرعاً قابلِ مواخذہ ہیں۔ شیخ منصور حلاجؒ بھی صاحبِ سُکر تھے۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۴- طائفہ جنیدیہ

اس طائفہ کے سرکردہ اور رئیسِ طائفہ شیخ الطریقت حضرت ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں- فرقہ جنیدیہ کے پیرو حضرت جنید بغدادیؒ سے محبت کرتے ہیں اپنے وقت میں ان کو لوگوں نے طاؤس العلماء اور سلطان المحققین کے خطابات سے نوازا تھا- آپ صوفیاء کے ایک گروہ کے سردار اور ان کے اماموں کے امام تھے- آپ کا طریقہ طیفوریوں کے برعکس ''صحو'' پر مبنی ہے- جن کا اختلاف پہلے بیان کیا جا چکا ہے- صوفیاء کے تمام مذاہب میں زیادہ مشہور و معروف آپ کا ہی مذہب ہے اور اکثر صوفیائے کرام نے آپ کا راستہ اختیار کیا-

تمام مشائخ جنیدی مذہب کے ہوئے ہیں - اس کے علاوہ طریقت کے معاملات میں اگرچہ ان کے کلمات میں بہت اختلاف ہے مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کر رہا ہوں- اگر کسی کو زیادہ حالات کا معلوم کرنا مقصود ہو تو ان کے متعلقہ دوسری کتب کا مطالعہ کر لے تا کہ مفصل حقیقت معلوم ہو سکے- بعض حکایات سے معلوم ہوا ہے کہ جب حسین بن منصور احمد رحمتہ اللہ علیہ غلبۂ محبتِ الٰہی میں حضرت عمرو بن عثمان رحمتہ اللہ علیہ سے بیزار ہو کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم عمرو کو چھوڑ کر میرے پاس کیوں آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ شیخ کی صحبت اختیار کروں- آپ نے فرمایا ہم مجنونوں کی صحبت پسند نہیں



Marfat.com
Marfat.com

کرتے-صحبت کے لئے صحتِ دماغ کی ضرورت ہے-کہ جب تم باوجود جذب ومستی کی آفت کے مصاحبت کروگے تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تم نے سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ اور عمرو بن عثمان رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ کیا-انہوں نے کہا- اَیُّھَا الشَّیخُ اَلصَّحوُوَالسُّکرُ صِفتَانِ لِلعَبدِ وَ مَادَامَ العَبدُ مَحجُوبًا مِنْ رَبِّہٖ حَتّٰی فَنیٰ اَوْ صَانَہٗ -(اے شیخ ! صحواور سُکر بندہ کی دو صفتیں ہیں اور بندہ ہمیشہ خدا سے حجاب میں ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے اوصاف فنا ہو جائیں) حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا-

"یَا اِبنَ المَنصُورِ اَخطَاتَ فِی الصَّحوِوَالسُّکرِ لِاَنَّ الصَّحوِ بِلاَ خِلاَفِ عِبَادَۃٌ عَنْ صِحَّۃِ حَالِ العَبدِ مَعَ الحَقِّ وَ ذٰلِکَ لَا یَدُخُلُ تَحتَ صِفَۃِالعَبدِ وَ اکتِسَابِ الخَلقِ وَ اَنَا اَرَی یَا ابنَ مَنصُورِ فِیْ کَلاَمِکَ فَضُولاً کَثِیرًا وَ عِبَارَاتِ لَا طَائِلَ تَحتَھَا (اے منصور کے بیٹے! تو نے صحو اور سُکر کے سمجھنے میں غلطی کی ہے کیونکہ صحو بغیر اختلاف کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندے کے صحیح حال سے عبارت ہے-اور یہ بات بندہ کی صفت اور خلق کے کسب کے تحت داخل نہیں-اے منصور کے بیٹے! علاوہ ازیں میں تیرے کلام میں بہت سی فضول باتیں اور بے فائدہ عبارتیں بھی پاتا ہوں )-

واللہ اعلم-

دل چاہتا ہے کہ یہاں ایک دو واقعات ان کی زندگی میں سے بیان کردوں "مشتے از خروارے"



Marfat.com
Marfat.com

ایک مرتبہ آپ آشوبِ چشم میں مبتلا ہو گئے تو ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی ۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ وضو کرنا تو میرے لئے ضروری ہے اور طبیب کے جانے کے بعد وضو کر کے نمازِ عشاء ادا کر کے سو گئے۔ صبح جب بیدار ہوئے تو دردِ چشم ختم ہو چکا تھا اور ندا آئی کہ چونکہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہ کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی۔ طبیب نے جب دیکھا تو سوال کیا کہ ایک ہی شب میں تمہاری آنکھیں کیسے اچھی ہو گئیں؟ تو فرمایا کہ وضو کرنے سے یہ سن کر اس نے کہا دراصل میں مریض تھا اور آپ طبیب، یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔

آپ کی ملاقات مسجد کے دروازے پر ایک معمر شخص کی صورت میں ابلیس سے ہوگئی تو آپ نے اس سے سوال کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ کیا تھی ؟ اس نے جواب دیا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کب روا ہے؟ اس جواب سے آپ حیرت زدہ ہوئے تو غیبی آواز آئی اس سے کہہ دو کہ تو کاذب ہے کیونکہ بندے کو مالک کے حکم سے انحراف کی اجازت نہیں چنانچہ ابلیس آپ کے غیبی الہام کو بھانپ کر فوراً فوچکر ہو گیا۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۵- طائفہ نوریہ

اس طائفہ کے سرخیل شیخ الطریقت ابوالحسن احمد بن محمد النوری رحمتہ اللہ علیہ ہیں نوری فرقہ کے لوگ آپ سے محبت اور عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں اور علما صوفیاء کے سرداروں میں سے ایک سردار تھے- اور نوری نام سے مشہور تھے- صوفیائے کرام میں روشن اوصاف اور قاطع دلیلوں کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے -اور تصوّف میں آپ کا مذہب نہایت پسندیدہ ہے- اصول بے حد عمدہ اور آپ کا مذہب صفوت کو فقر پر فضیلت دیتا ہے- طریقت میں آپ کا عمل حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے موافق ہے اور آپکے طریقہ کی نادر باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ آپ صحبت میں اپنے رفیق کے حق کو اپنے حق پر ترجیح دیتے تھے اور صحبتِ بے ایثار کو حرام سمجھتے تھے اور فرماتے ہیں کے درویشوں کے لئے صحبت فرض ہے اور گوشہ نشینی ناپسندیدہ ہے- اور رفیق کے حقوق کو اپنے حقوق پر ترجیح دینا بھی فرض ہے- آپ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے- اِيَّاكُمْ وَالْعُزْلَةَ فَاِنَّ الْعُزْلَةَ مُقَارَنَةُ الشَّيْطَانِ وَ عَلَيْكُمْ بِالصُّحْبَةِ فَاِنَّ الصُّحْبَةَ رِضَاءُ الرَّحْمٰنِ (گوشہ نشینی سے بچو کیونکہ گوشہ گزینی شیطان کی ہم نشینی ہے اور تم پر صحبت اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ صحبت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے)

## ایثار کی حقیقت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے-



Marfat.com
Marfat.com

"ویوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ"

(وہ فقراء وصحابہ کرامؓ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انہیں اس کی حاجت ہو)

اس آیت کا نزول خاص کر فقراء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں ہوا ہے- ایثار کی حقیقت یہ ہے کہ صحبت ورفاقت میں اپنے دوست وساتھی کے حقوق کا خیال رکھے اور اپنا حصہ اُسے دے دے اور دوست کے آرام کے لئے خود تکلیف اٹھائے-

" لَاِنَّ الْاِیْثَارَ اَلْقِیَامُ بِمُعَاوَنَۃِ الْاَغْیَارِ مَعَ الْاِشْتِغَالِ بِمَا اَمَرَہُ الْجَبَّارُ لِرَسُوْلِہِ الْمُخْتَارِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی خُذِا الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاہِلِیْنَ "

ترجمہ :- کیونکہ ایثار دوسروں کی مدد کرنا اور ساتھ ہی اس امر میں مشغول ہونا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے درگذر اختیار کیجئے اور نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض فرمایئے -

ایثار دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو صحبت میں جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے محبت میں اور رفیق کے لئے ایثار کرنے میں خوشی اور راحت ہی ہوتی ہے- اور حکایت میں یہ بات مشہور ہے کہ جب غلام الخلیل نے اس گروہ کے ساتھ اپنی عداوت ظاہر کی اور ہر ایک سے دشمنی کا اظہار کیا اور سرکاری آدمی حضرت نوریؒ ، حضرت رقامؒ اور



Marfat.com
Marfat.com

حضرت ابو حمزہؒ کو پکڑ کر دار الخلافہ میں لے گئے اور غلام الخلیل نے برملا کہہ دیا کہ یہ لوگ بے حقیقت اور بے دین ہیں۔ اگر امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا تو بے دینی کی جڑ کٹ جائے گی۔ کیونکہ سب بے دینوں کے سرغنہ یہی لوگ ہیں اور جس کے ہاتھ سے یہ نیکی ہوگی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر کا ضامن ہوں چنانچہ خلیفہ نے اسی وقت ان کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا، جلاد آیا اور تینوں کے ہاتھ باندھ دئے۔ جب جلاد نے حضرت رقامؒ کے قتل کرنے کا قصد کیا تو حضرت نوریؒ اٹھ کر بڑی خوشی وخرمی سے حضرت رقامؒ کی جگہ پر جلاد کے سامنے جا بیٹھے۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ جلاد نے آپ سے پوچھا؟ اے جوانمرد! یہ تلوار ایسی چیز نہیں ہے کہ کوئی ایسی رغبت سے اس کے سامنے آ جائے جیسا کہ تم آ گئے ہو۔ حالانکہ ابھی تمہاری باری نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ صحیح ہے کہ میری باری نہیں آئی۔ لیکن میرا طریق ایثار پر مبنی ہے اور دنیا میں عزیز ترین چیز زندگی ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ چند سانس بھی ان بھائیوں کے کام میں صرف کروں۔ کیونکہ دنیا کا ہر ایک سانس میرے نزدیک آخرت کے ہزار سال سے بھی بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ دنیا عمل کا گھر ہے اور آخرت کا ثواب، اور ثواب خدمت کرنے پر ہی حاصل ہوتا ہے۔ جب قاصد کے ذریعے یہ خبر خلیفہ تک پہنچی تو خلیفہ آپ کی طبیعت کی رقت اور آپ کے کلام کی باریکی کی وجہ سے سخت متعجب ہوا اور آدمی بھیج کر حکم دیا کہ ان لوگوں کا معاملہ سرِ دست ملتوی کر دیا جائے۔

ابو العباس علی اس وقت قاضی القضاۃ تھے۔ چنانچہ اِن کا معاملہ اُن کے سپرد کر دیا گیا وہ ان تینوں حضرات کو اپنے گھر لے گئے اور جو کچھ ان حضرات سے شریعت و



Marfat.com
Marfat.com

حقیقت کے احکام کے متعلق دریافت کیا اُس میں ان کو درست پایا- وہ اپنی غفلت کی وجہ سے ان کے حال سے سخت پریشان و پشیمان ہوئے- اس نے حضرت نوریؒ سے یہ سب کچھ پوچھا مگر پوچھنے والی بات نہ پوچھی- " فَاِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَاکُلُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَشْرِبُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَلْبِسُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَقُوْلُوْنَ بِاللّٰہِ"

(ترجمہ :- پس بے شک اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کا کھانا پینا بیٹھنا اور بولنا سب اللہ کے ساتھ ہے) کیونکہ ان کا قیام وقعود ونطق وحرکت وسکون سب اللہ کے ساتھ ہے اسی کے ساتھ وہ زندہ ہیں اور اسی کے مشاہدہ سے ان کی بقاء ہے-

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ٦- طائفہ سہیلیہ

یہ طائفہ شیخ الطریقت سہیل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ اس گروہ کے افراد آپ سے بہت محبت وعقیدت رکھتے ہیں نیز مجاہدہ اور ریاضتِ نفس اور نفس کے خلاف عمل کو سالک کی راہِ نجات اور غایت مطلوب تک رسائی کا ذریعہ اور موجب سمجھتے ہیں۔ یہ حضرات ریاضت، مجاہدہ اور خلافِ نفس کو ایک سالک کے تمام ظائف اور اعمال پر مقدم سمجھتے ہیں۔

جنگ کبیر شہادتِ کُبریٰ نفسے نال لڑائی
کافر حربی کُہنے ناٗوں کتنے تول سوائی

(ماخوذ از رسالہ نوری آستانہ عالیہ للّٰہ شریف)

حضرت سہیلؒ اہلِ تصوّف کے باحشمت بزرگوں اور ان کے سرداروں میں سے ہوئے ہیں فی الجملہ آپ اپنے وقت کے بادشاہ اور طریقت میں اہلِ عل وعقد میں سے تھے آپ کی دلیلیں بہت واضح تھیں کہ ان کے بیانات سمجھنے سے عقل عاجز ہے۔ تصوّف میں آپ کا طریق سخت محنت اور نفس کا جہاد اور ریاضت ہے۔ آپ اپنے مریدوں کو مجاہدہ کے ذریعہ کمال کے درجہ پر پہنچادیا کرتے تھے۔ اور حکایات میں مشہور ہے کہ آپ نے ایک مرید سے فرمایا کہ کوشش کر یہاں تک کہ ایک روز تمام دن اللہ اللہ



Marfat.com
Marfat.com

ہی کہتا رہ- اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے روز بھی- جب اس کو اس کی عادت ہوگئی تو فرمایا اب راتوں کو بھی ساتھ شامل کر لے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا- اب وہ ایسا ہو گیا تھا کہ اگر اپنے آپ کو خواب میں دیکھتا تو خواب میں بھی وہی کہتا- یہ اس کی طبعی عادت ہوگئی تھی- تب آپ نے فرمایا اب اس سے باز آ جاؤ اور دوست کے خیال میں مشغول ہو جاؤ- یہاں تک کہ اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ ہمہ وقت اسی میں مستغرق رہتا- چنانچہ ایک دن وہ اپنے گھر کے اندر تھا کہ ایک لکڑی ہوا میں اُڑتی ہوئی اندر آئی اور اُس کے سر پر لگی- اس کا سر پھٹ گیا اور زخم سے خون کے جو قطرے زمین پر گرتے ان سے بھی اللہ اللہ لکھا ہوا ظاہر ہوتا-

اس سے ظاہر ہوا کہ مجاہدات وریاضات کے ذریعے سے مریدوں کی پرورش سہیلیوں کا طریق کار اور درویشوں کی خدمت اور ان کی حُرمت حمدونیوں کا طریق کار اور باطن کا مراقبہ جنیدیوں کا طریق کار تھا-

## نفس کی حقیقت

جاننا چاہئے کہ نفس لُغت کی رُو سے کسی چیز کا وجود اور اس کی حقیقت اور ذات ہے- لیکن لوگ اپنی عبارات میں اس کے کئی معنی لیتے ہیں جو آپس میں مختلف اور ایک دوسرے کی ضد ہیں- مثلاً کوئی اسے روح کہتا ہے تو کوئی مروّت اور جوانمردی یا ایک اسے جسم کہتا ہے تو دوسرا اسے خون- مگر صوفیاء کے نزدیک ان معنوں میں سے کوئی بھی معنی مراد نہیں بلکہ وہ اسے ''شر'' کا منبع اور برائی کا راہنما کہتے ہیں اور اس پر ان سب کا



Marfat.com
Marfat.com

اتفاق ہے۔لیکن ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ ایک عین چیز ہے جو جسم میں ویسے ہی ودیعت کی گئی ہے ، جیسے روح۔اور ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ زندگی کی طرح جسم کی ایک صفت ہے مگر بایں ہمہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ کمینے اخلاق اور برے افعال کا اظہار اسی کے سبب سے ہوتا ہے۔

نفس کی دو قسمیں ہیں (۱) معاصی یعنی برے افعال (۲) ردی اخلاق مثلاً تکبّر ،حسد، بخل، کینہ اور غصہ وغیرہ یعنی شریعت میں ناپسندیدہ امور۔پس ریاضت ومجاہدہ سے ان برے اوصاف کو اپنے سے دفع کیا جاسکتا ہے۔گناہ اوصافِ ظاہری میں سے ہیں اور برے اخلاق اوصافِ باطنیہ میں سے۔پس جو ردی اوصاف باطن میں پیدا ہوتے ہیں وہ ظاہر کے اچھے اوصاف سے دور ہو جاتے ہیں۔اور نفس و روح دونوں میں اعیانِ لطیفہ (غیر محسوسہ) میں سے ہیں جیسا کہ عالم میں شیاطین اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ۔لیکن ان ہر دو میں سے ایک روح محلِ خیر ہے اور دوسرا نفس محلِ شر۔

جس طرح محسوسات میں سے آنکھ محلِ نظر ہے اور کان محلِ شنوائی اور زبان محلِ ذوق۔ایسے ہی دوسرے اعیان محسوسہ اور اوصاف اور اعراض ہیں جو آدمی کے جسم میں ودیعت کیے گئے ہیں۔پس اس نفس کی خواہشات کی مخالفت تمام عبارات کا اصل اور مجاہدات کا کمال ہے۔بندہ سوائے مخالفتِ نفس کے حق تعالیٰ کی راہ نہیں پاسکتا۔اس لئے کہ نفس کی موافقت بندہ کی ہلاکت اور اس کی مخالفت بندہ کی نجات کا باعث ہے۔

خدائے تعالیٰ نے اس کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور اس کے خلاف کوشش کرنے والوں کی تعریف اور اس کی موافقت کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى" (اور جس نے نفس کو خواہش سے باز رکھا پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے) اور فرمایا ہے۔

"اَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ"

(پس کیا جب کبھی کوئی رسول ایسے احکام اللہ کی طرف سے لے کر تمہارے پاس آیا۔ جن کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تو تم اکڑ بیٹھے)۔

اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

اِذَا اَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا بَصَّرَهٗ بِعُيُوْبِ نَفْسِهٖ" (جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے) اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کر کے فرمایا

"يَا دَاوٗدَ عَادِ نَفْسِكَ فَاِنَّ وَدِّيْ فِيْ عَدَاوَتِهَا" (اے داؤد اپنے نفس سے عداوت رکھ کیونکہ میری محبت اس کی عداوت میں ہے) پس یہ سب امور جو بیان کئے گئے ہیں اوصاف واعراض ہیں اور ظاہر ہے کہ صفت کو ایک موصوف چاہئے جس کے ساتھ وہ قائم ہو۔ اس لئے کہ صفت خود بخود قائم نہیں ہوتی اور اس صفت کی معرفت سارے جسم کی شناخت کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی اور جسم کی شناخت کا طریق انسانیت کے اوصاف اور ان کا بھید بیان کرنے میں ہے۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۷- طائفہ حکیمیہ

اس طائفہ کے سرخیل ابو عبداللہ بن علی الحکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ ہیں جو تیسری صدی ہجری کے صوفیاء میں سے ہیں- آپ کے مسلک کی بنیاد "نظریہ ولایت" ہے- آپ تمام علوم باطنی و ظاہری میں اپنے وقت کے اماموں میں سے تھے- آپ کی تصانیف بہت ہیں آپ کے کلام اور طریق کی بنیاد ولایت پر ہے- آپ ولایت کی حقیقت اولیاء کے درجات اور ان کی ترتیب کی رعایت کے متعلق بیان فرماتے ہیں جو کہ علیحدہ ناپیدا کنار سمندر ہے- جس میں بے شمار عجائبات ہیں اور آپ کے مذہب کو سمجھنے کے لئے ابتداً یہ جاننا ضروری ہے کہ خداوند کریم کے بہت سے اولیاء ہیں جن کو اس نے اپنی مخلوق میں سے چُن لیا ہے اور ان کو دنیا کے تمام تعلقات سے منقطع کر لیا ہے اور نفس و ہویٰ کے مقتضیات سے آزاد کرا لیا ہے-

## نظریۂ ولایت

جاننا چاہئے کہ تصوّف و معرفت کے طریق کی بنیاد دراصل اصولِ ولایت اور اس کے ثابت کرنے پر قائم ہے اور تمام مشائخ رضی اللہ عنہم اجمعین اس کے اثبات میں گو متفق ہیں تاہم ہر ایک نے ولایت کا مفہوم مختلف عبارات میں بیان کیا ہے- اور



Marfat.com
Marfat.com

حضرت ابی عبداللہ محمد بن علی الحکیم رحمتہ اللہ علیہ ولایت کو طریقت اور حقیقت پر محمول کرنے میں مخصوص ہیں۔ لیکن ولایت بمعنی ربوبیّت بھی آتا ہے اور انہی معنی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔

"هُنَالِكَ الْوِلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ" (وہاں قیامت میں ربوبیّت اللہ برحق کے لئے ہے) کہ کفار اس سے محبت کریں گے اور اس کے گرویدہ ہونگے اور اپنے مزعومہ معبودوں سے بیزاری ظاہر کریں گے نیز ولایت کا معنی محبت بھی ہے۔ کیونکہ ولی بروزن فعیل کبھی کبھی مفعول کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے پس اس قاعدہ کی رو سے ولی وہ ہے جس کے ساتھ محبت کی گئی ہو ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ" (وہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خود ان کے افعال و اوصاف کی بنا پر نہیں چھوڑتا بلکہ ان کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ ولی بروزنِ فعیل مبالغہ کا صیغہ ہو اور فاعل کے معنوں میں مستعمل ہو۔ کیونکہ بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اسکی بندگی اور دیگر حقوق کے ادا کرنے پر مداومت کرتا ہے اور اس کے غیر سے منہ موڑتا ہے۔ چنانچہ بندہ مرید اور اللہ تعالیٰ مراد ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں محبت و نفرت کی حق تعالیٰ کی طرف سے حق تعالیٰ کے ساتھ روا ہیں۔ نیز جو باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ روا ہیں وہ یہ ہیں۔ "اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کا ناصر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے ساتھ نصرت کا وعدہ فرمایا ہے"۔

"اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ" (سو بلاشبہ اللہ کی نصرت قریب ہے)



Marfat.com
Marfat.com

نیز فرمایا "وَ اَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ" (بے شک کافروں کا کوئی ناصرو مددگار نہیں) جب وہ کافروں کا مددگار نہیں تو لامحالہ وہ مومنوں کا ناصرو مدد گار ہے کہ ان کی عقل کو اپنی صریح نشانیوں سے ، ان کے دلوں کو اسرار و معارف کے کشف سے مدد دیتا ہے اسی طرح انہیں نفس و شیطان کی مخالفت اور اپنے احکام پر چلنے کی توفیق سے نوازتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ" (اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ اسے دوست رکھتے ہیں) تا کہ وہ اس سے اس وجہ سے محبت کریں اور مخلوق کی محبت سے منہ موڑ لیں۔ چنانچہ حضور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ "رَبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طَمْرِیْنَ لَا یُعْبَاءُ بِهٖ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَا بَرَّهٗ" (کبھی ایک پراگندہ بالوں والا غبار آلود پھٹی چادروں والا شخص جس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ کسی امر میں اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے) اور یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں دریائے نیل کا پانی اپنی عادت کے مطابق ٹھہر گیا کیونکہ جاہلیت کے دور میں یہ دستور تھا کہ ہر سال جب دریائے نیل کا پانی رُک جاتا تو ایک لونڈی آراستہ کر کے اس میں ڈال دی جاتی تب پانی جاری ہو جاتا۔ حضرت عمرؓ کو اس قبیح رسم کا علم ہوا تو انہوں نے ایک کاغذ پر لکھا اور دریائے نیل میں ڈلوا دیا۔ الفاظ یہ تھے "اے نیل! اگر تو خدا کے حکم سے رکا ھے تو رُکا رہ ، اگر کوئی اور بات ھے تو اللہ کے حکم سے جاری ہو جا"۔ چنانچہ خط ڈالتے ہی پانی جاری ہو گیا۔ یہ حقیقی امارت ہے۔ پس میری مراد ولایت اور اس کے ثابت کرنے سے



Marfat.com
Marfat.com

ہے کہ تم جان لو کہ ولی کا نام اس شخص کے لئے جائز ہے کہ جس میں ولی کے اوصاف موجود ہوں اور وہ ظاہراً و باطناً اللہ کا دوست ہو اور جملہ احکام کا پابند ہو۔

# ۸- طائفہ خرّازیہ

خرازی طائفہ کے لوگ حضرت ابراہیم خراز رحمتہ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے ہیں اور طریقت میں آپ کی بہت واضح تصانیف موجود ہیں۔ طریقت میں فناء و بقاء کی اصطلاحات کو دراصل آپ نے ہی وضع کیا ہے اور اس طریق کے تمام مطالب و معانی کو انہی دولفظوں پر منحصر فرمایا ہے۔ اب اس مسلک کا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ اور اس گروپ خرازیہ کی فناء و بقاء کے الفاظ متداولہ سے کیا مراد ہے؟

## فناء و بقاء کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''جو کچھ تمہارے پاس ہے ، وہ سب ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے ہاں ہے، وہ ہمیشہ اور باقی رہنے والا ہے ''۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ''جو کچھ زمین پر ہے وہ فانی ہے اور صرف تیرے پروردگار کی ذات باقی رہ جائے گی جو بڑی شان اور بزرگی والا ہے''۔

جاننا چاہئے کہ فناء و بقاء کے لغت کی رُو سے اور معنی ہیں اور اہلِ طریقت کی زبان میں ان کے کچھ اور معنی ہیں اور اہلِ ظاہر اس طائفہ (خرازیہ) کی عبارات میں سے کسی عبارت میں اتنے زیادہ متحیّر نہیں جتنے کہ فناء و بقاء کے ان دولفظوں میں حیران



Marfat.com
Marfat.com

ہیں- پس بقاء علمِ لغت کی رو سے تین قسم کی ہے-

۱- وہ بقاء کہ طرفِ اول میں بھی فناء میں ہو اور آخر میں بھی فناء میں ہو جیسا کہ عالمِ ناسوت، کہ وہ ابتدا میں بھی نہ تھا اور انتہا میں بھی نہ ہوگا- جو فقط اس وقت باقی ہے-

۲- وہ بقا کہ پہلے کبھی نہ تھی اور بعد میں موجود ہوگی اور کبھی فانی نہ ہوگی- جیسے بہشت و دوزخ اور عالمِ عقبیٰ اور اس کے رہنے والے کہ ابتدا میں نہ تھے- نیست سے ہست ہوئے اور ان کی ہستی پر کبھی عدم طاری نہ ہوگا-

۳- وہ بقاء کہ ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی، یعنی کوئی وقت ایسا نہیں ہوا کہ وہ نہ تھی اور نہ کوئی وقت ایسا ہوگا کہ وہ نہ ہو یہ ذاتِ حق اور اس کی صفاتِ ازلی و ابدی کی بقاء ہے اور وہ اپنی صفات کے ساتھ قدیم ہے، اور اس کی بقاء سے مراد اس کے وجود کا ہمیشہ رہنا ہے اور کسی کو اس کی صفات میں اس کے ساتھ شراکت نہیں ہے-

مطلب یہ کہ جب بندہ حق تعالیٰ کا علم حاصل کر لیتا ہے تو اس کے علم کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے اور اس کے نہ جاننے سے فانی ہو جاتا ہے اور جب غفلت سے فانی ہو جاتا ہے تو اس کے ذکر سے باقی ہو جاتا ہے -گویا فناء و بقاء ان کے نزدیک بُرے اوصاف کو ساقط کر کے نیک اوصاف پر قائم ہونا ہے-

جب بندہ اپنے اوصاف سے فانی ہو جاتا ہے تو کامل بقاء کو حاصل کر لیتا ہے



Marfat.com
Marfat.com

اور جو بندہ اپنے اوصاف کے موجود ہونے کی حالت میں اوصاف کی خرابی سے فانی ہو جاتا ہے تو مراد کی بقاء کے ساتھ مراد کی فناء میں باقی ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نہ اس کو قُرب وبُعد اور نہ وحشت وانس اور نہ صحو وسُکر اور نہ فراق ووصال کا ڈر نہ مٹانا اور جڑ سے اکھاڑنا اور نہ نام ومقام اور نہ نشان ونقش سے کچھ تعلق رہتا ہے -اور اسی معنی میں ایک شیخ فرماتے ہیں۔

''اور میرا مقام اور نشان دونوں مٹ گئے۔ پس اپنے وقت میں نہ قُرب کو دیکھتا ہوں اور نہ بُعد کو۔ پس میں ذاتِ حق کے ساتھ اپنی ذات وصفات سے فناء ہو کر اسی سے قائم ہوا اور میرے لئے راہِ حق ظاہر ہو گئی،،۔

## فناء وبقاء کے متعلق مشائخ کے رموز

مشائخ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے لئے اس معنی کے متعلق ایک لطیف امر ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خراز رحمتہ اللہ علیہ جو صاحب مذہب ہیں، فرماتے ہیں۔ ''فناء سے مراد بندہ کا اپنی بندگی کو دیکھنے سے فانی ہو جاتا ہے اور بقاء سے مراد بندہ کا مشاہدہ الٰہی کے ساتھ باقی رہنا ہے۔'' یعنی عمل میں اپنی زندگی کو دیکھنا خرابی ہے۔ چنانچہ بندہ بندگی کی حقیقت پر اس وقت پہنچتا ہے جب کہ وہ اپنے عمل کو نہ دیکھے اور اپنے فعل کو دیکھنے سے بالکل فنا ہو جائے اور خدائے تعالیٰ کے فضل کو دیکھنے کے ساتھ باقی رہے تا کہ اس کے عمل کا تعلق حق تعالیٰ سے ہو نہ کہ خود اپنی ذات سے کیونکہ جو فعل بھی بندہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ ناقص ہوتا ہے اور جو فعل حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کو



Marfat.com
Marfat.com

پہنچتا ہے وہ سب کامل ہوتا ہے۔ پس جب بندہ اپنے متعلقات سے فانی ہو جاتا ہے تو جمالِ حق تعالیٰ سے باقی رہتا ہے۔

حضرت ابو یعقوب نہر جوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''حقِ بندگی کا صحیح ہونا فناء و بقاء میں مضمر ہے،،۔ اس لئے کہ جب تک بندہ ہر چیز سے بیزاری ظاہر نہ کرے، خالص خدمتِ خلق کے لائق نہیں ہوتا۔ پس بشریت کے لوازم سے بیزاری ظاہر کرنا فناء ہے اور خالص اللہ کی عبادت کرنا بقاء ہے ،،۔

حضرت ابراہیم بن شیبانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''فناء و بقاء کے جاننے کا دارو مدار خالص وحدانیت اور صحیح عبودیت پر ہے۔ اور جو کچھ اس کے سوا ہے ،وہ مغالطہ اور بے دینی ہے،،۔ یعنی بندہ جب حق تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر لیتا ہے تو اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے حکم سے مغلوب و مقہور دیکھتا ہے اور مغلوب غالب کے غلبہ میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب اس کی فناء اس پر درست ہو جاتی ہے تو وہ اپنی عاجزی کا اقرار کر لیتا ہے اور پھر سوائے بندگی کے اور کوئی چارہ نہیں دیکھتا اور رضائے حق کی درگاہ کے حلقہ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے اور جو شخص فناء اور بقاء کو اس کے سوا کسی اور امر سے تعبیر کرے یعنی یوں تنبیہ کرے کہ فناء کو اپنی ذات کی فناء جانے اور بقاء کو بقائے حق تعالیٰ سمجھے تو یہ بے دینی ہے۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۹- طائفہ خفیفیہ

خفیفیہ طائفہ کے لوگ حضرت ابی عبداللہ بن خفیف شیرازی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں جو گروہ صوفیاء کے سرداروں اور بزرگوں میں سے ہوئے ہیں ،اور اپنے وقت کے عزیز اور علوم وظاہر وباطن کے عالم تھے- اور علم طریقت کے شعبوں میں آپ کی تصنیفات بہت مشہور ومعروف ہیں اور آپ کے اوصاف اس سے زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ کر سکیں- الغرض آپ اپنے زمانہ میں نہایت باعزت اور پاک نفس بزرگ تھے اور شہوتِ نفسانی کی متابعت سے منہ موڑے ہوئے تھے- اور تصوّف میں آپ کے مذہب کا اصل اصول غیبت اور حضور ہے اور وہ اسی کو بیان کیا کرتے تھے-

## غیبت وحضور

غیبت وحضور ایسے الفاظ ہیں کہ کسی معنی مقصود پر ان کا اطلاق ایسا ہوتا ہے جیسا کسی آنکھ میں اصل چیز کا عکس پڑتا ہے- پھر وہ عکس اصل سے متضاد معلوم ہوتا ہے اور یہ لفظ اہلِ زبان اور اہلِ معنی کے درمیان مستعمل ومروّج ہیں- پس حضور سے مراد یقینی دلالت کے ساتھ اللہ کے سامنے دل کا حاضر ہونا ہے تاکہ غیبی حکم اس کے لئے عینی حکم کی طرح ہو جائے اور غیبت سے مراد ماسویٰ اللہ سے دل کا اس حد تک غائب ہو جانا ہے کہ وہ اپنے آپ سے بھی غائب ہو جائے بلکہ اپنے غائب ہو جانے سے بھی غائب ہو



Marfat.com
Marfat.com

جائے - تاکہ وہ اپنی اس غیبت میں آپ اپنا نظارہ کر سکے اور اس کی علامت رواجی امور کے حکم سے اعراض کرنا ہے - اور ان سے اپنے آپ کو ایسا معصوم بنانا ہوتا ہے جیسا کہ نبی حرام امور سے معصوم ہوتا ہے - پس اپنے آپ سے غائب ہونا حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور خدا کے حضور میں حاضر رہنا اپنے آپ سے غائب ہونا ہے چنانچہ جو شخص اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے ، وہ حق کے سامنے ہوتا ہے - اور جو شخص حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوتا ہے وہ اپنے آپ سے غائب ہوتا ہے - چونکہ دل کا مالک اللہ تعالیٰ ہے پس جو اللہ عزوجل کی کششوں میں سے کوئی کشش طالب حق کے دل کو مقہور و مغلوب کر لیتی ہے تو دل کا غائب ہونا اس کے نزدیک حاضر ہونے کی مانند ہو جاتا ہے - اور اس کے دل سے کسی اور کی شرکت اٹھ جاتی ہے - اس کے علاوہ کسی اور چیز کو اپنے سے نسبت دینا منقطع ہو جاتا ہے - چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں -

ے "دل ہے اور تو اس کا تنہا مالک ہے ، پس وہ کیسے منقسم ہو سکتا ہے "

# ۱۰- طائفہ سیّاریہ

طائفہ سیّاریہ کے لوگ حضرت ابو عباس سیّاری رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں - آپ مرو میں امام تھے اور سب علوم کے عالم اور حضرت ابو بکر واسطی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم نشیں تھے - آج بھی نساء اور مرو[1] میں آپ کے طبقہ کے بہت سے لوگ موجود ہیں اور حق یہ ہے کہ آپ کے مذہب کے سوا کوئی مذہب تصوّف میں اپنے حال پر نہیں رہا - کیونکہ کسی وقت بھی مرو اور نساء کسی ایسے پیشوا سے خالی نہیں رہا جو آپ



۱- یہ دونوں شہروں کے نام ہیں -

Marfat.com
Marfat.com

کے اصحاب کو آپکے مذہب پر قائم رکھنے کے لئے آج تک ان کی حفاظت نہ کرتا رہا ہو آپ کے ان اصحاب کی طرف سے جو اہلِ نساء سے ہیں کچھ عمدہ رسالے اور خطوط اہلِ مرو کے نام بھیجے گئے تھے جن کے ذریعے انہوں نے اہلِ مرو سے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا- ان خطوط کی عبارتیں جمع وتفرقہ پر مبنی ہیں- اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جو تمام اہلِ علوم کے درمیان مشترک ہے- چنانچہ محاسبیہ فرقہ کے لوگ جمع وتفریق سے کسی چیز کے اعداد کا جمع ہونا اور علیحدہ ہونا مراد لیتے ہیں- اور نحوی لوگ نحوی اسماء وصفات کا لفظوں میں متفق اور معانی میں مختلف ہونا اس سے مراد لیتے ہیں-

## ۱۰- طائفہ حلولیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے- ''حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا چیز ہے،، ان دو مردود گروہوں میں سے جو اس طائفہ حلولیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کو اپنی گمراہی میں اپنا مددگار بناتے ہیں ایک گروہ ابی حلمان دمشقی سے عقیدت ومحبت رکھتا ہے اور اس سے روایات بیان کرتا ہے- لیکن وہ روایتیں دراصل اس طرح نہیں ہیں جس طرح مشائخ کی کتابوں میں اس کی طرف سے منسوب ہیں- اس طریقہ کے پیرَ و اس بزرگ ابی حلمان دمشقی کو جذب و بے خودی میں سے سمجھتے ہیں- لیکن وہ ملحدین اس کو عقیدہ حلول وامتزاج اور ارواح کے دوسرا جسم تبدیل کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں- اور میں نے کتاب مقدس میں بھی دیکھا ہے کہ اس میں اس عقیدہ پر طعن کیا ہے اور علمائے اصول کو بھی اس سے ایک خیال پیدا ہو گیا ہے ، پس خدائے تعالیٰ



Marfat.com
Marfat.com

ہی بہتر جانتا ہے- ایک دوسرا گروہ ہے جو اپنے اقوال کو فارس کی طرف منسوب کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ حسین بن منصور کا مذہب ہے- حالانکہ ان کے سوا ہم نشینانِ حسین میں سے کسی کا بھی یہ مذہب نہیں - چنانچہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر صیدلانی کو اور دیگر چار ہزار آدمیوں کو جو عراق میں پھیلے ہوئے ہیں ، دیکھا ہے جو سب حلاجی تھے- وہ سب فارس کو اس قول کی وجہ سے لعنت کرتے تھے اور حسین بن منصور کی کتابوں میں بھی جو اس کی تصنیف ہیں ، سوائے تحقیق کے اور کچھ نہیں اور میں علی بن عثمان جلابی ( اللہ ان سے راضی ہو ) کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ فارس اور ابو حلمان کون ہوئے ہیں اور انہوں نے کیا کہا ہے؟ لیکن جو اشخاص ان اقوال کے قائل ہیں اور جو توحید الٰہی اور تحقیق کے خلاف ہیں ان کو دین میں کچھ حصہ حاصل نہیں اور جب دین جو اصل ہے ، مضبوط نہ ہو تو تصوّف جو اس دین کی فرع اور نتیجہ ہے ، زیادہ مناسب ہے کہ اس میں زیادہ دخل ہو- کیونکہ کرامات کا ظاہر ہونا اور دلائلِ عرفان کا کشف اہلِ دین و اہلِ توحید کے سوا کسی اور پر ممکن نہیں-

نوٹ:- اب یہ دونوں طائفے دنیا سے مٹ گئے ہیں-

☆☆☆

علی اکبر گوندل



Marfat.com
Marfat.com

# (باب دوم)

## طریقت کے

## اسرار و رموز اور وضاحتیں

از

صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للٰہی



Marfat.com
Marfat.com

# سلسلہ عالیہ قادریہ

اس طریقہ کے امام حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی ابو محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں-(پ-۴۷۱ھ ف-۵۶۱ھ) عمر مبارک نوے سال پائی ۔

اس طریقہ عالیہ میں اولاً ذکرِ جہر کی تلقین ہوتی ہے-لیکن جہر ،جہرِ مفرط نہیں جو حدیث ابوموسیٰ اشعری رحمتہ اللہ علیہ کے مخالف ہو-

ترجمہ :- اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو یعنی آہستہ کہو ،تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو،تم پکارتے ہو سُننے اور دیکھنے والے کو جو تمہارے ساتھ ہی تو ہے ''الحدیث متفق علیہ''

ذکرِ جہری اسمِ ذات یعنی لفظ ''اللہ'' کا بھی کیا جاتا ہے جس کی چند صورتیں ہیں-

۱- ایک ضربی ہوگا یعنی ''اللّٰہ ''کوسختی وشدّت کے ساتھ اوپر سے نیچے لے آئے اورضرب '' ہ '' قلب پر مارے -

۲- یادوضربی-اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر قبلہ رُو ہو کر بیٹھے اسم ذات کوایک بار داہنے بازو پراور دوسری بار قلب پر ضرب کرے



Marfat.com
Marfat.com

۴- چارزانو ہو کر بیٹھے- ایک بار داہنے بازو پر دوسری بار بائیں بازو پر تیسری بار قلب پر ضرب کرے-

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ مشائخِ طریقت نے ذکر کے جو مختلف طریقے ایجاد کئے ہیں وہ ان کا اپنا اجتہاد ہے- ان طریقوں سے وہ ذاکرین میں بعض دفعہ کسرِ نفسی اور بعض دفعہ خشوع و خضوع ، بعض حالات میں جمیعتِ خاطر دفعِ وساوس یا نشاط پیدا کرنا چاہتے ہیں- اگر مشائخ طریقت نے مختلف طریقے ایجاد کئے ہیں تو یہ ایک واجب کے حصول کے لئے ہیں اور وہ واجب توجہ الی اللہ اور حضور مع اللہ ہے- انہیں بدعات قرار دینا جہل ہے- (از افادات شاہ ولی اللہؒ)

بہر حال جب ذاکر میں ذکر جلی سے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں تو ان آثار سے انبعاثِ شوق ، قلب وذہن پر چین وطمانیت پیدا ہوتی ہے- اگر سالک چار ہزار بار اسمِ ذات کا ذکر بالجہر کرتا ہے اور ان شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے تو یہ آثار نمایاں ہو جاتے ہیں خواہ ذاکر غبی ہو یا ذکی- مولانا رومؒ فرماتے ہیں-

مشک را بر تن مزن بر دِل بمال

چیست مشکِ نام پاکِ ذوالجلال

ترجمہ:- خوشبو جسم کی بجائے دل پر لا- وہ خوشبو کیا ہے؟ اللہ کا نام پاک-

اسی طرح ذکرِ خفی لَا اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہ کی ضرب قلب پر لگاوے اور ذکر خفی ذکرِ جلی سے بھی زیادہ مؤثر ہوتا ہے کیونکہ اس میں ریاء کا شائبہ نہیں ہوتا یہ کہ- ''دست با کار دِل بایار'' کا حسین مرقع ہو جاتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے-



Marfat.com
Marfat.com

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ شو
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

ترجمہ:- اندر تو آشنائی کی لذت ہو لیکن باہر سے بیگانہ ہو- ایسی روش جہاں میں کم ہی ہوتی ہے-

با جیسے کہ صاحبِ رسالہ نوری فرماتے ہیں-

خلوت وچ مجالس انہاں وچ انبوہ تنہائی
ظاہر حال بیگانہ دِسّن دِل بھریا آشنائی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ذکر قادریہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مجرّد ہے اور کسی قسم کے بکھیڑوں، جنجالوں میں مبتلا نہیں ہے تو بس وہ ذکر ہی کیا کرے - اور اگر اہل اسباب میں سے ہے یعنی دنیا کے کاروبار میں مبتلا ہے تو وہ اپنی فرصت کے لحاظ سے اوراد و وظائف مقرر کرلے اور پابندی کرے-

یہ اوراد و وظائف عہد حاضر کے مشغول انسان کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہیں - جو اس کے مضطرب ذہن کو سکون اور پریشان قلب کو طمانیت اور اس کی فاقہ زدہ روح کو غذائے لطیف فراہم کرتے ہیں- اور اگر یہ کچھ نہیں تو وہ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے گرداب میں سرگرداں رہتا ہے- غفلت شعار انسان لذّات فانیہ میں پھنس کر گردابِ معاصی میں جا گرتا ہے اور ذکرِ رحمٰن سے غافل ہو کر شیطان کے دام میں گرفتار رہتا ہے اور نہیں جانتا کہ:-



Marfat.com
Marfat.com

چوں کنی یک آرزوئے خود تمام
در تو صد ابلیس زاید والسلام

ترجمہ :- اگر تو کسی ایک آرزو کو پورا کر لیتا ہے تو اپنے اندر سو ابلیس کو جنم دے دیتا ہے-

ایسا انسان گو بظاہر زندہ نظر آتا ہے لیکن شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ باطن مردہ ہوتا ہے اور اس پر نماز جنازہ اب بھی جائز ہے-

بر آں دِلے کہ دریں حلقہ زندہ نیست بذکر
برو چوں مردہ بہ فتوائے من نماز کنید

ترجمہ :- جس کا دِل ذکر سے زندہ نہیں ہے میں فتویٰ دیتا ہوں کہ اُس مُردہ پر نماز جنازہ پڑھ لیں-

پھر ہر نماز کے بعد استغفار پڑھنے کا ذکر کیا کرے- حدیث شریف میں ہے

ترجمہ :- جو شخص ہر نماز کے بعد تین دفعہ استغفار پڑھے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو -استغفار یہ ہے -

" اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ "

یہ اذکار و اوراد کا خلاصہ ہے جو تزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب کے لئے طریقہ عالیہ قادریہ میں معمول ہیں- ان کے علاوہ امام الطریقت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "فتوح الغیب" کے مطالعہ سے بڑے روحانی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں - (واللہ اعلم)



Marfat.com
Marfat.com

# سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اوراذکار

اس طریقہ کے امام حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمتہ اللہ علیہ ہیں-آپ کی پیدائش محرم الحرام ۹۰۸ھ میں ہوئی-البتہ پاک و ہند میں اس طریقہ عالیہ کی اشاعت دو بزرگانِ دین سے ہوئی-

۱- حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

۲- حضرت امیر ابوالعلی رحمتہ اللہ علیہ سے

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے خلیفہ اجل ''طریقہ نقشبندیہ'' کے ایک عظیم المرتبت رکن حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں-آپ کے بعد سے یہ طریقہ نقشبندیہ مجدّدیہ کہلانے لگا-آپؒ کی ذات بابرکات امتِ محمدیہ کے لئے برصغیر میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے- بقول شاہ ولی اللہؒ ''کہ آپ کی ذات اس الف ثانی کے لئے بنیاد ہے آپؒ کا امت محمدیہ پر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ نہیں دیا جاسکتا-آپؒ کی ولایت کا منکر فاسق ہے''-

جس طرح اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام نے نئی شریعت پیش کی ہے اسی طرح حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانیؒ نے بھی تصوّف میں جدید معارف واسرار اور جدید حالات و مقامات پیش فرمائے ہیں-جو زمانہ نبوّت کے بعد سے آپ کے زمانہ



Marfat.com
Marfat.com

تک کسی صوفی عالی مقام نے ظاہر نہیں فرمائے اور یہی دلیل آپؒ کے مجدد الف ثانی ہونے کی بھی سمجھی جاتی ہے۔خود آپؒ کے شیخ خواجہ باقی باللہؒ نے بھی آپؒ کے حق میں فرمایا تھا۔

"میاں شیخ احمد آفتاب است وما ہمچوں سیارگان درَوے گُم" یعنی میاں شیخ احمد آفتاب ہیں اور ہم ستاروں کی مثل اس میں گم ہیں ۔

# لطائف قلب وروح

صوفیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین نے صرف لطائف قلب وروح کی خبر دی تھی اور بعض نے لطیفہ سرّ کی بھی۔مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے سینہ انسانی میں پانچ لطیفوں کی خبر دی جو یہ ہیں ۔

" قلب ، روح ، سرّ ، خفی ، اخفیٰ "

اور ان تمام کے مقامات اور انوار کی نشاندہی کی ہے۔حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحقیق کی رُو سے انسان لطائف عشرہ سے مرکب ہے۔جن میں سے پانچ کا تعلق عالمِ امر سے ہے اور پانچ کا عالمِ خلق سے ہے۔

عالمِ امر وہ عالم ہے جو امرِ کُن سے پیدا ہوا اور عالمِ خلق وہ ہے جس کا ظہور بتدریج ہوا۔عالمِ امر کا مقام فوقِ عرش ہے اور عالمِ خلق کا مقام تحتِ عرش ہے۔

عالمِ امر کے لطائف حسب ذیل ہیں :- قلب ، روح ، سرّ ، خفی ، اخفیٰ ۔



Marfat.com
Marfat.com

عالمِ خلق کے لطائف حسب ذیل ہیں:- نفس ، خاک ، آب ، باد ، نار -

مزید تشریح کے لئے مستند کتبِ تصوّف ملاحظہ فرمائیں- اس کتاب میں اختصار سے کام لیا گیا ہے-

لطیفۂ قلب کا مقام زیرِ پستان چپ (بائیں طرف) ہے- یہاں ذکر اسم ذات کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کر لطیفہ پر خیال مرکوز کریں (زبان سے ادا نہ کریں بلکہ بذریعہ خیال توجہ دیں) اور اسی طرح لطیفۂ قلب کا ذکر بھی کیا جاتا ہے- یہ ذکر جس قدر زیادہ کیا جائے گا اسی قدر نسبت میں قوّت پیدا ہو گی - البتہ ذکر قلبی لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے وضو بے وضو، طاہر و غیر طاہر ہر حال میں کیا جا سکتا ہے- اس میں طہارت وضو یا قبلہ رُو ہونا شرط نہیں ہے-

یہاں تک کہ ذکرِ دِل بقوّت تمام جاری ہو جاتا ہے- پس اسی کو لطیفۂ قلب کا جاری ہونا کہتے ہیں- عام طور پر اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جب سالک قلب کی طرف توجہ کرتا ہے تو مرید کو مقامِ قلب پر حرکت محسوس ہوتی ہے- جو بمصداق نبض ہوتی ہے اور اس سے سرور آتا ہے- لطیفۂ قلب کا نور زرد ہوتا ہے- بعض کو تو یہ محسوس ہوتا ہے اور بعض کو نہیں بھی ہوتا لیکن لذّت جمعیتِ محویّت ضرور محسوس ہوتی ہے-

جملہ اذکار میں سے مشائخ طریقت رحمہم اللہ اجمعین نے ذکر اسمِ ذات اور ذکر نفی اثبات کو خصوصیت سے اختیار کیا ہے- ذکر لَآ اِلٰــــہَ اِلاَّ اللّٰہ کو تو اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ خود حضور ﷺ نے بھی اس کو افضل الذکر قرار دیا ہے-



Marfat.com
Marfat.com

"اَفضَلُ الذِّکرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (رواہ الترمذی)"

اوراس کی فضیلت میں کثرت سے احادیث وارد ہیں-تمام مقامات مقدسہ کا جوہر ہے جانِ توحید اور نورِ تفرید ہے پورا قرآن مجید اسی کے معنی ومفہوم کی طرف دلالت کرتا ہے-یہ مقام اِلٰـــہ کی نفی اور اللّٰه وَاحِد کی اثبات کرتا ہے-اور ایک مطلوب ومقصود حقیقی سے وابستگی وپیوستگی پیدا کرتا ہے-یعنی دل کو زلفِ یار سے باندھ کر تمام تفرقہ اور پراگندگی سے آزاد کردیتا ہے-

ذکرِ اسم ذات کو اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ سارے اسمائے حسنیٰ اسمائے صفات ہیں جو خاص خاص صفات پر دلالت کرتے ہیں-اور اللّٰه اسم ذات ہے جو ذات جامع صفات پر دلالت کرتا ہے-اسی ایک نام سے ذاتِ حق کو یاد کرنا گویا حقِ سبحانہٗ کو تمام اسماء وصفات سے یاد کرنا ہے- علاوہ ازیں ذکرِ کثیر باعتبارِ تعداد جس آسانی سے لفظ" اللّٰه" سے ممکن ہے کسی اور اسم سے اس جامعیت کے ساتھ ممکن ہی نہیں- اگر تمام اسمائے حسنیٰ کا ذکر کیا جائے تو نہ مقدار کے اعتبار سے اس کے برابر ہو سکتا ہے اور نہ جامعیت کے اعتبار سے-جس میں ذاتِ مطلق بھی شامل ہو-

نیز یہ امر بھی مشائخِ کبار رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے کہ ہر اسم کا ایک خاص نور ہوتا ہے اور اس کا اثر بھی خاص ہوتا ہے-برخلاف اسم ذات" اللّٰه" کے جو جامع انوار اور تمام اسمائے حسنیٰ کے خواص کا جامع ہے- اور ذاتِ مطلق کے ساتھ بھی مناسبت اور تعلق پیدا کردیتا ہے -کیونکہ یہ اسم اسمِ ذات ہے - یہی وجہ ہے کہ اسم " اللّٰه" کو اسم اعظم کہا گیا ہے یہ عمومیت اور خصوصیت کسی دوسرے اسم میں نہیں



Marfat.com
Marfat.com

پائی جاتی -انہی وجوہات کی بناء پر مشائخ نے اسمِ ذات کے ذکر کو ترجیح دی ہے۔

**ایک شُبہ :-** یہاں پر ایک شُبہ پیدا ہوتا ہے جس کا ذکر اہلِ علم کے لئے ضروری ہے۔ وہ یہ کہ تصفیۂ قلب کے لئے صوفیائے کرام نے ذکر کے جو طریقے وضع کئے ہیں اور مشائخِ طریقت نے سالک کو جو مخصوص ہدایات دی ہیں کیا وہ شرعاً بھی ثابت ہیں ؟ اگر نہیں تو کیا انہیں بدعتِ ضالہ نہیں قرار دیا جاسکتا کیونکہ (لَيْسَ بَعْدَ الْحَقِّ اِلاَّ الضَّلاَل) حق آنے کے بعد سب ضلالت ہے یا جیسے کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے۔ "فَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلاَّ الضَّلاَل" حق آنے کے بعد اگر کوئی چیز آئے گی تو وہ ضلالت ہوگی۔

**ازالہ :-** بدعت کے بارے میں اکابر محدّثین وفقہاء کا اختلاف ہے لیکن اتنی بات واضح نظر آتی ہے کہ ہر نئی چیز کو بدعت قرار دینا محقّقین کا مذہب نہیں ہے۔

صوفیائے کرام کے مسلک کو سمجھنے کے لئے فاضل اجل ڈاکٹر میر ولی الدین نے عجیب تشریح فرمائی ہے۔ وہ اپنی کتاب "مدارج السلوک" میں لکھتے ہیں کہ بدعت پانچ احکام خمسہ میں منقسم ہے ۔

۱، بدعتِ واجبہ ۲، بدعتِ محرمہ ۳۔ بدعتِ مندوبہ

۴، بدعتِ مکروہہ ۵، بدعتِ مباحہ

**بدعتِ واجبہ :-** اگر کوئی شخص ایسی چیز کا اختراع کرتا ہے جس پر شریعت کا حفظ وبقاء موقوف ہو تو ایسی چیز بدعتِ واجبہ کہلائے گی۔ یہ اِحْدَاثَ



Marfat.com
Marfat.com

لِلدِّیْن ہے نہ کہ اِحْدَاثَ فِی الدِّیْن -مثلاً کتب ورسائل شرعیہ کا تصنیف کرنا جیسے صحاح ستہ ، ہدایہ ، احیاء العلوم وغیرہ یا علم وصرف ونحو ،تفاسیر جو مذہبی احیاء کے لئے ممد ومعاون ہوں- چونکہ یہ ساری چیزیں واجب کے لئے موقوف علیہ ہیں لہٰذا ان کی تعلیم بھی واجب ہوگی-

**بدعتِ محرمہ :-** اس میں اہلِ بدعت کے وہ تمام مذاہب داخل ہیں جو اہلِ سنت وجماعت کے مخالف ہیں-احادیث نبوی میں جس جگہ بھی بدعت کی مذمّت آئی ہے وہاں ایسی ہی بدعت مراد ہے -

**بدعتِ مندوبہ :-** اگر ایسے امور کا کیا جانا ہو جن سے شرعی امور میں مدد ملتی ہو تو ان کو بدعات مندوبہ کہا جاتا ہے-مثلاً منارۂ اذان کی تعمیر-منارہ پر کھڑے ہو کر اذان دینے سے نماز پنجگانہ جو جمعہ وغیرہ کے لئے آواز دور دور تک پہنچتی ہے-جن کے قائم مقام اب لاؤڈ سپیکر ہو گئے ہیں-

مسجدِ نبوی ﷺ کے قریب ایک صحابیہؓ کا مکان تھا اس سے زیادہ بلند کوئی مقام نہیں تھا-حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ صبح کی اذان اسی صحابیہؓ سے اجازت لے کر ان کے بلند مکان پر کھڑے ہو کر اذان دیتے تھے-منارۂ مساجد یا اذان کا بنوانا گو ایک بدعت ہے لیکن شرعی امور سے اس سے مدد ملتی ہے- اسلئے یہ اِحْدَاثَ لِلدِّیْن ہے اِحْدَاثِ فِی الدِّیْن نہیں-

اس کی دوسری مثالیں مدارس دینیہ کا قیام یا تعمیر ہے جن میں علمِ دین کی تعلیم



Marfat.com
Marfat.com

دی جاتی ہے اور یہ شرعی امور کی اعانت ہے۔ چنانچہ مہمان سرائے رباط اور خانقاہ کی تعمیر سے بھی یہی غرض حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بدعتِ مندوبہ ہے۔

**بدعتِ مکروہہ :-** اگر امور محدّثہ کا تعلق عبادت سے ہو اور وہ خلافِ کتاب وسنت نہ ہوں اور ان سے کتاب وسنت کے احکام سے زیادتی لازم نہ آتی ہو جو حدِ کفر یا حُرمت تک پہنچا دے تو ان کو بدعتِ مکروہہ کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن مجید کو لوحِ زریں پر لکھنا اور طلائی بیل بوٹے سے آراستہ کرنا یا مساجد کو نقش ونگار سے مزیّن کرنا جو ذوقِ جمالیات کی تشفی کرتا ہے تو یہ بدعتِ مکروہہ ہے

**بدعتِ مباحہ :-** اگر امور محدّثہ عبادت سے متعلق بالکل نہ ہوں ان کے کرنے یا نہ کرنے سے ثواب یا عتاب کا ڈر نہ ہو تو ایسی بدعات فی العادات مباحہ کہلاتی ہیں۔ مثلاً قسم قسم کے لذیذ کھانے طرح طرح کے نفیس کپڑے وسیع وعریض مکانات گو یہ سب بدعتیں ہیں لیکن یہ بدعاتِ مباحہ ہیں ان سے آدمی کو نہ ثواب ملتا ہے اور نہ ان پر عتاب ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ اگر ان سے شرعی احکامات اثر انداز ہوتے ہوں یا ان کی ادائیگی میں خلل پڑتا ہو تو پھر بدعات مکروہہ ہو جائیں گی۔ مثلاً اگر کسی نے اتنا بڑا عمامہ ( پگڑی) باندھ لیا کہ سجدہ نہ کر سکے ،نفیس کپڑے پہنے کہ نماز میں اس کی توجہ اُن کی طرف ہو گئی یا دل میں نخوت اور تکبّر پیدا ہو گیا یا ریاء کا دخل ہو گیا تو یہ بدعتِ مکروہہ کہلائے گی۔ بدعت کے جو احکام واجب اور مندوب ہیں انہیں بدعتِ حسنہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جو چیز واجب اور مندوب ہو گی وہ خواہ مخواہ حسن بھی ہو گی



Marfat.com
Marfat.com

مرقومہ بالا بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعتِ واجبہ ، بدعتِ مندوبہ کو جمہور علماء نے بدعتِ حسنہ وسنتِ حکمیہ سے تعبیر کیا ہے۔ بدعتِ حسنہ یا نعم البدعۃ بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بمصداق :-

" مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَناً فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ "

(رواہ الحاکم من ابن مسعود)

ترجمہ :- جس کو مسلمانوں نے اچھا سمجھا وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے۔

بدعت اور اقسامِ بدعت پر یہ بحث محض اس لئے کی گئی ہے کہ اس شبہ کا ازالہ ہو ، جس کی بحث پہلے گزر چکی ہے کہ تصفیہ قلب کے لئے مشائخ طریقت نے ذکر کے جو خاص طریقے یا خاص شکلیں اختیار کی ہیں انہیں بعض ناسمجھ بدعت بھی قرار دے سکتے ہیں جیسا کہ اِس زمانہ میں مشائخ عظام اور ان کے طور طریقوں پر حملہ کیا جاتا ہے۔

لیکن تجربہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ صوفیائے کرام کے بتلائے ہوئے آداب وقواعد کو اختیار کئے بغیر تاثیر کامل یا حضور قلب جو مقصود اصلی ہے - حاصل نہیں ہوتا۔

خصوصاً مبتدی کے لئے تو یہ لازم اور ضروری نظر آتے ہیں اسی لئے مشائخین طریقت جو مجتہد ہیں اور صحیح معنوں میں حکمائے ربانی ہیں انہوں نے امراضِ باطنی کے علاج کے طور پر ان کو تجویز کیا ہے اور انہیں اس تجویز کا حق بھی حاصل ہے - اہلِ حق اس بات پر متفق ہیں کہ توحید اور علمِ حقائق وسلوک کا طریقت میں سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ ، حضرت بایزید بسطامیؒ ، حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر گیلانیؒ ،



Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے ارشادات ہی قابلِ عمل ہیں۔

لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ اکابر صوفیہ کے اجتہاد کو علمائے مجتہدین کے اجتہاد کے برابر نہ سمجھا جائے۔ ان کے صاحبِ ولایت ہونے اور ان کے طریقوں کے مقبول ہونے میں تمام علمائے اہلِ سنت سلاطین و امراء اور خاص و عام کا ہر زمانے میں اجماع رہا ہے۔ اسلئے اب جو شخص ان اکابر اولیاء مقتدایانِ ملت و پیشوایانِ دین کے سلوک سے انکار کرے وہ اہلِ اسلام کے اجماع کا منکر قرار پائے گا۔

## اذکار وعباداتِ صوفیہ

اب ہم اصل موضوعات کی طرف رجوع کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے صوفیائے کرام نے اپنے قلب کا تصفیہ کیا ہے۔

حضرت مولانا شیخ یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام فرائض، واجبات، سنن اور اوراد و وظائف کی ادائیگی کے بعد صوفیائے کرام نے سالک کو نماز تہجد کی تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت یعقوب چرخیؒ فرماتے ہیں کہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندیؒ نے فرمایا تھا ''پیش از صبح بہ سبق باطن مشغول باشی'' یعنی صبح ہونے سے پہلے باطن کے سبق میں مشغول ہو جاؤ۔ اس سے آپ کا اشارہ تہجد کی طرف تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ابتدائے نبوّت میں یہ نماز فرض تھی۔ بعض کا



Marfat.com
Marfat.com

خیال ہے کہ آخر میں یہ نماز آپ ﷺ پر فرض نہ رہی تھی بلکہ بطور نفل آپؐ اس پر مداومت فرماتے رہے۔

قرآن کریم میں شب خیزوں کی بڑی تعریف آئی ہے۔ نیز شب خیزوں کی فضیلت میں احادیث بھی کثرت سے ہیں۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ نے ایک رباعی میں اصل بات کو کیا خوب ادا کیا ہے۔

شب خیز کہ عاشقاں بشب راز کنند
گردِ دَر و بامِ دوست پرواز کنند
ہر جا کہ دَرے بود بشب دَر بندد
اِلّا درِ دوست را کہ بشب باز کنند

ترجمہ :- رات کو اُٹھ کیونکہ عاشقوں میں رات کو ہی راز و نیاز ہوتا ہے ،وہ دوست کے آس پاس ہی پرواز کرتے رہتے ہیں۔ جہاں بھی دروازہ ہوگا رات کو بند کر دیا جاتا ہے ،ہاں مگر دوست کے لئے دروازہ رات کو ہی کھلتا ہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ نماز تہجد میں سورۃ یٰسین پڑھنا بہت پسند فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ عزیزان رامیتنیؒ جو سلسلہ نقشبندیہ میں قطبِ وقت گزرے ہیں ،فرماتے ہیں کہ جب تین دل جمع ہو جاتے ہیں تو بندۂ مومن کا کام بن جاتا ہے۔ یعنی دلِ شب ،دلِ قرآن اور دلِ مومن۔

اگر وقت تنگ ہو تو نماز تہجد میں چار رکعتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت خواجہؒ ہدایت فرماتے ہیں کہ نوافل کا ثواب تمام اولیاء اللہ اپنے ماں باپ اور



Marfat.com
Marfat.com

دوست احباب حتیٰ کہ جمیع امتِ رسول کریم ﷺ کو بخش دیتے تھے تا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ایک رکعت کے عوض دس رکعت کا ثواب عطا فرماویں۔ بلکہ ایک کے عوض سات سو عطا فرمائیں۔ اگر چاہیں تو بے حساب دے دیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

"مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ الخ ............"

بلکہ اس ثواب کو بھی رضائے حق کے لئے ان لوگوں کی ارواح کو بخش دے اور اللہ تعالیٰ سے عنایت ورحمت طلب کرے بلکہ اس سے اُس کے اپنے سوا کچھ نہ مانگے "للّٰہ درُّ قائل"

از زندگیم بندگی تُست و ہوس
بر زندہ دلاں بے تو حرام است نفس
خواہند ز تو مقصودِ دلِ خود ہمہ کس
جامیؔ ز تو ہمیں ترا خواہد و بس

مولانا جامیؔ

ترجمہ:- میری زندگی وحیات کا مقصد صرف تیری ہوس اور بندگی ہے۔ صاحب دلوں پر تجھ بغیر سانس بھی حرام ہے۔ تمام لوگ تجھ سے اپنا مقصود طلب کرتے ہیں لیکن جامیؔ تو صرف تجھ سے تجھ کو ہی چاہتا ہے۔

یہی مفہوم اس دعا کا بھی ہے کہ "اَسْئَلُكَ اَنْ لَّا اَسْئَلُكَ سِوَاكَ" یعنی میں تجھ سے یہ چاہتا ہوں "کہ تیرے سوا کچھ نہ چاہوں"۔



Marfat.com
Marfat.com

کہتے ہیں کہ جب سلطان محمود غزنوی نے سومنات فتح کیا تو زر و نقرہ و جواہرات پر خوانِ یغما لگا دیا کہ جس کا جو جی چاہے لُوٹ لے- ایاز جو خصوصی غلاموں میں سے تھا محمود کے سرہانے کھڑا رہا- محمود نے کہا تم بھی جاؤ، ایسی لُوٹ میں تم کیوں نہیں جاتے ؟ ایاز نے کہا یہ زر و جواہر دوسرے لے لیں، میں نے آپ کو لے لیا ہے

مجھے تُو پسند اور مجنوں کو لیلیٰ
نگاہ اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فریضۂ فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہو اور دوسرے اذکارِ باطن میں مشغول رہو یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے- نیزہ بھر جب آفتاب بلند ہو جائے تو چار رکعت نماز چاشت ضحیٰ پڑھے- پہلی رکعت میں سورۃ والشمس دوسری میں سورۃ واللیل پھر دو رکعتوں میں پہلی میں سورۃ والضحیٰ دوسری میں سورۃ الم نشرح پڑھے- اس ترتیب سے نماز چاشت مکمل کرے-

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# مراقباتِ نقشبندیّہ مجدّدیہ

مقامات و لطائفِ نقشبندیہ اپنے پیرِ طریقت کی ہدایت کے تحت عبور کئے جاتے ہیں اسلئے یہاں ان کا ذکر کرنا لا حاصل ہوگا- البتہ مراقبہ کرنا لطائف ومقامات پر سب کے لئے لازم ہے، اور مراقبہ تمام لطائف پر یکساں مؤثر ہوتا ہے- مراقبہ کے بغیر کوئی لطیفہ اثر پذیر نہیں ہوتا-

مراقبہ ترقب سے ماخوذ ہے- ترقب باب تفعل مصدری بمعنی انتظار کرنا کے ہے اس میں سالک دنیا و مافیہا کو بھول کر اصل مقصود یعنی ذاتِ احدیت میں گم ہو کر بیٹھ جاتا ہے - مراقبہ کا مقصود بھی یہی ہے کہ ہر طرف سے خیال ہٹا کر اُس نام والے (اللہ جل شانہٗ) کی ذاتِ پاک کا خیال باقی رہ جائے- اکابر نقشبندیہ کے ہاں مراقبہ کا ایک یہ طریقہ بھی ہے کہ قلب صنوبری کی طرف توجہ کریں اور اس میں کوئی خطرہ نہ آنے دیں آنکھیں بند کرلیں اور ایسی محویت میں گم ہو جائیں کہ اپنا خیال بھی بھول جائے اور حواسِ ظاہری بھی اس میں گُم ہو کر رہ جائیں اور اس ذوق و لطف میں اتنا بڑھ جائیں کہ غیر اختیاری طور پر زبان سے نکل جائے-

بر وائے عقلِ نا محرم کہ اِمشب با خیالِ اُو
عجب خوش خلوتِ دارم کہ من ہم نیستم محرم



Marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- اے نامحرمِ عقل چلا جا کہ آج میں ایسی عجیب خلوت میں ہوں کہ جس سے میں خود بھی محرم نہیں ہوں۔

اور مولانا رومؒ نے اس کیفیت کو یوں ادا کیا ہے۔

ہر کسے کو دُور ماند از اصلِ خویش
باز جوید یادگارِ وصلِ خویش

ترجمہ :- جب کوئی اپنے اصل سے دُور ہو جاتا ہے تو پھر اس کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔

عارف رومیؒ کا ایک دوسرا شعر بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

تو مباش اصلاً کمال این است و بس
رَو درو گُم شو وصال این است و بس

ترجمہ :- تو خود بالکل نہ ہو بس یہی تیرا کمال ہے ، اور تُو اسی میں گُم ہو جا بس یہی تیرا وصال ہے۔

اور حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ یہاں پہنچ کر پکار اُٹھتے ہیں کہ۔

در سینۂ نصیرالدین جُز عشق نے گنجد
ایں طرفہ تماشہ بیں دریا بہ حباب اندر

ترجمہ :- نصیرالدین کے سینہ کے اندر صرف اللہ ہی رہتا ہے ، یہ کیسا تماشہ ہے کہ ایک بُلبلے میں دریا ٹھاٹیں مار رہا ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

اسی معنی میں کسی عارف نے کہا ہے کہ :-

پرتوِ حسنت نہ گنجد در زمین و آسماں
در حریمِ سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہٗ

ترجمہ :- تیری ذات تو زمین و آسماں میں بھی نہیں سماتی ، مگر میں حیران ہوں کہ میرے سینے میں کیسے جاگزیں ہوگئی ہے ؟

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# اذکار و اوراد سلسلہ چشتیہ

سلسلہ عالیہ حضرات چشتیہ قدس اللہ اسرارھم کے امام حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہیں- آپ خواجہ غریب نواز خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ عطاء رسول خواجہ اجمیریؒ کے لقب سے مشہور ہیں- آپ کی ولادت با سعادت ۵۳۷ھ میں ہوئی- آپ کی جائے تولد اصفہان ہے اور محلِ نشو نما خراسان ہے- دراصل سنجان یا سنجر نواحِ خراسان میں واقعہ ہے جہاں آپ کے ابتدائی ایام بسر ہوئے- آپ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ ہیں- آپ بیعت کے بعد بیس برس تک اپنے شیخ کی صحبت و خدمت میں رہے -آپ شیخ نجم الدین کبریٰؒ ،شیخ اوحدالدین کرمانیؒ ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ،خواجہ یوسف ہمدانیؒ اور شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ کے ہم عصر ہیں -نیز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی آپ کی ملاقات ثابت ہے - آپ کی وفات بروز جمعہ ماہ رجب المرجب ۶۳۳ھ کو ہوئی- مرقد مبارک اجمیر شریف (بھارت) میں ہے-

پیرانِ چشتیہ بہشتیہ قدس اللہ اسرارھم کے منظور نظر جناب احدیت کی محبت و شوق کا استیلا ہوتا ہے اور سلوک الی اللہ میں اصل چیز یہی عشقِ الٰہی ہے-فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کے دل پر کسی کی محبت غالب آجاتی ہے تو اپنے محبوب کا خیال ہر مقام اور ہر وقت اس شخص کے قلب میں ٹھاٹھیں مارتا ہے- بلکہ اس کی بقا کا شوق زیادہ سے



Marfat.com
Marfat.com

زیادہ ہوتا جاتا ہے۔اسی عشق یا محبتِ حقیقی کے پیدا کرنے کے لئے مشائخِ چشت نے ذکرِ جہر کی تلقین فرمائی جو حرارتِ قلب پیدا کرنے میں معین ہوتی ہے اور سماع کو چند مقررہ شرائط کے تحت ضروری قرار دیا ہے۔جن کی وجہ سے وہ دائرۂ اباحت ہی میں باقی رہتا ہے۔

چشتیہ سلسلہ کے تمام صوفیانِ باصفا کے مکاتیب وملفوظات، عشق ومحبت اور ذوق وشوق کے مضامین سے بھرے ہوتے ہیں۔حقیقت بھی یہی ہے کہ عشق ہی سے سلوک کے تمام مقامات فناء وبقاء ، حضور وشہود ودوام سب حاصل ہو جاتے ہیں۔ عشق ہی مغنی وجود مزملِ قیود اور موجبِ شہود ہوتا ہے۔اس سے وہ فناء جو مستلزم بقائے ابدی اور محویت جو باعثِ صَحوِ ابدی ہے سے حاصل ہوتی ہے۔محبّ پروانہ کی طرح محبوبِ حقیقی کے جمال کی شمع پر جا گرتا ہے ۔حدوث وامکان کے پر وبال وجوب و قدم کی آگ کے نذر ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# لوازماتِ طریقت

طریقت میں یہ اصول مسلمہ ہیں جس صوفی میں یہ اصول نہ ہوں وہ مدعی ہے صوفی نہیں ،طریقت کے اصول یہ ہیں۔

- ☆ صبر ورضا وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ
- ☆ ذکر وفکر وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا
- ☆ مراقبہ وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ۔
- ☆ توبہ انابت اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ وَ یَھۡدِیۡ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ
- ☆ عشق ومحبت وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ
- ☆ حسنِ اخلاق اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ
- ☆ اخلاص فی العمل اِلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ
- ☆ اعلیٰ سیرت وکردار سَنُعِیۡدُھَا سِیۡرَتَھَا الۡاُوۡلٰی
- ☆ زہد وقناعت وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا
- ☆ خوف ورجا اَلۡاِیۡمَانُ بَیۡنَ الۡخَوۡفِ وَ رِجَاءِ

(الحدیث)



Marfat.com
Marfat.com

# صبر و رضا کی فضیلت

"وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ"

قرآن مجید میں نوّے (۹۰) سے زائد مقامات میں صبر کا ذکر ہوا ہے۔ صبر کرنے والوں کے لئے بلند درجات اور نیکیوں کا وعدہ ہے اور ان کے لئے ایسے انعامات کا اعلان ہے جو کسی دوسرے کے لئے نہیں۔ مثلاً

﴿اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ﴾

ترجمہ:- یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے خصوصی رحمتیں اور صلواتیں نازل ہوتی ہیں۔

(البقرۃ)

دوسرے مقام پر فرمایا -

﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾

ترجمہ:- صبر کرنے والوں کو بغیر حساب کے پورا پورا اجر دیا جائے گا -

علامہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ اہلِ بلا اور صابرین سے مراد عاشقانِ الٰہی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر اطاعت گذار کو ناپ تول کر ثواب دیا جائے گا مگر صابرین کو لپ بھر بھر کر ثواب پھینکا جائے گا۔ الفاظ میں عموم ہے اس میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جو دکھوں مصیبتوں اور حالات کے تھپیڑوں پر صبر کرتے ہیں۔

(تفسیر مظہری)



Marfat.com
Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے ایمان کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''صبر اور سخاوت''۔ نیز فرمایا ''صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے''۔

## رضا کی فضیلت

مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فقراء کی جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''تم اللہ سے ہر حالت پر راضی ہو جاؤ تمہیں فقر کے بلند درجات عنایت کئے جائیں گے''۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل نے کہا کہ اگر ہم آپ کے حکم پر راضی ہو جائیں تو کیا اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے گا ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جا کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا تو حکم ہوا کہ جو وہ کہہ رہے ہیں میں نے سن لیا ہے ،ان سے کہہ دو کہ اگر وہ مجھ سے راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔ اپنے دل سے پوچھ لیں۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ انصار کے حلقہ میں تشریف لائے تو استفسار فرمایا کہ کیا تم مومن ہو ؟ وہ خاموش رہے (جیسے صحابہؓ کا دستور تھا) اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ایمان کی علامت کیا ہے ؟ ساتھ عرض کیا کہ ہم فراخی میں شکر کرتے ہیں ،ابتلاو مصیبت میں صبر کرتے ہیں اور اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔تو حضور ﷺ نے فرمایا ''ربِّ کعبہ کی قسم تم واقعی مومن ہو''۔



Marfat.com
Marfat.com

حدیث مبارکہ ہے۔ " مَنْ هَمَّ هَمُومًا وَاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ مَا اَهَمَّهُ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ "

یعنی جو سب سے کٹ کر اللہ کا ہو گیا تو اللہ اس کی ہر حاجت میں کافی ہے اسے وہاں سے رزق دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو گا اور جو صرف دنیا کا ہو رہا اللہ اس کو اسی کے سپرد کر دے گا یعنی اپنے حال پر چھوڑ دے گا۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب منجنیق کے ذریعہ بچۂ آگ میں ڈالا گیا جس طرح کہ باجرہ جوار فصل کا حفاظتی (کھبانی) کے ذریعے فصل پر کلوخ اندازی کرتا ہے تو اس اضطراب و قلق کی حالت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ میری کسی خدمت کی ضرورت ہے تو حکم کریں۔فرمایا، جبرائیل تو خود آیا ہے یا میرے رب نے بھیجا ہے ؟ عرض کیا نہیں میں خود ہی آیا ہوں۔ کیونکہ انبیاء کے ساتھ میری ڈیوٹی ہے۔فرمایا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں، اللہ میری سب حالت کو جانتا ہے وہ جانے یا میں۔

فرمایا " عِلْمُهٗ بِحَالِیْ حَسْبِیْ عَنْ سَوَالِیْ "

وہ میری فریاد کے بغیر ہی سب کچھ جانتا ہے میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اُس آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر باغ و بہار بنا دیا اور حکم فرمایا۔

" یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْم "

جب آگ ختم ہوئی تو وہ انگاروں سے کھیل رہے تھے۔



Marfat.com
Marfat.com

## محاسبۂ نفس

حضرت داتا ہجویری ثم لاہوری رحمتہ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا (اِحْبِسْ حَوَاسَکَ) اپنے حواس کو اپنے قابو میں رکھ یہی محاسبۂ نفس ہے۔

کشف المحجوب میں فرماتے ہیں "من کہ علی ابن عثمان ام مر سیّدِ عالم را بخواب دیدم، گفتم اوصنی یارسول اللہ ﷺ، گفت" اِحْبِسْ حَوَاسَکَ"۔

میں کہ علی ابن عثمان ہوں حضور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمائیں، ارشاد ہوا "اپنے نفس کا محاسبہ کر"

یاد رہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر انعام واکرام کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے عیوب پر نظر رکھنے کی توفیقِ ارزانی فرماتا ہے اور کسی اپنے مخلص بندے سے تعلق جوڑ دیتا ہے وہ بندہ ہر آن اپنا محاسبہ کر کے اپنے حالات کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔

محاسبۂ نفس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ"

ترجمہ:- "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چاہئے کہ وہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے"

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا گیا کہ محاسبہ ہونے سے پہلے اپنے آپ کا محاسبہ کرو اور وزن ہونے سے پہلے اپنا وزن کرو۔



Marfat.com
Marfat.com

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب صاحب سرّ رسول ﷺ ہے ،آپ سے حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی اکثر پوچھتے رہتے کہ آپ مجھ پر نفاق کے آثار تو نہیں دیکھتے ؟

یہ اس لئے کہ حضور ﷺ نے حضرت حذیفہؓ کو تمام اسرار و معارف کے علوم بتائے ہوئے تھے۔ان کو پتہ تھا کہ مخلص کون ہے اور منافق کون ہے اور زمانہ میں کیا ہونے والا ہے ،اور کیا ہو کر رہے گا۔کون کیا کرے گا ،کسی کی کیفیت کیا ہوگی؟ حضرت عمرؓ جیسا عظیم انسان بھی اپنے نفس کے محاسبہ سے بے خوف نہیں تھا تو حضرت حذیفہؓ آپ کو تسلی دیتے کہ آپ بے خوف رہیں۔

حضرت داؤد طائیؒ جو سلسلہ قادریہ کے عظیم مشائخ میں سے ہیں لوگوں سے علیٰحدہ رہنے لگے ،کسی نے پوچھا کہ آپ نے عوام سے ملنا جلنا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کا کیا کروں جو میرے عیوب مجھ سے چھپاتے ہیں اور مجھ جیسے شخص کو شیخ کا نام دے کر شرمندہ کرتے ہیں۔

مشائخ عظام کی ایسی سیرت اور کردار سے ہی بھٹکے ہوئے انسانوں کو نورِ ہدایت ملا وہ اپنے سفلی کردار سے بلند ہو کر عبودیت کی بلندیوں سے متعارف ہوئے اور رہنمائے زمانہ ہوئے۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# حُسنِ اخلاق وحُسنِ سیرت

## انک لعلی خلق عظیم

حضرت ابو بکر الکتانیؒ فرماتے ہیں کہ تصوّف اخلاقِ حسنہ کا نام ہے ، جو شخص تم میں سے اخلاقِ حسنہ میں سبقت وفوقیت لے جائے وہ دل کی صفائی میں بھی فوقیت لے گیا۔

حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب ''مکاشفة القلوب'' میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا جناب دین کیا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''حسنِ اخلاق'' پھر دائیں بائیں ہر طرف سے ہو کر یہی پوچھا ، آپؐ نے ہر مرتبہ فرمایا ''حسنِ اخلاق'' پھر اس نے عرض کیا کہ بدبختی کیا ہے ؟ فرمایا ''بداخلاقی''۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف نام ہی حسنِ اخلاق کا ہے -

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور آقائے نامدار ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے میرے فرزند اگر ہو سکے تو ایسی زندگی بسر کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے خلاف میل نہ ہو ، یہی میری سنت ہے جس نے اس پر عمل کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔



Marfat.com
Marfat.com

حضرت امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ابلیس آیا اور کہنے لگا آپ اللہ سے کلام کرتے ہیں اور برگزیدہ پیغمبر ہیں ، آپ میری سفارش کریں کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کر لے۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو کہہ دو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر لے تو میں اب بھی معاف کر دونگا۔ حضرت موسیٰؑ نے ابلیس کو پیغام پہنچایا تو وہ غصہ میں آ گیا اور تکبر سے بولا میں نے اس کو جنت میں سجدہ نہیں کیا ، وفات کے بعد کیوں سجدہ کروں، یہ تو میری شان کے خلاف ہے۔

دراصل ہر گناہ کا منبع تکبر اور خود بینی ہے جو حسنِ اخلاق میں سب سے زیادہ رکاوٹ بنتا ہے۔ ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت گرامی میں عرض کیا کہ حسنِ اخلاق کیا ہے ؟ حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

"خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ"

ترجمہ:- درگذر کرنے کی عادت رکھو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو

ایک ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ کُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ"

ترجمہ:- جو کچھ وہ کہتے ہیں برداشت کئے رکھو اور تسبیح وحمد کرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت میں جو چیز سب سے وزنی ہوگی وہ اللہ کا خوف اور حسنِ اخلاق ہے۔ حضرت فضیلؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے



Marfat.com
Marfat.com

عرض کیا گیا کہ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو نماز پڑھتی ہے مگر بداخلاق ہے پڑوسی سخت نالاں ہیں ،فرمایا وہ جہنم میں جائے گی۔

حضرت جنید بغدادیؒ کی سیرت میں آیا ہے کہ ایک رات آپ اکیلے اپنے گھر میں عبادت میں مصروف تھے کہ ابن ساباط نامی مشہور راہزن چوری کی غرض سے رات گئے آپ کے گھر میں داخل ہوا ،وہ سمجھا کہ اس وقت سب سو رہے ہونگے ،گھر میں بہت کچھ ہوگا۔ گھر میں تلاشی کے دوران دیکھا کہ ایک اور شخص بھی موجود ہے وہ سمجھا کہ یہ بھی میرا ہی ساتھی ہے ،وہ کہنے لگا جو کچھ تم نے یہاں سے مال اکٹھا کیا ہے مجھے دے دو اور ساتھ ہی خود بھی لُوٹ میں لگ گیا۔ حتیٰ کہ سارا سامان لُوٹ کر گھر خالی کر دیا ، اس دوران حضرتؒ سب کچھ دیکھتے رہے اور ساتھ لگے رہے جب کوئی چیز باقی نہ رہی تو ابن ساباط نے ساتھی کو ساتھ لیا بھاری بھرکم مال ومتاع کا سارا بوجھ ساتھی کے سر پر ڈال دیا اور کمال بدتمیزی سے سب راستہ چلتا چلاتا رہا۔ اس دوران حضرت جنیدؒ پوری خاموشی سے اس کی اطاعت میں لگے رہے ،وہ سمجھا کہ یہ کوئی نہایت شریف قسم کا چور ہے جو میرا ہر حکم مان رہا ہے۔ اپنے گھر جا کر سارا مال ومتاع اپنے قبضے میں لے لیا اور کہا کہ تمہارا کوئی حصہ نہیں تم چلے جاؤ ،تم کون ہو حصہ لینے والے۔

جب صبح ہوئی تو ابن ساباط نے سوچا کہ رات والے گھر کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہو رہا ہے ،وہاں تو شور برپا ہوگا۔ وہ آیا اور دیکھا کہ وہی رات والی شخصیت محفل میں تشریف فرما ہے۔ دیکھتے ہی اوسان خطا ہو گئے کہ اب میرا کیا حال ہوگا ؟" نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن "رات والا سارا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا



Marfat.com
Marfat.com

مارے خوف کے وہ کانپ رہا تھا۔ حضرتؒ نے دیکھا تو فرمایا ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہمارا تمہارا مال ایک ہی ہے۔ میں نے سب کچھ معاف کیا۔ ابن ساباط کی جان میں جان آئی اور قدموں میں گر گیا ، وہی چور جو چوری میں اپنی مثال آپ تھا اب وہ چور کی بجائے شیخ ابن ساباط ہو گیا ، آن کی آن میں کایا پلٹ گئی۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اب ابن ساباط ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھا اور ہزاروں گمراہوں کے لئے باعثِ ہدایت بن گیا اور اس طرح ابن ساباط کا نام مشائخِ زمانہ کی فہرست میں شمار ہونے لگا۔

" وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمُ "

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# عشق ومحبت

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

کسی لذیذ چیز کی طرف دل کا مائل ہو جانا محبت کا مفہوم ہے اگر اسی میلان میں سختی اور شدّت پیدا ہو جائے تو محبت سے بدل کر عشق ہو جاتا ہے۔ آخر معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام بن کر رہ جاتا ہے اور دنیا کی ہر چیز قربان کرنے لگتا ہے وہ دل کی بے قراری کا سکون اسی میں پاتا ہے کہ ہر چیز محبوب کے قدموں میں ڈھیر کر دے ،سب کچھ لٹا کر بھی وہ سمجھتا ہے کہ سودا سستا ہے۔

راقب قصوری کہتا ہے۔

جے سر دتیاں راقب ملے اوہ پیارا
بڑا سستا سودا خریدار نوں ہے

ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ
نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

(تو نے دونوں جہان اپنی قیمت لگائی ہے یہ تو بڑا سستا سودا ہوا مزید گراں کریں)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال ومتاع لا کر حضور ﷺ کے قدموں میں آن رکھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا گھر میں کیا رکھا ہے ؟ عرض



Marfat.com
Marfat.com

کی "اللہ اور رسول ﷺ"

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا کا رسولؐ بس

جب عشق محبت پر غالب ہو جاتا ہے تو دنیا و مافیہا حقیر ترین دکھائی دینے لگتی ہے۔ زلیخا جب حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہوئی تو سب مال و جمال چلا گیا وہ شدّتِ شوق میں سب کچھ بھلا بیٹھی۔ جس طرف دیکھتی یوسف کا نام لکھا نظر آتا۔ حتیٰ کہ جب کاروانی حضرت یوسفؑ کو بازار میں فروخت کے لئے لائے تو وہ بالا خانہ سے دیکھ رہی تھی، اپنے غلاموں کنیزوں کو حکم دیا کہ میرے سب زیورات سونا، جواہرات ان کے ترازو کے پلڑے میں رکھ دیں اور یوسفؑ کو خرید لائیں۔ جب خرید لیا تو شاد باغ ہو کر کہنے لگی۔

جمادے چند دادم جان خریدم
بحمد للہ عجب ارزاں خریدم
(جامیؒ)

ترجمہ :- میں نے چند پتھروں کے بدلے جان خریدی ہے بحمد اللہ میرا سودا بڑا سستا ہوا ہے۔ اس سے آگے مولانا جامیؒ زلیخا کتاب میں فرماتے ہیں۔

ولے ایں نرخ را یعقوب داند
زلیخا ایں خریداری تواند

ترجمہ :- لیکن اس کی قدر و قیمت حضرت یعقوب علیہ السلام ہی جانتے



Marfat.com
Marfat.com

ہیں یہ سودا صرف زلیخا ہی کرسکتی ہے- ہر کہ ومہ کے نصیب کہاں-

منقول ہے کہ جب وہ ایمان لے آئی اور یوسف علیہ السلام سے نکاح ہو گیا تو نبوّت کے انوار و تجلیّات کا عکس اس کے دل پر بھی منعکس ہونے لگا- پھر ہر معاملہ سے بے نیاز ہو کر عبادت میں مصروف ہو گئی- سب کی طرف سے دل بھر گیا اور سب سے انقطاع کر لیا حتیٰ کہ یوسف علیہ السلام سے بھی بے نیاز ہو گئی -ایک دن حضرت یوسفؑ نے فرمایا زلیخا تجھے کیا ہو گیا ہے ؟ عرض کرنے لگی اللہ کی معرفت سے پہلے آپ کی محبت تھی تو میں نے سب کچھ قربان کر دیا اور اب جب کہ اللہ کو پہچان لیا تو اس کی محبت کے سوا سب کی محبت سے دل خالی ہو گیا ،اب دل میں وہی بسنے لگا ہے اور بس-

تجلّی تیری ذات کی سُو بسُو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تُو ہی تُو ہے

کہتے ہیں کہ حضرت منصور حلاج کو نعرۂ انا الحق کی پاداش میں قید و بند کی سزا میں مبتلا کر دیا گیا- حضرت شیخ شبلیؒ جو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے اجلۂ خلفاء میں سے تھے ان کے پاس آئے اور کہا کہ منصور محبت کس کو کہتے ہیں ؟ تشریح کر دیں تا کہ معلوم ہو جائے -فرمایا آج نہ پوچھو فلاں دن آنا میں تشریح کر دونگا- اس دن گئے جبکہ ایک شافعی المذہب مفتی نے ان پر فردِ جرم عائد کر دی تھی اور دار و رسن کا فتویٰ صادر ہو چکا تھا ،وہ سولی پر تھے شبلیؒ کو آواز دی اور فرمایا شبلی محبت کی تشریح ہونے والی ہے تم بھی دیکھ کر جانا-

ہمیں است پایانِ عشق اے پسر



Marfat.com
Marfat.com

ترجمہ :- اے پسر سن لے بس یہی انتہائے عشق ہے۔

علامہ مرحوم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

برتر از اندیشۂ سُود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جان اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

روایت میں ہے کہ حضرت منصور حلاجؒ پر جب لوگ سنگباری کر رہے تھے تو شبلیؒ نے بھی ایک پھول توڑ کر ان کی طرف پھینکا ، منصور نے زور سے آہ و بکا شروع کر دی لوگ حیران ہوئے کہ شبلی کا پھول اتنا وزنی ہے کہ تم نے واویلا شروع کر دیا ؟ فرمایا پھول وزنی تو نہیں لیکن وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے - مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

آں اناالحق بر لبِ منصور نور
آں انااللہ بر لبِ فرعون زور

منصورؒ کا انا الحق کہنا درست تھا لیکن فرعون کا انا اللہ بکواس تھا کیونکہ منصورؒ خودی فنا کر کے وہی کچھ ہو چکا تھا جس کا دعویٰ کر رہا تھا -لیکن فرعون پوری رعونت سے اپنے ماسوا سب کو فنا سمجھ رہا تھا کہ کائناتِ ارضی میں صرف میں ہوں۔

یہاں مولانا جامیؒ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

خوشا ندل کاندرو منزل کند عشق
ز کارِ عالمش غافل کند عشق

وہ کیا ہی اچھا دل ہے جس میں عشق گھر کر لے تو اس کو دنیا کے جنجالوں سے آزاد کر دے۔



Marfat.com
Marfat.com

درو رخشندہ بر قے بر فروزد

کہ صبر و ہوش را خرمن بسوزد

اسکے اندر ایسی شمع فروزاں روشن کرے جو صبر و ہوش کے تکلفات کو جلا کر رکھ دے

نماند دروے اندوہ سلامت

شود کاہے بروکوہے ملامت

جو سلامتی کے فکر و غم سے چھوٹ جائے جس پر ملامت کا تنکا بھی پہاڑ بن جائے۔

چناں جانش ملامت کیش گردد

کہ عشقش از ملامت بیش گردد

وہ جان ملامت سے ایسی مانوس ہو جائے کہ ملامت سے عشق بڑھتا ہی جائے۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بشر حافیؒ کو ایک رات نبی مکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا! بشر تمہیں پتہ ہے کہ تم اہلِ زمانہ میں کیوں مقبول ہو ؟انہوں نے عرض کی جناب نہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم صالحین کی خدمت اوران سے محبت کرتے ہو۔بھائیوں اور دوستوں سے تعلق بنا کر رکھتے ہو ،میری سنت پر عمل کرنے والوں سے محبت رکھتے ہو،انتقامی مکافات سے دور رہتے ہو۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو امامِ زمانہ تھے اکثر حضرت بشر حافیؒ کی خدمت



Marfat.com
Marfat.com

میں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے شاگرد نے آپ سے پوچھا کہ آپ تو امامِ زمانہ ہیں اور علم واجتہاد کے بلند درجہ پر فائز ہیں آپ اس ننگے پاؤں والے کے پاس جا کر کیا لیتے ہیں ؟ فرمایا میں آپ لوگوں کو شریعت اور دین کی باتیں بتاتا ہوں اور وہ مجھے شریعت والے کی باتیں بتاتا ہے۔ میں آپ کو شریعت کے قوانین وکوائف سے آگاہ کرتا ہوں لیکن وہ شریعت کے حقائق ومعارف کا ادراک بھی رکھتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے آدمی کو دیکھنے گیا جو دیوانگی میں مشہور تھا ، جب دیکھا تو میں نے اس میں دیوانگی والی کوئی بات نہ پائی۔ میں حیران ہوا اور حضرت معروف کرخیؒ کو یہ بات بتلائی تو وہ مسکرا دیئے ، فرمایا وہ عقلمند دیوانہ ہے۔

دیوانہ کنی و ہر دو جہانش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

ترجمہ :- اپنا دیوانہ بنا کر دونوں جہاں بخش دیتا ہے ، تیرا دیوانہ جہانوں کو کیا کرے گا ،

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے پیر حضرت سرّی سقطیؒ کا قارورہ لے کر ایک حاذق طبیب کے پاس گیا۔ حضرت بیمار تھے اور وہ بیماری ہر طبیب کی تشخیص سے بالاتر تھی ، جب تمام حکماء سے مایوسی ہوئی تو ایک مشہور زمانہ حکیم کے پاس علاج کے لئے رجوع کیا طبیب نے جب قارورہ دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا اور کہا یہ تو کسی عاشق کا قارورہ ہے ، اسے تو کوئی مرض نہیں۔ فرماتے ہیں کہ واپس آ کر طبیب کی تشخیص حضرت سرّی سقطیؒ کی خدمت میں عرض کی تو آپ مسکرا دیئے صرف



Marfat.com
Marfat.com

اتنا فرمایا کہ بڑا سمجھ دار طبیب ہے کہ قارورہ سے اندر کا حال معلوم کر لیا واضح رہے کہ طب یونانی میں تشخیصِ مرض کے صرف دو ہی ذرائع تھے - نبض اور قارورہ - (قارورہ چھوٹے پیشاب کو کہتے ہیں)

کہتے ہیں کہ عشق ہر رگ و مو سے اپنی شعاعیں چھوڑتا ہے اور ہر درو دیوار حتیٰ کہ پورا ماحول اس کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے ، یہ اثرات اس کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ بعد از حیات بھی اس کے انوار کی شعاعیں دنیا کو منور کرتی رہتی ہیں- جن کی زندہ مثال اہل اللہ کی خانقاہیں اور مقبرے ہیں جہاں پہنچ کر غم کے مارے کو سکون حاصل ہوتا ہے-

حضرت شبلیؒ دعا میں کہا کرتے تھے ''یا اللہ دوزخ اور جنت کو چھپا لے تاکہ تیری عبادت بلا واسطہ اور بغیر کسی لالچ کے ہو''-

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو دنیا میں اس کے دیدار سے محروم ہو جائیں تو مرتد ہو جائیں یعنی ان کی پرورش ہی دائمی مشاہدہ پر ہوتی ہے اسی زندگی سے وہ زندہ ہیں- صاحبِ مشاہدہ محرومِ مشاہدہ ہو جائے تو وہ زندگی کی بازی لگا دیتا ہے-

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مصر شہر میں کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لڑکے ایک جوان کو پتھر مار رہے ہیں، کہ یہ دیوانہ ہے- میں نے ان سے پوچھا کہ اس کی دیوانگی کیا ہے ؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں- جب میں نے جوان سے پوچھا کہ یہ تہمت ہے یا حقیقت ہے ؟ تو اس نے کہا



Marfat.com
Marfat.com

اگراللہ تعالیٰ ایک لحظہ بھر میری نظر سے چھپ جائے تو میں زندگی کو داؤ پر لگا دوں۔ رویت کی محرومی میں برداشت نہیں کرسکتا ، وہ میرے سامنے رہتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

جس کا دل عشق سے زندہ ہو اس کے لئے موت نہیں، اس جریدۂ عالم میں ہماری جاودانی دیکھ سکتے ہو۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# توبہ وانابت

"اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ رَّحِیْمٌ وَ یَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ"

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ گناہ کی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ گناہ کا خوف اور عبادت کا شوق ختم ہو جاتا ہے۔ پند ونصائح کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَھِیَ کَالْحِجَارَۃِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً"

ترجمہ :- پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت۔

پھر فرماتے ہیں کہ توبہ کی شرط یہ ہے کہ قصداً کسی گناہ کا خیال بھی دل میں نہ لائے اگر نسیاناً (بھول کر) کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو امید ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ" ندامت ہی توبہ ہے۔ اس کی تشریح میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں ندامت غیر اختیاری ہے بعض کاموں میں بلا وجہ بندے کے دل میں ندامت پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ وہ نادم نہیں ہونا چاہتا جبکہ توبہ اختیاری فعل ہے اور اس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ندامت اور پچھتاوا ویسے بھی ہوتا ہے کہ گناہ کی وجہ سے لوگوں میں اس کی بزرگی ختم ہو گئی جو عزت و وقار پہلے تھا اس کے



Marfat.com
Marfat.com

زوال پذیر ہونے کا خوف پیدا ہوا تو یہ ندامت توبہ کی ندامت ہرگز نہ ہوگی، اس میں انانیت کا دخل ہو گیا۔

اصل ندامت توبتہ النصوح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے خیال اور اس کے غضب و ناراضگی سے ڈر کر ندامت اور پچھتاوا ہو کہ اللہ ناراض نہ ہو جائے۔ ہر حال ہر معاملہ میں اللہ کی رضا مطلوب و مقصود ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ "خِیَارُکُمْ کُلُّ مُفْتِنٍ تَوَّابٍ" یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جو بہت زیادہ آزمائش سے گزارا جائے اور بار بار توبہ کرنے والا ہو۔ مراد یہ ہے کہ گناہ میں مبتلا ہونا تو انسانی کمزوری ہے لیکن اس کے بعد بار بار ندامت اور پشیمانی سے توبہ کا عمل دہرانا اور استغفار سے اللہ کی طرف رجوع کرنا حدیث پاک کا اصل مفہوم ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک مشفق ماں اپنے بچے پر جس قدر مہربان ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اس سے زیادہ مہربان ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔

"عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً"

(رواہ الترمذی وابوداؤد)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا معافی مانگ لینے والا گناہ پر ڈٹا ہوا نہیں اگر چہ دن میں ستر (۷۰) بار گناہ سرزد ہو جائیں۔ یہ



Marfat.com
Marfat.com

مانگ لینے والا گناہ پر ڈٹا ہوا نہیں اگر چہ دن میں ستر (۷۰) بار گناہ سرزد ہو جائیں۔ یہ حدیث شریف اس آیتِ کریمہ کی تشریح ہے جس میں فرمایا گیا ہے (ولم یصر وعلی ما فعلو) وہ اپنے گناہ پر اصرار یعنی اڑے نہیں رہتے۔ یہاں اڑے سے مراد یہ ہے کہ گناہ بار بار کرے اور توبہ کبھی نہ کرے، جو توبہ کرتا رہے وہ اڑیل نہیں توبہ کے معنی ہیں کہ بوقتِ توبہ گناہ سے باز رہنے کا پورا عزم ہو لیکن اگر توبہ کے وقت یہ خیال ہو کہ گناہ کرتا ہی رہونگا اور توبہ کر لونگا تو پھر یہ توبہ نہیں بلکہ توبہ کا مذاق ہے۔ حدیث شریف میں گویا کہ رب فرما رہا ہے کہ تو گناہ کرنے کا عادی اور میں بخشنے کا عادی۔ جب تو گناہ سے باز نہیں آتا تو میں بخشنے کی عادت کیوں چھوڑوں تو کرتا جا میں بخشتا جاؤں۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن پکار ہوگی کہ جو لوگ لوگوں کو معاف کرتے تھے وہ اپنے رب کے پاس آئیں اور اپنا اجر لیں۔ (ابن کثیر)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ابلیس نے کہا یا اللہ مجھے تیری عزت کی قسم میں بنی آدم کو اس کے آخری دم تک بہکاتا رہونگا۔ جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے بھی اپنے جلال و عزت کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش اور معافی مانگتے رہیں گے میں ان کو بخشتا ہی رہونگا۔ (ابن کثیر)

مسند بزاز میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے آپؐ نے فرمایا توبہ کر لے اُس نے کہا میں نے توبہ کر لی پھر اس سے گناہ ہو گیا، آپؐ نے فرمایا پھر توبہ کر لے اس نے توبہ کر لی پھر گناہ ہو گیا آپؐ نے فرمایا پھر استغفار کر، اس نے کہا اور گناہ ہو گیا، فرمایا استغفار کیے جا یہاں تک کہ شیطان



Marfat.com
Marfat.com

تھک جائے ، پھر فرمایا گناہ کو بخشنا اللہ کے اختیار میں ہے ، اصرار سے مراد یہ ہے کہ معصیت پر بغیر توبہ کیے اڑ نہ جائے اگر کئی مرتبہ گناہ ہو جائے تو کئی مرتبہ استغفار بھی کرے

(ابن کثیر)

مسند ابو یعلی میں ہے کہ وہ شخص گناہ پر اصرار کرنے والا نہیں جو استغفار کرتا رہتا ہے اگرچہ بالفرض اس سے ایک دن میں ستر (۷۰) مرتبہ بھی گناہ ہو جائے۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو ! تم اوروں پر رحم کرو اللہ تم کو معاف فرمائے گا۔

(ماخوذ تفسیر ابن کثیر)

تفسیر مظہری میں علامہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ مسعودؓ ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک واعظ وعظ کر رہا تھا۔ جہنم اور جہنم کی واردات اور طوق و زنجیر کا ذکر کر رہا تھا، آپ اس کے سر کے پیچھے کھڑے ہو گئے ، فرمایا واعظ صاحب لوگوں کو نا امید کیوں کر رہے ہو، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ...... الخ " اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو ، اللہ سب گناہ معاف کر دیگا اور کسی کے گناہ کی پرواہ نہیں کرے گا۔

مولانا اشرف علی تھانوی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں یا عبادی کی یائے متکلّم کا مرجع حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے غلاموں کو فرما دو ، جیسے مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔



Marfat.com
Marfat.com

بندۂ خود خواند احمد در رشاد

جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

قرآن کریم میں نبی کریم علیہ السلام نے اپنا غلام فرمایا ہے ، تمام جہان کو یا عبادی سے خطاب کیا ہے کہ اے میرے غلامو !

حضرت شاہ غلام علی دہلوی اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ مرد چار قسم کے ہیں نامرد ، مرد ، جواں مرد ، فرد - نامرد وہ جو طالبِ دنیا ہو ، مرد وہ جو طالبِ عقبیٰ ہو، جواں مرد وہ جو طالبِ عقبیٰ اور طالبِ مولیٰ ہو اور فرد وہ جو صرف طالبِ مولیٰ ہو نہ دنیا سے غرض نہ مافیہا سے غرض- ''قل اللّٰہ ثم ذرھم '' اللہ کہہ لے پھر اسی کے سپرد ہو جا-

(تاریخ مشائخ نقشبندیہ)

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# زہد و قناعت

"وَاذْکُرِسْمَ رَبّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً"

ارشاد باری تعالیٰ ہے - "لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلیٰ مَا مَتَّعْنَا بِہٖ ......... الخ" (پ ۱۶)

آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جنہیں ہم نے دنیا کے مختلف قسم کے مال واسباب سے نواز رکھا ہے- یہ اس لئے ہے کہ ہم ان کو اُسکی وجہ سے آزمائش میں ڈالیں-

دنیا اور اہلِ دنیا سے استغنا ہمیشہ اہلِ فقر کا طرّہ امتیاز رہا ہے- صوفیائے کرام کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ وہ دنیا کی تھوڑی چیز کو کثیر سمجھیں- اسی پر قناعت کرتے رہیں- حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ درویشی یہ ہے کہ کسی چیز کا طمع نہ کرے جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے اور جب لے لے تو جمع نہ کرے-

حضرت ابو وائلؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ حضرت سلمان فارسیؓ کی ملاقات کے لئے گیا تو انھوں نے ہمیں جَو کی روٹی اور نمک پیش کیا- میرے دوست نے کہا اس نمک میں اگر پودینہ بھی ہوتا تو زیادہ خوشبودار، لذیذ ہوتا- یہ سن کر حضرت سلمان فارسیؓ اپنا لوٹا رہن رکھ کر بازار سے پودینہ خرید لائے- جب کھانا



Marfat.com
Marfat.com

کھا چکے تو میرے دوست نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے رزق پر قانع رکھا ہوا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے سنا تو فرمایا اگر تم خدا کے رزق پر قانع ہوتے تو میرا لوٹا رہن نہ ہوتا۔

زُہد کے معنی ہیں دنیا سے بے رغبتی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس چالیس راتیں ایسی گزرتیں کہ گھر میں نہ چولھا جلتا نہ چراغ جلتا۔ کبھی صرف ایک کھجور پر گذارہ ہوتا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بلالؓ اور مجھ پر تیس دن ایسے گزرے کے بلالؓ کی بغل میں جو کھانا تھا وہی ہم دونوں کو کافی ہو رہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کیسے بسر کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا "اَسوَدَین" یعنی کھجور اور پانی پر۔ (مشکوٰۃ) (صراط الھدیٰ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"اِنَّمَا اَنَا وَالدُّنیَا کَرَاکِبٍ اِستَظَلَّ تَحتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَکَھَا" (سنن ابی ماجہ)

ترجمہ:- میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو کسی سایہ دار درخت کے نیچے آرام کرے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے۔

حافظ کہتے ہیں۔

کہ برد بہ نزدِ شاہاں زمنِ گدا پیامے
کہ بکوئے مے فروشاں دو ہزار جم بجامے



Marfat.com
Marfat.com

کون ہے جو اس گدا کی طرف سے شاہوں کو یہ پیغام دے کہ مے فروشوں کے ہاں دو ہزار جمشید کی قیمت ایک جام ہے۔ (جمشید مشہور بادشاہ گذرا ہے)

مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ تین درہم سے خرید کر پہنا جس کے آستین کٹے ہوئے تھے -فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے یہ لباسِ فاخرہ پہنایا- حالانکہ اس وقت آپؓ خلیفہ تھے۔

اہلِ اللہ نے فقر کے طرّہ امتیاز یعنی اِسۡتِغۡنَا عَنِ الۡخَلۡقِ ہمیشہ اپنا جزوِ ایمان رکھا اور تا حیات فقر کی شان میں کبھی کمی نہ آنے دی- حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک بدوی نے ایک دفعہ حضور ﷺ کا ریوڑ دیکھا کہ پہاڑ کی دو وادیاں بھیڑ اور بکریوں سے بھری ہوئی تھیں- وہ حیرانی سے کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو بڑے امیر ہو گئے ،اتنا ریوڑ کسی کا نہیں- حضور ﷺ نے فرمایا تو لے لے وہ مبہوت رہ گیا کہ اتنا بڑا ریوڑ عنایت ہو سکتا ہے- عرض کیا حضور کیا یہ میرا ہے؟ فرمایا، ہاں تیرا ہے جب واپس اپنی قوم میں گیا تو اپنی قوم کو مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ بھوک و افلاس ختم ہو جاتی ہے اور اپنی ساری قوم کو مسلمان کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آیا- حالانکہ پہلے خود مسلمان بھی نہیں تھا۔

(سراج الهدیٰ)

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# خوف ورجا

"اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَاءِ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے (اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرِّجَاءِ) ایمان خوف اور امید کی درمیانی کیفیت میں مضمر ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اگر اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا باقی سب کی بخشش ہو گئی ہے تو مجھے ڈر ہو گا کہ بخشش سے محروم کہیں میں ہی نہ ہوں اگر یہ اعلان ہو کہ صرف ایک ہی شخص کی مغفرت ہوئی ہے باقی سارے ماخوذ ہیں تو اللہ کی مغفرت اور بخشش پر امید کرتے ہوئے یقین کر لونگا کہ وہ خوش قسمت میں ہی ہوں۔

سعدیؒ کہتے ہیں۔

بہ تہدید اگر بر کشد تیغ حکم
بمانند کرّو بیاں صم بکم
وگردر دہد یک صلائے کرم
عزازیل گوید نصیبے برم

اگر وہ قہر و غضب کی کیفیت میں ہو تو قریبی فرشتے بھی خوف کے مارے سہم جاتے ہیں اور اگر کرم کی ایک جھلک وہ دکھادے تو شیطان بھی معافی کا امیدوار ہو جاتا



Marfat.com
Marfat.com

ہے۔

اہلِ اللہ کا ایمان اسی حدیث نبویؐ کا مظہر ہوتا ہے وہ اپنے ایمان کو اللہ کے خوف میں رونے دھونے، آہ وزاری کرنے اور ذکر وفکر کی کیفیات سے تقویت دیتے ہیں جب انہیں اللہ کی رحمتوں، کرم نوازیوں کا خیال آتا ہے تو انہیں امید لگ جاتی ہے کہ اب ہمارا بیڑا پار ہے۔

بقول حافظ۔

کہ مستحق کرامت گناہ گار انند

کہ گنہگار ہی میرے لطف وکرم کے مستحق ہیں۔ اور جب اللہ کے عدل کا خیال کرتے ہیں تو خوف وخشیت سے حالتِ دگرگوں ہو جاتی ہے۔

صوفی شاعر میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں۔

عدل کریں تے تھر تھر کمن اُچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں جئے منہ کالے

اسی طرح انکی پوری زندگی خوف وامید میں بسر ہوتی ہے -اعمال خواہ کتنے ہی کثیر ہوں ان پر بخشش کا انحصار نہیں کیا جاسکتا۔مگر اللہ کے فضل وکرم کا ہر مومن امیدوار ہوتا ہے۔خواہ وہ ایمان میں کمزور ہو یا پختہ۔ اسی لئے میاں صاحب فرماتے ہیں۔

جے میں ویکھاں عملاں وَلّے تے کجھ نئیں میرے پلّے
جے میں ویکھاں تیری رحمت وَلّے تے بلّے بلّے بلّے

حضرت بایزید بسطامیؒ جارہے تھے کہ ان کا کوئی مخالف کمہار گدھوں کے



Marfat.com
Marfat.com

حضرت حسن عسکریؒ نے فرمایا کہ جتنا قُرب ایسے لوگوں کو ہوتا ہے وہ اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو غفلت دے کر بڑا احسان فرمایا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو تمام لوگ اللہ کے خوف سے مر جاتے۔ اسی احساس کے سبب عرفاء و اولیاء ساری ساری رات عبادت و ریاضت کرنے کے باوجود اللہ کے سامنے جوابدہی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ تو راتوں کو جاگ کر بھی نادم و شرمندہ رہتے ہیں۔

عارف کھڑی کہتے ہیں۔

راتیں ساری کر کر زاری نیر اکھاں دے دھوندے
فجرے اوہ گنہگار کہاون سب تھیں نیویں ہوندے

☆☆☆



Marfat.com

# اخلاص

"اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ"

طریقت کا سب سے اہم رکن اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اخلاص میرے رازوں سے ایک راز ہے۔ یہ میں جس کو چاہوں دے دیتا ہوں اور پھر خود اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اخلاص کی نشانیاں ہیں۔

۱۔ عوام کی مدح و مذمت بندے کے لئے یکساں ہو جائے۔

۲۔ اعمال میں اپنے اعمال کو دیکھنا بھول جائے۔

۳۔ یہ بھی بھول جائے کہ وہ آخرت میں اپنے اعمال کا ثواب چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے اخلاص کو خالص بناتا ہے تو اس کے اندر سے ریاء یا دکھلاوے کے پہلو کو نکال دیتا ہے۔ اور وہ ریاء کے جال سے نکل جاتا ہے۔ اس کا ہر فعل، عمل اور کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔ نہ اس میں جنت کی طلب نہ دوزخ کا ڈر، نہ اعمال کے ثواب کی خواہش بلکہ صرف اس کی رضا ہی اس کی عبادت کا اوڑھنا اور بچھونا ہو جاتی ہے۔

حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ جو بندہ چالیس دن تک کامل اخلاص سے عمل کرتا



Marfat.com

رہے اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹ کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ بندہ اپنے آپ کو مخلص کب جانے؟ فرمایا جب اپنی تمام سعی و ہمت اللہ کے لئے صرف کر دے اور دنیا اور اہلِ دنیا کی مذمت ، تعریف اور ذلت سے بے پرواہ ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریا کاری کی تین علامتیں ہیں ۔

۱ - جب اکیلا ہو تو سستی کرے ، نوافل بیٹھ کر پڑھے۔

۲- جب لوگوں میں ہو تو خوش ہو ، خلوت میں ہو تو ناخوش ہو ، تنہائی محسوس کرے۔

۳- جب لوگ اس کی تعریف کریں تو زیادہ عمل میں مشغول ہو جب مذمت کریں تو دل برداشتہ ہو۔

حضرت ابراہیم تیمیؒ فرمایا کرتے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو اس طرح مخفی رکھے جس طرح اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے سوال ہوا کہ نیک کون ہے؟ فرمایا وہ عالم جو اخلاص سے اعمال کرے۔ پھر سوال ہوا کہ رذیل کون ہے؟ فرمایا جو اپنے علم و عمل اور دین سے دنیا کمائے۔

؎ مبادا دلِ آں فرو مایہ شاد
که از بہر دنیا دہد دیں بباد

یا اللہ اس کمینے کا کبھی دل خوش نہ ہو جو محض دنیا کے لئے دین کی پرواہ نہ کرے۔



Marfat.com

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو علم تو علماء کا حاصل کرتے ہیں اور کام جہلا والے کرتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں مجھے سب سے زیادہ خوف اس شخص کا ہے جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل ہو۔

حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بدنصیب وہ عالم ہو گا جس کے علم پر لوگ تو عمل کریں مگر وہ خود عامل نہ ہو۔

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ

لوگوں کو تو نیکیوں کا حکم کرتے ہو لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

(القرآن)

## نیکی کو مخفی رکھنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کو نماز میں گردن جھکائے دیکھتے تو اسے دُرّے لگواتے اور فرماتے تیرا بھلا ہو، خشوع تو دل میں ہوتا ہے۔ یہ فریب کاری کیسی ؟

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں گر کر رو رہا تھا۔ فرمانے لگے کیا ہی اچھا ہوتا اگر تو گھر میں ہوتا جہاں تجھے کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا۔ ایک وہ ہوتا اور ایک تو ہوتا۔

کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔



Marfat.com

جہانے مختصر خواہم کے دَر وَے
ہمیں جائے من و جائے تو باشد

مجھے ایک مختصر جہان کی خواہش ہے- یہی کہ جہاں تیری اور میری جگہ ہو اور بس-

نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی کے پاس وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اپنے اعمال کو لوگوں سے پوشیدہ رکھیں- میں ان کو ظاہر کردونگا-

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ کا کیا حال ہوا ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے- تو اس شخص نے پوچھا کیا علم کی وجہ سے ؟ آپ نے فرمایا توبہ توبہ علم کی بڑی آفات ہیں اُس کی وجہ سے تو کم لوگ نجات پاتے ہیں؟

(الخطیب)

مروی ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو ان کے انتقال کے بعد ایک مخلص مرید نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمام اشارات اڑ گئے- عبادات فناہ ہوگئیں- ہمیں کوئی چیز کام نہ آئی ، سوائے اُن چند رکعتوں کے جو پچھلی رات پڑھ لیا کرتے تھے- اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے مجھے بخش دیا-

(جنید بغدادی)

## " اخلاص کی پھلی شرط ترکِ نفاق ھے "

مروی ہے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے جب مدینہ منورہ میں حاضری دی تو



Marfat.com

وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ عرض کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمانے لگے کہ اے عمر! اس بات سے بچو کہ ظاہر میں تو اللہ کا دوست معلوم ہو اور باطن میں اس کا دشمن ہو۔ یہ اس لئے کہ جس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں وہ منافق ہے۔

"اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَ سْفَلِ مِنَ النَّارِ"

عُقبہ بن عامرؓ فرماتے تھے کہ جب بندے کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ یہ واقعی میرا بندہ ہے۔

بلال ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ جھوٹ موٹ زُہد کا مُدّعی ہو تو شیطان اس کے چاروں جانب ناچتا ہے اس پر ہنستا ہے اور مسخری کرتا ہے۔

بندے کو ہر وقت اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ کیا وہ ظاہر و باطن میں یکساں ہے یا نہیں اور پھر اسی خوف کے تحت استغفار کی کثرت کرتا رہے تا کہ اللہ تعالیٰ کوتاہیوں کو معاف فرماتا رہے۔ "کثرتِ استغفار کی بڑی فضیلت ہے"

حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک رات خواب میں شیطان کو دیکھا کہ وہ بالکل برہنہ جسم ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو لوگوں میں تنِ برہنہ پھر رہا ہے۔ کہنے لگا یہ بھی کوئی آدمی ہیں؟ آدمی تو مسجدِ شونیزیہ والے ہیں جنہوں نے مجھے جلا کر راکھ کر دیا ہے حضرت جنیدؒ کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو سیدھا مسجدِ شونیزیہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چند آدمی سر بمراقب استغراق کے عالم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو کہا کہ سنتے ہو؟ اس خبیث کی باتوں میں نہ آنا۔ یہاں کچھ بھی نہیں۔ (سیرتِ جنیدؒ)



Marfat.com

محبت الٰہی کا نکتۂ کمال یہ ہے کہ انسان اللہ کی رضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ اس کی سعی وکاوش ،عبادت اور شب بیداریاں ان سب کا مقصد وحید رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ وہ اس لئے گریہ وزاری نہیں کرتے کہ دوزخ سے نجات پا جائیں بلکہ وہ محبوبِ حقیقی کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کی سب سے بڑی دولت رضائے الٰہی ہے اور ان کے پاس اس نظریے کی تائید وتوثیق خود قرآن پاک میں موجود ہے۔

" وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ " ( اللہ کی خوشنودی ورضا ہی سب سے بڑی ہے )

ان کا ذکر نیم شبی مراقبےاور سرور محض اللہ کے لئے ہوتے ہیں۔ رکوع وسجود کا تحرک اللہ کی محبت اور اس کی رضا کی طلب ہوتی ہے۔

مجھے ہوش کب تھی رکوع کی مجھے کیا خبر تھی سجود کی
تیرے نقشِ پا کی تلاش تھی جو جھکا رہا میں نماز میں

صوفی مومن کے ہی اوصاف ہیں کہ وہ اپنے تمام امور ومعاملات ،سعی و کاوش ، اور تگ ودو کے بعد ان کے نتیجہ وانجام کو ذاتِ باری کے پسند وناپسند کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور پھر اس کا انجام جو بھی محبوب کو منظور ہو وہی اس کے لئے پُر لطف ومسرت انگیز ہوتا ہے۔

ع راضی اند بر ہر چہ آید از خدا
جو بھی اللہ کی طرف سے ہوا اس پر راضی ہیں۔



Marfat.com

اس حیاتِ مستعار میں نعم وافلاس جو بھی پیش آئے وہ اس کو حکمت پر معمول کرتے ہیں- کہتے ہیں کہ محبوب کے ہاتھ سے تلخی بھی شکر ہوتی ہے-

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ لیلیٰ بیمار ہوگئی -مجنوں کو پتہ چلا تو بے قراری کی حالت میں اس کے شہر چلا آیا اور چھپ گیا- کہ کہیں لیلیٰ کو اس کے آنے کی خبر نہ ہو جائے- محبوب کا سامنا بھی دل گردے کا کام ہے- حکیموں نے فیصلہ کیا کہ لیلیٰ کو خون دیا جائے ورنہ لیلیٰ کا جانبر ہونا مشکل ہے- مجنوں نے لیلیٰ کو خون دے دیا جس کی وجہ سے وہ صحت یاب ہوگئی - لیلیٰ نے صحت مند ہونے کی خوشی میں جشن منایا اور کچھ نیاز (کھانا) وغیرہ پکوا کر اعلان کرا دیا کہ تمام مساکین اور محتاج لوگ آ جائیں وہ شکرانے کے طور پر تقسیم کرنا چاہتی تھی-لوگ آئے اور قطاروں میں لگ گئے فقراء کی ایک قطار میں مجنوں بھی اپنا کاسہ (پیالہ) لے کر کھڑا ہو گیا-ہر کوئی اپنا کاسہ بڑھاتا اور حصہ لیتا رہا-تا آنکہ مجنوں کی باری آئی اس نے اپنا کاسہ لیلیٰ کے سامنے کیا -لیلیٰ نے آنکھ اٹھا کر غور سے دیکھا تو مجنوں کو پہچان گئی-لیلیٰ نے بجائے کچھ دینے کے اس کا کاسہ زمین پر دے مارا ، وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا-بظاہر ساری دنیا کے سامنے مجنوں کی رسوائی ہوگئی-لیکن مجنوں ناراض ہونے کی بجائے زمین سے ٹکڑے اکٹھے کرتا تھا- اور انہیں چوم چوم کر آنکھوں پر رکھتا ساتھ ہی وجد میں آ کر رقص و سرود میں آ کر ناچتا-کسی نے کہا مجنوں تجھ جیسا بے وقوف بھی کوئی ہے ؟ ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر لیلیٰ خوش ہوئی اور کھانے سے کاسہ بھر دیا-لیکن تیری بے عزتی ہوئی ، کھانا بھی نہ ملا اور کاسہ بھی توڑ دیا -اس پر تُو ناراض ہونے کے خوش ہو کر ناچ رہا ہے-



Marfat.com

مجنوں نے کہا نادان ! اس راز کو تو نہیں جانتا تجھے کیا معلوم کہ آخر کوئی تو امتیازی بات ہے کہ لیلیٰ نے میرے ساتھ ہی یہ امتیازی سلوک کیا - کھانا بھی نہ دیا اور کاسہ بھی توڑ دیا - اس سے مجھے پتہ چل گیا کہ میرے ساتھ لیلیٰ کا تعلق کسی اور نوعیت کا ہے، وہ میرے متعلق کوئی اور تصور رکھتی ہے - اسی نسبت اور تعلق کا فخر تو مجھے وجد میں لاتا ہے - اگر وہ مجھے عام لوگوں جیسا سمجھتی تو یہ منفرد سلوک کیوں کرتی -

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

(عاشق و معشوق کے درمیان ایک خاص رمز ہوتی ہے جس کی خبر کراماً کاتبین کو بھی نہیں)

اہلِ محبت و رضا کو جب کسی نا مساعد حالات کا سامنا ہوتا ہے تو وہ اس کو محبوب کی رضا و عنایت سمجھ کر صبر و شکر کا دامن تھام لیتے ہیں - شکوہ و اضطراب محبت کے ناقص ہونے کی دلیل ہے اسی سبب سے اہلِ محبت اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے -

بقول غالبؔ

کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنجِ فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

............... ☆☆☆ ...............



Marfat.com

# ذکروفکرمراقبہ

"اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ
وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا ارشاد ہے" وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں جس نے کتاب اللہ پر غور نہ کیا ہو۔ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں فہم وبصیرت نہ حاصل کی ہو۔ وہ ہم میں سے نہیں جس نے ایسے علماء کی صحبت کو چھوڑ رکھا ہو، جو صوفیا ہیں" صوفیاء کرام کی تمام جدوجہد کا خلاصہ ہی تعلیمات امور دینیہ میں غوروفکر ہے۔

یہ سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ومقرب بندوں کا ذکر اوران کے احوال ومقامات کا ذکر فرماتا ہے۔قرآن مجید میں اس کا وعدہ ہے - فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایسے ہی مشاغل وذاکراور عارف بندوں کی صحبت اور معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جو صبح شام اس کی یاد میں مست ومگن رہتے ہیں۔



Marfat.com

فرمایا۔

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم با الغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم ترید زینۃ الحیوٰۃ الدنیا،

یعنی ان عاشقانِ الٰہی میں رہا کرو جو صبح وشام اپنے رب کو دیوانہ وار پکارتے رہتے ہیں۔ اور صرف اس کی رضا اور اس کے مکھڑے کی ایک جھلک کے طلب گار ہیں اور اپنی نگاہیں اُن گدڑی پوشوں سے نہ ہٹایا کرو۔ اے بندے تو انہیں نظر انداز کر کے دینوی زینت چاہتا ہے۔

ہاں یہ لوگ خدا نہیں لیکن اس کے ہم نشیں ہیں۔ بے شک خدا نہیں لیکن خدا شناس ہیں اس لئے جو ان سے دور ہوا وہ اللہ سے دور ہوا اور جو ان کے قریب ہوا وہ اللہ کے قریب ہوا۔ اسی مضمون کو مولانا رومؒ یوں فرماتے ہیں

خواب را بگذار امشب اے پدر
یک شبے در کوئے بے خواباں گذر

اے پدر آج رات نیند کو ذرا ترک کر اور ایک رات جاگنے والوں کی گلی میں سیر کر لے۔

بنگر ایشاں را کہ مجنوں گشتہ اند
ہمچو پروانہ بوصلش کشتہ اند

پھر ان بے خوابوں کا حال دیکھ کہ کس طرح یار کے عشق نے انہیں مجنوں بنا رکھا



Marfat.com

ہے اور یہ پروانوں کی مثل کس طرح جل کر کشتہ ہو چکے ہیں۔

اولیاء را در دروں ہم نغمہا است
طالباں را زو حیاتے بے بہا است

ولی اللہ کے اندر عشقِ الٰہی کے ایسے نغمے ہوتے ہیں جن سے طالبانِ حق کو بے بہا زندگی ملتی ہے۔

چوں شوی دور از حضورِ اولیاء
در حقیقت گشتۂ دُور از خدا

اگر تُو اولیاء کی صحبت ومعیّت سے دور ہوا تو سمجھ لے کہ درحقیقت تُو خدا سے دور ہوا۔

چوں جدا بینی زحق ایں خواجہ را
گُم کنی ہم متن ہم دیباچہ را

اگر تو نے اُس کامل کو جو فانی فِی اللہ ہے ذاتِ حق سے جدا سمجھ لیا تو جان لے کہ تو اپنا اصل اور مقدمہ سب کچھ گم کر بیٹھا۔

ما رمیت اذ رمیت آمدہ است
دیدنِ او دیدنِ خالق شد است

یعنی فنائیت اپنی آخری حد کو پہنچ کر احمد مصطفےٰ ﷺ بن گئی۔ اسی لئے فرمایا گیا ''اے محبوب یہ کنکریاں تو نے نہیں ماریں، جو تو نے ماری تھیں یہ تو خدا نے خود ہی ماری ہیں۔



Marfat.com

چونکہ اولیاء کے تعلق باللہ میں عشق ومحبت کے مختلف احوال وکیفیات ہوتے ہیں اسی غلبہ کے تحت بعض اوقات ان کی باتیں اور اعمال وافعال ظاہری دلیل کے مطابق نظر نہیں آتے۔ سو طالبانِ دلیل کے ذہنوں میں ان کی نسبت وَسوسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کے ازالہ کے لئے مولانا فرماتے ہیں۔

گفتگوئے عاشقاں در کارِ رب
جوششِ عشق است نے ترکِ ادب

عاشقانِ الٰہی کی گفتگو اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت میں کچھ ظاہری آداب کے مطابق نہیں ہوتی لیکن ان کا منشا ترکِ ادب نہیں ہوتا وہ تو خود پیکرِ ادب ہوتے ہیں۔ حقیقت میں یہ ان کے عشق کا جوش ہوتا ہے جو الفاظ کے روپ میں باہر نکلتا ہے۔

عارف ربانی قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ بحرِ محبت میں ڈوبنے والوں سے کبھی کبھی کوئی ایسا عمل سرزد ہو جاتا ہے جو معیارِ شریعت سے گراہوا ہوتا ہے۔ جیسے کہ رھبانیت، ترکِ لذائذ، ترکِ تعلقات، ترکِ اکل وغیرہ سماع اور شطحیاتِ غیر شرعی کلمات چونکہ ان امور کا ان سے صدور خالص محبت وعشق کے زیر اثر ہوتا ہے۔ اس لئے انکی ان ظاہری لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دیگا۔

عارف رومیؒ کہتے ہیں

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شِیر

(تفسیر مظہری جلد ہشتم)



Marfat.com

عارفِ رومیؔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ایک چرواہے کا ذکر کرتے ہیں جو عشقِ الٰہی میں مست وسرشار تھا- ایک روز زبانِ عشق سے عرض کرر ہا تھا کہ اے میرے معبود! اے میرے رب تُو کہاں ہے ؟ مجھے اپنا پتہ بتا تا کہ میں آ کر تیری نوکری اور خدمت کروں - تیرے کپڑے صاف کروں - تیرے بالوں میں کنگھی کیا کروں -تو بیمار ہو جائے تو تیری تیمارداری کروں - اگر تیرا گھر دیکھ لوں تو صبح وشام اپنی بکریوں کا دودھ اور گھی تیرے گھر پہنچایا کروں - تیرے ہاتھوں کو بوسہ دوں - تیرے پاؤں دبایا کروں - رات کو تیری آرام گاہ کی خوب صفائی کیا کروں - اے میرے مولا تجھ پر میں اور میری ساری بکریاں قربان-

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اس کی مناجات اور کلام کو سنا تو فرمایا ’’ بےادب تُو کافر ہو گیا ہے یہ تیرے کلمات اللہ کی شان کے لائق نہیں وہ ان حاجات و ضروریات سے پاک ہے ‘‘-

اُس چرواہے نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارشاد سنا تو کہنے لگا-

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی
و از پشیمانی تو جانم سوختی

اے موسیٰ آپ نے میرا منہ سی دیا ہے اور ندامت وشرمندگی سے میری جان جلا دی ہے

جامہ را بد رید آہے کرو تفت
سر نہاد اندر بیاباں و برفت



Marfat.com

چرواہے نے اپنا لباس پھاڑ ڈالا، رنج وغم سے نڈھال ہو گیا، ندامت سے ایک آہ بھری اور جنگل کی طرف دوڑ گیا۔

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
بندۂ ما را ز ما کردی جدا

حضرت موسیٰؑ کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی کی اور ارشاد ہوا اے موسیٰ تو نے ہمارا بندہ ہم سے جدا کر دیا۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

فرمایا کہ آپ بندوں کو اللہ سے ملانے آئے ہیں یا انہیں مجھ سے جدا کرنے کے لئے آئے ہیں۔

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم

ہم نے ہر ایک کو الگ الگ احوال عطا فرما رکھے ہیں ہر ایک کے لئے الگ الگ اصطلاحیں مقرر کر رکھی ہیں۔

در حقِ او مدح در حقِ تو ذم
در حقِ او شہد و در حقِ تو سَم

اس عاشق کے حق میں تو وہ کلمات میری حمد وثنا تھے لیکن آپ کے لئے وہ کلمات بے شک مذموم تھے۔اس کے حق میں تو وہ باتیں شہد تھیں ،اور آپ کے حق میں



Marfat.com

زہر ہیں۔

در حق او نور و در حق تو نار
در حق او گل و در حق تو خار

اس سوختہ دل کے لئے وہی کلمات نور تھے مگر آپ کے حق میں وہ الفاظ نار ہیں۔ اس کے حق میں وہ پھول تھے ، آپ کے حق میں خار (کانٹے) ہیں۔

ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں بنگریم و حال را

ہم کسی ظاہر یا قیل وقال کو نہیں دیکھتے۔ ہم تو ان کے قلب و باطن کو دیکھتے ہیں۔

موسیا آدابِ دانا دیگر اند
سوختہ جاں و رواناں دیگر اند

اے موسیٰ عاقلوں کے لئے آداب اور ہیں لیکن سوختہ جاں عاشق کے لئے آداب اور ہیں۔

رابع حضرت الٰہی رحمتہ اللہ علیہ مولانا رومؒ کا یہ شعر اکثر پڑھتے رہتے۔

اے ترا با ہر دلے رازے دگر
ہر گدا را بر درت نازے دگر

اے وہ ذات ! تیرا ہر دل کے ساتھ ایک راز علیٰحدہ ہے ، ہر گدا کے تیرے ساتھ راز و نیاز علیٰحدہ ہیں۔



Marfat.com

عارف ربانی علامہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ۔

اگر اللہ کا کوئی ولی اور عارف کسی ایک قول کو اختیار کرے جو جمہور مسلک کے خلاف ہو تو اس کو کلمہ شریعت کے خلاف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جہری ذکر اور سماع وغنا کے مسائل اسی طرح کے ہیں۔ ان کے قائلین کے پاس بھی کوئی علت جواز ہے۔ اگر عارف سماع یا جہری ذکر کا شغل کرتا ہے تو نکتہ چینی نہ کرنا چاہیے۔ بعض چیزیں بظاہر ممنوع نظر آتی ہیں لیکن واقع میں ایسی نہیں ہوتیں ۔ مثلاً ایک شخص شیشہ کے گلاس میں شراب نما شربت پیتا ہو اور لوگوں کو دکھاتا ہو کہ یہ شراب ہے اور غرض صرف یہ ہو کہ لوگوں کا ہجوم بدگمان ہو کر چھٹ جائے۔ تا کہ اس کے ذکر وفکر میں خلل نہ پڑے تو اس میں کیا خرابی ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ولی کامل اور عارف سے کسی صغیرہ گناہ کا صدور ہو جائے اور وہ گناہ کا اقرار بھی کر رہا ہو۔ عصمت تو انبیاء کے ساتھ خاص ہے پھر بدگمانی اور نکتے چینی کی کیا وجہ۔ مرید پر لازم ہے کہ اس کے شیخ سے کوئی اس قسم کی حرکت صادر ہو رہی ہو تو خود اس کا مرتکب نہ ہو۔ لیکن شیخ کی تردید بھی نہ کرے۔ اس کے عارف کامل ہونے کا شک بھی نہ کرے۔

اولیاء اللہ جیسے شیخ ابن عربی وغیرہ کے بعض مقالات مشاہدہ اور کشف پر مبنی ہیں جو بظاہر شریعت کے خلاف نظر آتے ہیں، مناسب ہے کہ ان کی کوئی صحیح تاویل کی جائے۔ بدگمانی کو راہ نہ دی جائے اور اگر صحیح تاویل ممکن ہی نہ ہو تو ان مقالات کو حالاتِ سکر پر معمول کیا جائے۔



Marfat.com

فقہا کا فتویٰ ہے کہ سکر کی حالت میں اگر طلاق دی جائے تو واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے غلبۂ حال کے مقالات کیسے قابل گرفت ہو سکتے ہیں۔اس طرح بعض اولیاء اللہ کا کلام ظاہری شریعت کے خلاف ہو تو ظاہری معنی مراد نہ لئے جائیں ان کی تردید بھی نہ کی جائے۔

(تفسیر مظہری جلد ہفتم پارہ ۱۵ آخری رکوع)

الغرض مقبولانِ الٰہی جلیس حق ہوتے ہیں جیسا کے حدیث قدسی میں ہے

"اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ"

جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں اسی طرح فرمایا گیا۔

"اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ" (کشف الخفا)

میں اپنے ذاکر کا ہم نشیں ہوتا ہوں۔

سو جن کے دل و جان میں اللہ کی یاد اور ذکر ہمہ وقت سرایت کر جائے تو انہیں حضورِ حق میں دائمی ہمنشینی نصیب ہو جاتی ہے۔مگر افسوس کہ ہم ان حقیقتوں کو بھول گئے ہیں اور ہم مولائے کریم کی طلب و محبت سے غافل ہو گئے ہیں۔جس نے ہمیں عدم سے ہست کیا اور بے بہا نعمتوں سے نوازا۔ بالآخر ہمیں جانا بھی اسی کے پاس ہے۔ ہمارے دل عشقِ الٰہی سے تو کیا شناسا ہوئے یادِ الٰہی سے بھی غافل ہو گئے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان عاشقوں اور خستہ دلوں کے حالات سنتے رہیں اور سناتے جائیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔



Marfat.com

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب
بوئے گل را از چہ جوئم از گلاب

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ معظّمہ میں دو آدمیوں کو دیکھا - ایک نہایت بلند ہمت دوسرا نہایت پست ہمت - فرمایا پست ہمت وہ تھا جسے میں نے طوافِ کعبہ میں دیکھا کہ وہ اللہ سے اللہ کے سوا کو مانگ رہا تھا - اور بلند ہمت وہ تھا کہ منیٰ کے بازار میں کم و بیش پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کرر ہا تھا لیکن اس کا دل لمحہ بھر کے لئے بھی غافل نہیں تھا -

احقر

صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للّٰہی

.................. ☆☆☆ ..................



Marfat.com

# (باب سوم)

## رموزِ تصوّف

از

محمد عبدالقدوس



Marfat.com

# تصوّف کیا ہے ؟

## تصوّف کیا ہے؟ کیوں اور کیسے؟

اس قسم کے سوالات اکثر کئے جاتے ہیں -اگر سوالات صرف معلومات کی حد تک ہوں تو درست ہے کیونکہ سوالات تجسّس اور راہنمائی حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں جبکہ آج کل یہ سوالات بھی برائے اعتراضات بلکہ طعن و تشنیع کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

اکثر یہ بات دیکھنے اور سننے میں آئی ہے کہ تصوّف عجم کی پیداوار ہے اور حجاز میں اس کا نام ونشاں بھی نہیں تھا-تصوّف کو رد کرنے کے لئے یہ دلیل خاصہ متاثر کرتی ہے - معلومات اور مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی اس پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ اس سے پہلے تصوّف کی ابتداء کا ذکر ہو چکا ہے بلکہ آج سے چودہ صدی پہلے ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی تصوّف کی ابتداء ہوگئی تھی-جب اسلام مکمل ضابطۂ حیات تسلیم کر لیا گیا تو پھر تصوّف سے انکار کیوں؟ احمد مجتبےٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ خود سراپا تصوّف ہے۔

تصوّف کے متعلق حضور رسول کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک



Marfat.com

حدیث مبارکہ کا ذکر کرونگا -

ایک روز حضور ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا- اُس نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ "اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو - پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے "-

وہ شخص اسی قدر بات کر کے وہاں سے رخصت ہو گیا تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ؟ کیا تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون تھا ؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے- پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے- اس حدیث مبارکہ کو حدیث جبرائیلؑ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے-

چنانچہ ثابت ہوا کہ حضور رسولِ کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تصوّف کی جامع تشریح کون کر سکتا ہے- علماء و مشائخ نے اسی حدیث مبارکہ پر کار بندرہ کر اپنی زندگیاں بسر کی ہیں اور اور مسلمانوں کے لئے نمونہ پیش کیا ہے- اپنے دور میں اولیاء کرام نے تصوف کی وضاحت مختلف انداز میں کی ہے جن سب کا محور یہی حدیث "حدیثِ جبرائیلؑ" ہی ہے-

اس حدیث مبارکہ کی تشریح وتوضیح میں حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "جس نے فقہ کے بغیر تصوّف حاصل کیا وہ زندیق ہے اور جس نے تصوّف کے بغیر فقہ کا علم حاصل کیا وہ فاسق ہے اور جس نے دونوں کو حاصل کیا تو وہ محقق ہے" -



Marfat.com

## تصوّف کے معنی و مفہوم

علماء و مشائخ نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق اس کے مختلف معنی کر کے اس پر اپنی زندگی کا انحصار کیا ہے۔ البتہ لغت میں تصوّف کے معنی پاکیزگی کے ہیں۔ یعنی تصوّف سے ہی دل کی پاکیزگی اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔

ایک قول کے مطابق بعض نے لفظِ تصوّف کو صوف یعنی پشمینہ کے معنی میں لیا ہے۔ اور تصوّف کے معنی ہیں پشمینہ پہننا ۔ چنانچہ عام طور پر صوفیاء کرام عجز و انکساری کے اظہار کے لئے صوف کا لباس پہنتے ہیں۔

دوسرے قول میں لفظ صوفی کو صفا کے معنی میں ماخذ کیا گیا ہے۔ اس طرح صوفی وہ کہلاتا ہے جو قلب و باطن کے ذریعہ روحانی پاکیزگی اور باطن کی صفائی حاصل کر لیتا ہے ۔ پس صفا کے معنی روشن اور ظاہر ہیں۔ اور تصوّف اس معنی کی حکایت ہے۔ صوفی لوگ اس مقام پر تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ صوفی ۲۔ متصوّف ۳۔ مستصوّف

صوفی تو وہ ہے جو اپنے آپ سے فانی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو اور طبعی تقاضوں کے قبضہ سے نجات پا کر باطن کی حقیقت کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

متصوّف وہ ہے جو مجاہدہ اور ریاضت سے اس درجہ (صوفی) کی تلاش میں سر گرداں ہو اور ہر معاملہ میں صوفیائے کرام کی زندگی کو پیش نظر رکھتا ہو۔

مستصوّف وہ ہے جو مال و دولت اور جاہ و حشمت کی حفاظت کے لئے اپنے



Marfat.com

آپ کو صوفیاء کی مانند بنائے رکھتا ہو اور اسے ان دونوں مراتب کی ذرا بھر خبر نہ ہو۔

مشائخ نے فرمایا ہے کہ۔

" المستصوف عند الصوفية كالذباب و عند غيرهم كالذواب "

ترجمہ۔ (مستصوف صوفیاء کے نزدیک مکھی کی طرح حقیر ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے وہ ان کے نزدیک حرص ہے) اور دوسرے لوگوں کے نزدیک حریص بھیڑیئے کی طرح ہوتا ہے جس کی تمام تگ و دو چیر پھاڑنے اور مردار کھانے کے لئے ہوتی ہے۔ پس صوفی تو دراصل واصل بحق ہوتا ہے اور متصوف اصولِ طریقت پر چلنے والا اور مستصوف بالکل بیہودہ۔ (کشف المحجوب)

ابو محمد مرتعش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ " صوفی وہ ہے جس کا قصد اس کے قدم سے آگے نہ بڑھے) یعنی دونوں ایک ساتھ حاضر ہوں، دل وہاں حاضر ہو جہاں جسم حاضر ہو، اور جسم وہاں حاضر ہو جہاں دل حاضر ہو، قول وہاں حاضر ہو جہاں قدم حاضر ہو اور قدم وہاں حاضر ہو جہاں قول حاضر ہو اور یہی دل کے حاضر ہونے کی نشانی ہے۔ برخلاف اس قول کے جو کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ سے غائب اور اللہ کے سامنے حاضر ہے۔ ایسا نہیں بلکہ اللہ کے سامنے بھی حاضر اور اپنے سامنے بھی حاضر۔

## تصوّف کے متعلق مشائخ کے مختلف نظریات

زمانۂ حال میں کچھ طبقات ایسے بھی ہیں جو تصوّف کو نہیں مانتے بلکہ اس کی تضحیک کرتے ہیں بلکہ اس کے لئے بدعت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں جو کبھی اچھی شہرت حاصل نہیں کر سکے اور نہ ہی لوگوں نے ان کو اچھا جانا



Marfat.com

کیونکہ یہ لوگ نہ تو مجتہد ہیں اور نہ ہی علمائے حق ,تا کہ ان کو صوفیاء محققین پر کسی طرح کی فوقیت حاصل ہوتی - ''آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدارا'' کے مصداق ان کی آراء کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے-

اب دیکھئے کہ جو لوگ تصوّف کے شائق ہیں ان کے بھی دو گروہ ہیں ایک تو وہ ہیں جو اپنے مرشد کامل کے بتلائے ہوئے طریقے پر گامزن ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو صرف اس موضوع کی کتب کا مطالعہ کرنے پر اکتفا کئے ہوئے ہیں اور اولیاء اللہ کی حکایات پڑھ کر انہی سے دل کا سرور حاصل کرتے رہتے ہیں یہ لوگ کسی مرد کامل کی تلاش میں اپنا وقت صرف کرنا اچھا نہیں سمجھتے جو انہیں اتباعِ سنت اور سلوک کے مدارج سے کما حقہٗ واقف اور شناسا کر کے مراقبہ اور لطائف کے مقامات طے کر کے ان مقامات پر پہنچا دے جو عبادت گذار ,زہد و قناعت ,صبر و رضا کے متمنی کی خواہش ہوتی ہے- یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ لوگ عقل کے اندھے- بد قسمت اور بے راہرو ہوتے ہیں جو اولیاء کرام کی راہنمائی سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں-

☆☆☆



Marfat.com

# معرفت الٰہی کیا ہے؟

مشائخ و علماء نے فرمایا۔ ہے "ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں جانی جیسا کہ اس کی قدر کرنی چاہیۓ تھی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اگر تم اللہ کو پہچان لیتے جیسا کہ اس کو پہچاننے کا حق ہے تو تم سمندروں پر پاؤں پاؤں چلتے اور تمہاری دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جاتے"۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب و قادر ہے۔

معرفت دو قسم کی ہے۔ ایک علمی اور دوسری حالی۔

معرفتِ علمی دنیا اور آخرت کی طرف توجہ دلانے والی ہے اور اپنے اوقات اور احوال میں بندہ کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جیسا کہ اللہ غالب و بزرگ و برتر نے فرمایا ہے۔ "ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔" لیکن بہت سے لوگ اس بارے میں کوتاہی کر رہے ہیں اور اپنی پیدائش کی افادیت سے غافل ہیں۔ سوائے ان اولیاء اللہ کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کر لیا اور دنیا کی تاریکیوں سے انہیں رہائی بخشی ہے اور ان کے دلوں کو اپنی معرفت سے زندہ کر دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے حال سے خبر دی ہے اور فرمایا ہے۔ "ہم نے اس کے دل میں روشنی پیدا کر دی جس کی وجہ سے لوگوں میں چلتا ہے"۔ اور ابوجہل ملعون کے حال کے متعلق فرمایا۔ "اس کا حال اس شخص کی مانند ہے جو تاریکیوں میں گھرا ہوا اور باہر نہ نکل سکتا ہو"۔ پس



Marfat.com

معرفت سے دل کو زندگی ہے اور اس کا دل خدا سے زندہ ہوتا ہے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے سب کی طرف سے روگرداں ہوتا ہے۔ یعنی جس کو معرفت نصیب نہیں اسکی کوئی قیمت نہیں۔

پس علماء، حکماء اور فقہا وغیرہ اہلِ اللہ تبارک وتعالیٰ کے منشا کو ہی معرفت کہتے ہیں اور اس طائفہ کے مشائخ بھی اللہ تعالیٰ سے صحیح حال رکھنے کو معرفت کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معرفت کو علم سے زیادہ فضیلت ہے کیونکہ حال کی صحت علم کی صحت کے سوا نہیں ہوسکتی۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ عالم نہ ہوگا وہ اس کا عارف بھی نہیں ہوسکتا اور جو لوگ ان دونوں گروہوں سے متعلقہ معانی سے عاجز ہیں وہ آپس میں بے مقصد بحث ومباحثہ میں مصروف رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو بے راہ کہتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور تمہارا معبود برحق واحد ہے" نیز فرمایا ہے "تم دو معبود اختیار نہ کرو۔ بے شک وہ معبود برحق اکیلا ہی ہے" اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص ایسا تھا جس نے سوائے توحید الٰہی کے اور کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے دفن نہ کرنا بلکہ جلا دینا، پھر میری خاکستر کو پیس کر مانند سرمہ بنا کر دو حصوں میں تقسیم کردینا۔ ایک حصہ خشکی پر ہوا میں اُڑا دینا اور دوسرے حصے کو پانی میں بہا دینا۔ چنانچہ پس ماندگان نے ایسا ہی کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہوا اور پانی کو حکم دیا کہ جو کچھ تم نے



Marfat.com

خاکستر سے لیا ہے اس کو قیامت تک محفوظ کرلو اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے اور اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تو نے جو یہ کام کیا تھا، تجھے اس پر کس چیز نے اُبھارا تھا؟ وہ کہے گا کہ میں سخت گنہگار تھا مجھے تیری جناب سے شرم آئی تو میں نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دے گا۔

دراصل توحید کی حقیقت کسی چیز کے ایک ہونے پر حکم کرنا ہے اور اس کے ایک ہونے کو صحیح طور پر جاننا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کی ذات وصفات میں کوئی ثانی نہیں اور نہ افعال میں کوئی اسکی مثال اور شریک ہے۔ اہلِ توحید نے اس کو اسی نسبت سے جانا پہچانا ہے اور عقل نے ان کو خدائے تعالیٰ کی یکتائی اور وحدانیت کی دعوت دی ہے۔ یادرکھو کہ توحید کی تین اقسام ہیں۔

اول:- اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ کو واحد جاننا اور وہ اُس کا اپنی یکتائی کو جاننا ہے۔

دوئم:- خدا کی توحید خلقت کے لئے ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنی توحید کا حکم دیتا ہے اور اس کے دل میں توحید کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

سوئم:- خلقت کی توحید کیلئے اور وہ ان کا اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور وحدانیت کو جاننا ہے۔

پس جب بندہ عارفِ حق تعالیٰ ہو اور اس کی وحدانیت کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے جو فصل ووصل کو قبول نہیں کرتا یعنی نہ کوئی چیز اس سے پیوست ہو سکتی ہے۔ نہ اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ دوئی اس میں روا نہیں۔ اس کی وحدانیت



Marfat.com

عددی نہیں کہ دوسرے عدد کے ثابت ہونے سے دو ہو جائیں اور وہ ان دونوں میں سے عددِ واحد ہو جس سے اس کی وحدانیت عددی ہو اور یہ اعداد کا ثابت کرنا بے نہایت ہو اور وہ محدود نہیں تاکہ اس کی چھ طرفیں ہوں جنہیں وہ گھیرے ہوئے ہو اور جس کا مکان نہیں اور نہ وہ مکان کے اندر ہے تاکہ مکان ثابت کرنے کی حاجت ہو۔ اس لئے اگر وہ مکان کے اندر جاگزین ہوتا تو مکان کیلئے بھی مکیں کا ہونا لازم آتا۔ پھر فعل و فاعل اور قدیم و حادث کا حکم باطل ہو جاتا۔

## توحید کے متعلق مشائخ کے رموز

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "توحید قدیم کو حوادث سے علیحدہ اور ممیّز کرنا ہے" یعنی یہ کہ قدیم کو حوادث کا محل نہ جانے اور نہ حوادث کو قدیم کا محل سمجھے اور یہ جان لے کہ حق تعالیٰ قدیم ہے اور تُو حادث ہے۔ تیری جنس سے کوئی چیز اس کے ساتھ پیوست نہیں ہو سکتی اور اس کی صفات میں سے کوئی چیز تیرے اندر نہیں مل سکتی کیونکہ قدیم حادث کا ہم جنس نہیں ہوتا۔ بلکہ قدیم حوادث کے وجود کے بعد بھی ان کا محتاج نہیں ہوگا اور یہ اختلاف ان لوگوں کا ہے جو ارواح کو قدیم کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص قدیم کو حادث میں اترنے والا کہے، حلول کرنے والا کہے یا حادث کو قدیم کے ساتھ متعلق جانے تو پھر حق تعالیٰ کے قدیم ہونے اور عالم کے حادث ہونے پر کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور یہ دہری لوگوں کا مذہب ہے۔ سو اس برے عقیدے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ الغرض اشیائے حادثہ کی سب حرکات توحید کی



Marfat.com

دلیلیں ہیں اور خداوند تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور اس کے قدم کے ثابت کرنے پر گواہ ہیں۔ لیکن انسان ان سے غافل ہے جو اپنے دل میں اس کے غیر کو چاہتا ہے یا اس کے ذکر کے سوا غیر کے ذکر سے آرام پاتا ہے۔ جیسا کہ بقول شاعر:-

فَفِی کُلِّ شَیْءٍ لَهُ اٰیَةٌ

فَدَلَّ عَلٰی اَنَّهُ وَاحِدٌ

ترجمہ :- پس ہر شے میں اس کی ایک نشانی ہے جو اس کے ایک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سہل تسری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اگرچہ علم سے موصوف ہے لیکن حواسِ ظاہری و باطنی سے اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور نہ وہ اس دنیا میں آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ ایمان کی حقیقت میں بغیر حد اور حلول کے موجود ہے۔ البتہ آخرت میں اس کو اس کے ملک اور اس کی قدرت کرنے سے حجاب میں رکھا اور اپنی قدرت کی نشانیوں کو مخلوق کی رہبری کا ذریعہ بنایا ہے۔ عارفین کے دل اس کو پہچانتے ہیں مگر عقلیں اس کو معلوم نہیں کر سکتیں اور مومن قیامت میں ادراک و احاطہ کئے بغیر اپنی آنکھوں سے اس کا دیدار کر سکیں گے اور یہ لفظ توحید کے تمام احکام کا جامع ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" توحید الٰہی کے متعلق سب سے بزرگ اور حکیمانہ قول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے"۔ "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کیلئے اپنی معرفت کی طرف سوائے اعترافِ عجز کے راستے



Marfat.com

کے اور کوئی راستہ نہیں رکھا" لیکن عام لوگ اس کلمہ کے متعلق غلطی میں پڑے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ معرفت سے عاجز ہو جانا معرفت کا نہ ہونا ہے حالانکہ یہ محال ہے۔ اس لئے کہ عاجز ہو جانا معرفت کا ہونا ہے۔ حالانکہ یہ محال ہے اس لئے کہ عاجز ہو جانا موجود کی حالت میں ممکن ہو سکتا ہے۔ لیکن معدوم کی حالت میں عاجز ہونا کبھی متصوّر نہیں ہو سکتا جیسا کہ مردہ حیات سے عاجز نہیں ہوتا کیونکہ اس کی قوت کو عجز کا نام دینا محال ہے۔ اسی طرح اندھا بینائی سے عاجز نہیں ہوتا بلکہ نابینائی سے عاجز ہوتا ہے۔ اپاہج کھڑا ہونے سے عاجز نہیں ہوتا بلکہ بیٹھنے کی حالت میں وہ بیٹھنے سے عاجز ہوتا ہے جیسا کہ عارف معرفت میں، معرفت کے حصول سے عاجز آ جاتا ہے اور اس وقت معرفت کا حصول اس کیلئے بمنزلہ ایک احتیاج کے ہوتا ہے۔ پس ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کو اس بات پر محمول کرتے ہیں جو حضرت ابوسہل صعلوکؒ اور استاد ابوعلی وفاق رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ معرفت ابتداء میں کیسی ہوتی ہے اور انتہا میں ضروری ہو جاتی ہے۔ علم ضروری وہ ہوتا ہے کہ صاحب علم اس علم کی موجودگی کی حالت میں اسکے ٹالنے یا لینے سے عاجز ہوتا ہے۔ پس اس قول کے مطابق توحید بندہ کے دل میں محض فعل الٰہی ہوتی ہے۔

حکایات میں یہ بات مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ حضرت حسین ابن منصور رحمہ اللہ کی زیارت کیلئے کوفہ گئے حضرت رحمہ اللہ نے پوچھا اے ابراہیم! تم نے اپنا وقت کس بات میں گزارا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو توکّل کے مطابق کر دیا۔ تو حضرت حسین بن منصور رحمہ اللہ نے فرمایا "اے ابراہیم! تم نے



Marfat.com

اپنی عمر اپنے باطن کی آبادی میں ضائع کردی۔ پس توحید الٰہی میں تیرا فنا ہونا کہاں ثابت ہے؟ یعنی تجھے تو توحید میں فنا ہونا چاہیئے تھا۔

حضرت علی بن عثمان جلابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ توحید الٰہی حق کی طرف سے بندہ کے ساتھ وہ اسرار ہیں جو بیان میں ظاہر نہیں ہو سکتے کہ کوئی شخص اس کی عبارت کے طمع سے آراستہ کر کے ظاہر کر سکے۔ کیونکہ عبارت اور جس کو عبارت میں ظاہر کیا ہے، ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں اور توحید میں غیر کا ثابت کرنا شریک کا ثابت کرنا ہے۔ اور مؤحدِ الٰہی اللہ والا ہوتا ہے نہ کہ لاہی (کھیلنے والا یا غافل)

توحید کے احکام اور اس کے متعلق اہلِ معرفت کے اقوال و ارشادات جن کو یہاں اختصار سے بیان کر دیا گیا ہے ناظرین کی معلومات کیلئے مفید ثابت ہونگے۔

واللہ اعلم

☆☆☆



Marfat.com

# ایمان کی حقیقت

## ایمان کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ"۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے مقامات پر فرمایا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو) اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے۔" اور ایمان سنت کی رو سے دل سے تصدیق کرنا اور شریعت میں اس کے متعلق لوگوں کے مختلف اقوال ہیں جن میں بہت اختلاف ہے۔ معتزلہ سب عبادات علمی و عملی کو ایمان کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ بندہ کو اس گناہ کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے، کافر قرار دیتے ہیں اور ایک دوسرا گروہ ایمان کو صرف قول کہتا ہے اور تیسرا گروہ صرف معرفت کو ایمان کہتا ہے اور متعلمین اہلِ سنت و جماعت کا ایک گروہ مطلق تصدیق قلب کو ایمان کہتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایمان قلب کی ایک بسیط کیفیت کا نام ہے۔ لفظ اور یہی کیفیت اقرار و عمل کا باعث ہے۔

یہاں صرف مشائخ صوفیہ کے اعتقاد کا ثابت کرنا مراد ہے۔ یاد رکھو کہ مشائخِ صوفیہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ گروہ کہتا ہے کہ قول، تصدیق اور عمل سے ایمان عبارت ہے جیسا کہ حضرت فضیل بن عیاض، بشر حانی، خیر النساج، سمنون الحب، ابوحمزہ بغدادی



Marfat.com

محمد حریری رحمہم اللہ تعالیٰ اوران کے سوااور بہت سے بزرگ فقہاءاوراہلِ یقین رضی اللہ عنہم بھی اس نظریہ کے قائل ہیں۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ایمان قول وتصدیق کا نام ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم، ذوالنون مصری، بایزید بسطامی ابوسلیمان وارانی، حارث محاسبی، جنید بغدادی، سہل بن عبداللہ تستری، شفیق بلخی، حاتم اصم، محمد بن فضل السلنجی رحمہم اللہ تعالیٰ اوران کے سوا فقہائے امت کی ایک جماعت جیسا کہ امام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم پہلے قول کے مطابق اورامام ابوحنیفہ وحسین بن فضل بلخی اورامام ابوحنیفہ کے اصحاب مثلاً امام ابویوسف، محمد بن حسن اورداؤدطائی رضی اللہ عنہم دوسرے قول کے مطابق ہیں۔لیکن حقیقت میں یہ اختلاف صرف لفظی ہے، معنوی نہیں۔

## تحقیقِ ایمان

جان لو کہ تمام اہلِ سنت و جماعت واہلِ تحقیق ومعرفت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان کاایک اصل ہےاورایک فرع۔ایمان کااصل تودل سےتصدیق کرنا ہے۔ اس کی فرع حکم الٰہی کی تعمیل اورعادت اورعرف میں یوں ہے کہ کسی چیز کی فرع کواستعارہ اورمجاز کہتے ہیں۔اسی لحاظ سے وہ جماعت عبادت کوہی ایمان کہتی ہے۔کیونکہ بندہ اس کے بغیر عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتا اورجب تک امرِ الٰہی کے احکام بجانہ لائے، محض تصدیق کافی نہیں ہے۔

پس جس کی بندگی زیادہ ہوگی، عذاب سے اس کوامن بھی زیادہ ہوگا۔چونکہ



Marfat.com

عبادت تصدیق اور قول کے ساتھ امن کی علت ہے اس لئے انہوں نے عبادت کو ہی کہہ دیا اور ایک گروہ جو کہتا ہے کہ اس کی علت معرفتِ الٰہی ہے نہ بندگی، کیونکہ اگر عبادت حاصل ہو اور معرفت موجود نہ ہو تو عبادت کچھ سود مند نہ ہوگی۔ اگر معرفت موجود ہے عبادت نہیں تو آخر کار نجات پالے گا۔ گو کہ اگر اس کا حکم مشیتِ الٰہی ہے، خواہ خداوند تعالیٰ خود اپنے فضل سے اس کی لغزش کو معاف کر دے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بخش دے یا اس کے جرم کے برابر سزا دے کر دوزخ سے نجات دے اور بہشت میں پہنچا دے۔ پس اگرچہ اہلِ معرفت مجرم ہوں، معرفت کے سبب سے ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گا۔ رہے عمل والے لوگ تو وہ محض عمل کی وجہ سے بغیر معرفت الٰہی کے بہشت میں داخل نہیں ہوسکیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ عبادت امن کی علّت نہیں ہے اور اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے "تم میں سے کوئی اپنے عمل کی وجہ سے نجات نہیں پاسکے گا۔" صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی عمل کی وجہ سے نجات نہیں پائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی نجات نہیں پاؤنگا مگر اسی صورت میں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ پس ثابت ہوا کہ ایمان فی الحقیقت معرفتِ الٰہی ہی ہے اور اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے اور اقرار عمل کا قبول کرنا ہے۔ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ اس کے اوصاف میں سے خواہ کسی وصف کی وجہ سے ہی پہچانتا ہے، اس لئے خاص الخاص اوصاف تین قسم کے ہیں یعنی اول وہ جو اس کے جمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے وہ جو کمال سے اور تیسرے وہ جو جلال سے تعلق رکھتے ہیں۔



Marfat.com

پس وہ شخص جس کا شاہد معرفت میں جمال الٰہی ہو، وہ ہمیشہ دیدومشاہدہ کا مشاق رہتا ہے اور جس کا شاہد معرفت میں جلال الٰہی ہو، وہ ہمیشہ اپنے اوصاف سے نفرت کرتا ہے اور اس کا دل ہمیشہ خوف اور ہیبت کے محل میں ہوتا ہے۔اب رہ گیا کمال ،سو جو اشخاص اس کے کمال سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے لئے اس کے کمال تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں بجز اس کے کہ وہ اس کے کمال کو ثابت کریں اور نقص کی اس سے نفی کریں۔پس شوق محبت کی تاثیر ہے اور نفرت بشریت کے اوصاف میں سے ہے۔اس لئے کہ بشریت کے حجاب کا کھلنا محبت کے سوا اور کسی طرح ممکن نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ایمان و معرفت کی انتہا عشق و محبت ہے اور محبت کی علامت بندگی ہے۔

☆☆☆



Marfat.com

# حجاب کا اُٹھنا

## طہارت

ایمان لانے کے بعد سب سے پہلی چیز جو بندہ پر فرض ہے، وہ نماز ادا کرنے کے لئے طہارت ہے اور وہ بدن کو نجاست (بول و براز، خون اور پیشاب وغیرہ یہ ظاہری اور حقیقی ناپاکی ہے) اور جنابت (حکمی پلیدی یعنی وہ پلیدی جس کے بعد انسان پر غسل واجب ہو جاتا ہے) سے پاک کرنا ہے اور شریعت کے مطابق تین اعضاء یعنی منہ، ہاتھ اور پیر کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے یا پانی نہ ہونے یا مرض کی شدت کی حالت میں تیمم کرنا ہے اور اس کے احکام خود معلوم ہیں مگر جاننا چاہیئے کہ طہارت دو قسم کی ہوتی ہے۔

ایک تو جسم کی طہارت دوسرے دل کی طہارت۔ جیسا کے بدنی طہارت کے بغیر نماز درست نہیں، اسی طرح دلی طہارت کے بغیر معرفتِ حق درست نہیں ہوتی۔ جیسا کہ بدنی طہارت کے لئے خالص پانی کی ضرورت ہے اور دوسری اشیاء سے ملا ہوا اور مستعمل پانی درکار نہیں، اسی طرح دل کی طہارت کے لئے خالص توحید الٰہی چاہیئے۔ غلط ملط اور پریشان اعتقاد درست نہیں۔

پس صوفیاء کا گرہ ہمیشہ ظاہر میں بدنی طہارت کے ساتھ رہتا ہے اور باطن میں دل کی طہارت یعنی توحید خالص کے ساتھ۔ رسول کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ایک صحابی سے فرمایا "تو ہمیشہ باوضو رہا کر، تا کہ تجھے دونوں فرشتے



Marfat.com

دوست رکھیں۔" اور اسی سلسلہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" پس جو شخص ظاہر میں طہارت پر مداومت کرتا ہے۔ ملائکہ اس کو دوست رکھتے ہیں لیکن جو شخص باطن میں توحید الٰہی پر قائم ہے، اس کو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا میں فرمایا کرتے تھے۔" اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک کردے"۔ حالانکہ کسی وجہ سے بھی نفاق آپ کے دل میں متصوّر نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے خداوند تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے دنیا میں ابدی عمر چاہیئے تاکہ اگر سب لوگ دنیا کی نعمتوں میں مشغول حق تعالیٰ کو فراموش کردیں تو دنیا کی مصیبت میں شریعت کے آداب کی حفاظت پر قائم رہ کر حق تعالیٰ کو یاد رکھوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوجعفر حرمی رضی اللہ عنہ چالیس سال تک مکہ معظمہ میں مجاور رہے اور حرم کعبہ کے اندر طہارت نہیں کی بلکہ ہر بار طہارت کے لئے حرم شریف کی حد سے باہر جاتے اور فرماتے کہ جس زمین کو خداوند تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ میں ناپسند کرتا ہوں کہ مستعمل پانی اس پر گراؤں۔ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ رے کی مسجد میں دردِ شکم میں مبتلا تھے تو ایک دن رات میں آپ نے ساٹھ غسل کئے تھے۔ آخر کار آپ کی وفات بھی پانی میں ہی ہوئی۔

ابوعلی رودباری رضی اللہ عنہ کچھ مدت تک طہارت میں وسوسہ کی بیماری میں مبتلا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں صبح کے وقت دریا پر چلا گیا اور سورج نکلنے



Marfat.com

تک وہاں رہا۔ اس عرصہ میں میرا دل رنجیدہ ہوا۔ میں نے عرض کیا اے بارِ خدایا آرام دے۔ آرام دے۔ آرام دے۔ دریا میں سے ہاتف کی آواز آئی کہ "آرام علم میں ہے"۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیماری میں وفات کے دن آپ نے ہر نماز کے لئے ساٹھ بار طہارت فرمائی اور فرمایا یہ اس لئے تا کہ جس وقت حکم الٰہی آئے تو میں طہارت کے ساتھ حاضر ہوں۔

روایت ہے کہ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے مسجد میں داخل ہونے کے لئے وضو کیا تو ہاتف نے آواز دی کہ تُو نے ظاہر کو تو آراستہ کرلیا مگر باطن کی صفائی کہاں گئی؟ آپ وہاں سے واپس لوٹے اور سارا مال واسباب راہِ خدا میں دے دیا۔ ایک سال تک صرف اتنے کپڑے کے سوا کچھ نہ پہنا جس سے نماز درست ہو جائے۔ پھر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا۔ اے ابوبکر! وہ نہایت مفید طہارت تھی جو تو نے کی، خدا تعالیٰ تجھے ہمیشہ پاک رکھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد آپ کبھی بے طہارت نہ رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہونے لگے تو آپ کا وضو ٹوٹ گیا۔ آپ نے ایک مرید کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے طہارت کروادے۔ چنانچہ اس نے آپ کو وضو کروایا اور ریش مبارک کا خلال کرنا بھول گیا، آپ اس وقت بول نہ سکتے تھے، مرید کا ہاتھ پکڑ کر ریش مبارک کی طرف اشارہ فرمایا یہاں تک کہ اس نے خلال کر دیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ



Marfat.com

جب میرے دل میں دنیا کا خیال گزرتا ہے تو میں وضو کر لیتا ہوں اور جب عقبیٰ کا خیال آتا ہے تو غسل کر لیتا ہوں۔ کیونکہ دنیا حادث ہے اور اس کا خیال حدث (بے وضو) ہوتا ہے اور عقبیٰ غیبت اور آرام کا محل ہے اور اس کا خیال جنابت یعنی حکمی ناپاکی موجب غسل ہے۔ پس حدث سے وضو واجب ہوتا ہے اور جنابت سے غسل۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز آپ نے وضو کیا۔ جب مسجد میں آئے تو آپ کے دل میں ندا آئی " کہ اے ابوبکر! کیا تو طہارت رکھتا ہے کہ اس ناپاکی کے ساتھ ہمارے دربار میں داخل ہو رہا ہے؟" آپ یہ ندا سن کر واپس لوٹے تو پھر ندا آئی " کہ تو ہماری درگاہ سے لوٹ کر کہاں جائے گا؟" آپ نے نعرہ مارا تو ندا آئی " کیا تو ہم پر طعنہ زنی کرتا ہے؟" آپ اسی جگہ خاموش کھڑے ہو گئے تو ندا آئی کہ " تو ہمارے سامنے مصیبت برداشت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے؟ " حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی اے مولا ! تجھ سے تیری ہی جناب میں فریاد ہے"

طہارت کی حقیقت کے متعلق مشائخ کرام کا بہت سا کلام ہے اور انہوں نے اپنے مریدوں کو حق تعالیٰ کی درگاہ کا قصد کرتے وقت ظاہر و باطن کی طہارت پر مداومت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب کوئی شخص ظاہر میں عمل کا قصد کرے تو اسے چاہیئے کہ ظاہر میں وضو کرے اور جب باطن میں قربِ حق کا قصد کرے تو اُسے چاہیئے کہ باطن کی طہارت کرے۔ ظاہر کی طہارت پانی سے ہوتی ہے اور باطن کی طہارت توبہ کرنے اور خداوند تعالیٰ کی جناب میں رجوع کرنے سے ہوتی ہے۔



Marfat.com

# توبہ اور متعلقہ امور

## توبہ کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ سالکانِ راہِ حق کا پہلا مقام توبہ ہے۔ جیسا کہ طالبان عمل کا پہلا درجہ طہارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل جلالہُ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچی توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے جوان سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں"۔ نیز حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا ہے " گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں"۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو کوئی گناہ اس کو نقصان نہیں دیتا" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو کوئی گناہ اس کو نقصان نہیں دیتا" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ توبہ کی علامت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ندامت و پشیمانی۔ لیکن یہ جو آپ نے فرمایا کہ دوستانِ حق کو گناہ نقصان نہیں دیتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ گناہ سے کافر نہیں ہوتا اور گناہ کرنے سے اس کے ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ تو اس نافرمانی کا نقصان جس کا انجام



Marfat.com

نجات ہو، حقیقت میں نقصان نہیں ہوتا اور جاننا چاہیئے کہ توبہ کے لغت میں معنی رجوع کرنا ہے۔ چنانچہ عرب کہتے ہیں تَابَ یعنی اس نے رجوع کیا۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "فعلِ بد سے پشیمانی توبہ ہے اور یہ ایک ایسا قول ہے جس میں توبہ کی تمام شرطیں موجود ہیں۔ کیونکہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔

۱۔ توبہ کی ایک شرط مخالفتِ احکامِ الٰہی پر افسوس کرنا۔

۲۔ دوسری شرط لغزش کو فوراً چھوڑ دینا ہے۔

۳۔ تیسری شرط معصیّت کی طرف نہ لوٹنے کا قصد کرنا ہے۔

اور یہ تینوں شرطیں ندامت سے وابستہ ہیں۔ کیونکہ جب دل میں کیئے پر ندامت ہوتی ہے تو باقی دو شرطیں خود بخود اس کے ساتھ آ جاتی ہیں۔ اپنے کیئے پر ندامت و پشیمانی کے تین اسباب ہیں جیسا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ جب عذاب کا خوف دل پر غلبہ پاتا ہے اور برے افعال سے دل میں غم پیدا ہوتا ہے تو ندامت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ نعمت کی خواہش دل پر غالب آ جائے اور معلوم ہو کہ برے فعل اور نافرمانی سے وہ نعمت حاصل نہیں ہوگی تو برے فعل سے پشیمانی حاصل ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور تمام مخلوق کے سامنے اپنی بے نقابی کے تصور سے خائف ہو کر برے فعل سے نادم ہونا۔ پس ان میں سے پہلا تائب [1] دوسرا منیب [2] تیسرا اوّاب [3] کہلاتا ہے۔ نیز توبہ کے مقام بھی تین ہیں۔



Marfat.com

پہلا توبہ ، دوسرا انابت ، تیسرا اوبت [4]۔ پس توبہ کا مقام عذاب کے خوف کے لئے ہے اور انابت کا مقام طلبِ ثواب کے لئے ہوتا ہے اور اوبت فرمانِ حق کی رعایت کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ توبہ عام مومنین کا مقام ہے اور وہ کبیرہ گناہ سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچی اور پکی توبہ کرو" اور انابت اولیاء اور مقربانِ حق کا مقام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جو شخص رحم کرنے والے اللہ سے بن دیکھے ڈر گیا اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا دل لے کے آیا" اور اوبت انبیاء مرسلین کا مقام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "وہ کیا ہی اچھا بندہ ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع کرنے والا ہے" پس گناہ کبیرہ سے توبہ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرتے رہو اسی میں آپ کی بہتری و بھلائی ہے۔

## توبہ کے بعد معصیّت

اگر توبہ کرنے والے کی توبہ میں کوئی فتور واقع ہو جائے اور گذشتہ ایام میں پختہ ارادہ کے صحیح ہونے کے بعد پھر معصیّت کی طرف رجوع کرے تو اس کو اس توبہ کا ثواب ملے گا اور سلوکِ طریقت کے مبتدیوں میں سے توبہ کرنے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ انہوں نے توبہ کر لی اور پھر ان کی توبہ میں کچھ فتور آ گیا اور گناہ کی طرف رجوع کیا۔ پھر وہ کسی تنبیہ کی وجہ سے درگاہِ حق تعالیٰ کی طرف واپس آ گئے یہاں تک کہ مشائخ میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے ستّر بار توبہ کی اور پھر گناہ کی طرف



Marfat.com

رجوع کرلیا یہاں تک کہ اکہترھویں بار مجھے استقامت نصیب ہوئی۔

حضرت ابو عمرو جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ابتداء میں حضرت ابو عثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں توبہ کی اور کچھ مدت اس توبہ پر قائم رہا۔ پھر میرے دل میں معصیّت کی خواہش پیدا ہوئی اور میں نے اس خواہش کو پورا کیا اور اس رہنما کی صحبت سے کترا تا رہا جہاں کہیں میں ان کو دور سے دیکھتا تو ندامت کی وجہ سے بھاگ جاتا تھا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھیں۔ ایک روز میں اُن کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے فرمایا "بیٹا! اپنے دشمنوں کی صحبت اختیار نہ کر مگر اس وقت کہ تو بالکل بے گناہ ہو۔ اس لئے کہ دشمن تیرا عیب دیکھتا ہے اور جب تو عیب دار ہوگا تو دشمن خوش ہوگا اور جب تو بے گناہ ہوگا تو وہ غمگین ہوگا۔ اگر تجھے معصیّت کے ارتکاب کی ضرورت محسوس ہوئی تھی تو ہمارے پاس آ جاتا کہ تیری بلا ہم اٹھا لیتے اور دشمن کی خواہش کے مطابق ذلیل نہ ہوتا۔ آپ نے فرمایا اس پر میرا دل گناہوں سے بالکل سَیر ہو گیا اور میری توبہ درست ہو گئی۔

نیز میں نے سنا ہے کہ کسی شخص نے گناہ سے توبہ کی۔ پھر گناہ کی طرف رجوع کیا۔ پھر اس سے پشیمان ہوا۔ ایک روز اپنے دل میں کہنے لگا، اگر درگاہِ الٰہی میں واپس جاؤنگا تو میرا کیا حال ہوگا؟ ہاتف نے آواز دی:-

أَطَعْتَنَا فَشَكَرْنَاكَ ثُمَّ تَرَكْتَنَا فَأَمْهَلْنَاكَ فَإِنْ عُدْتَ إِلَيْنَا قَبِلْنَاكَ

(تُو نے ہماری فرمانبرداری کی تو ہم نے تجھے قبول کیا پھر تو نے ہمارے حکم کو چھوڑ دیا تو ہم نے تجھے مہلت دی۔ پس اگر تو ہماری طرف واپس آ جائے تو ہم تجھے قبول کریں گے)



Marfat.com

اگلی سطور میں توبہ کے متعلق مشائخ عظام رحمھم اللہ کے اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

## توبہ کے متعلق مشائخ کے اقوال

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ ''تَوْبَةُ الْعَوَامِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ تَوْبَةُ الْخَوَاصِ مِنَ الْغَفْلَتِ (عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خاص لوگوں کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے) اس لئے کہ عوام سے ظاہر حال کی نسبت پوچھا جائے گا اور خواص سے عمل کے حقیقی طور پر ادا نہ کرنے کی نسبت پرسش ہوگی۔ کیونکہ غفلت عام آدمیوں کے لئے نعمت ہوتی ہے لیکن خواص کے لئے حجاب۔

حضرت ابوحفص حدّاد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''لَيْسَ فِى الْعَبْدِ تَوْبَةُ شَىْءٍ لِاَنَّ التَّوْبَةَ اِلَيْهِ مِنْهُ ''(بندہ کو توبہ میں کچھ دخل نہیں ہوتا کیونکہ توبہ حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کو وہبی طور ملتی ہے، نہ کہ بندہ کے اپنے اختیار سے) پس اس قول کے مطابق ضروری ہے کہ توبہ کسبی نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی بخششوں میں سے ایک بخشش ہے اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

حضرت ابوالحسن بوشنجہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''وَ اِذَا ذَكَرْتَ الذَّنْبَ ثُمَّ لَا تَجِدُ حَلَاوَةً عِنْدَ ذِكْرِهٖ فَهُوَا لتَّوْبَةُ''(جب تو گناہ کو یاد کرے اور اس کے یاد کرنے سے لذت نہ پائے، پس یہی توبہ ہے) اس لئے کہ گناہ کا ذکر یا حسرت کی وجہ سے ہوتا ہے یا دلی خواہش کی وجہ سے۔ جب کوئی شخص حسرت وندامت



Marfat.com

کی وجہ سے اپنی معصیّت کو یاد کرے تو تائب ہوتا ہے اور جب شخص ارادہ سے معصیت کو یاد کرتا ہے تو گنہگار ہوتا ہے کیونکہ گناہ کرنے میں اتنی حیرانی نہیں ہوتی جتنی کہ اس کا ارادہ کرنے میں ۔اس لئے کہ اس کا فعل تو ایک وقت ہوتا ہے لیکن اس کی محبت ہمیشہ ہوتی ہے۔پس جو شخص اپنے جسم کو ایک گھڑی بھر گناہ میں ملوث کرتا ہے۔وہ ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ وہ شخص جو رات دن دِل سے اس گناہ کا ارادہ رکھے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اَلتَّوْبَۃُ تَوْبَتَانِ تـوبۃلانـا بۃ و توبۃ اِ سْتَحْیَاءُ "توبہ دوقسم کی ہوتی ہے ایک توبہ انابت یعنی رجوع کرنے کی وجہ سے اور دوسری توبہ استحیاء یعنی شرم کی وجہ سے ) پس خدا کی طرف رجوع کرنے کی توبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے خدا کی طرف رجوع کرے اور حیا کی وجہ سے توبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے حیا کر کے گناہ سے خدا کی طرف رجوع کرے۔پس توبہ بوجہ خوفِ جلالِ الٰہی کے کشف سے ہوتی ہے اور توبہ بوجہ حیا اللہ تعالیٰ کے جمال کے مشاہدے سے ہوتی ہے۔پس ایک تو جلالِ الٰہی میں خوف کی آگ سے جل رہا ہے اور دوسرا جمالِ حق میں حیا کے نور سے روشن ہو رہا ہے ۔اگر میں اس کو مختصر الفاظ میں کہوں تو یہ کہونگا:۔

"تو گویا ایک مست ہوتا ہے اور دوسرا بے ہوش ہوتا ہے"

## حقیقت نماز

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (اور نماز قائم کرو) اور



Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ وَ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (نماز اور جو تمہارے مِلک میں ہیں) لونڈی اور غلام کا خیال رکھو اور نماز کے معنی لغت کی رُو سے ذکر، دعا اور فرمانبرداری کے ہیں اور فقہا کی اصطلاح میں وہ ایک مخصوص عبادت ہے جو روزمرّہ چند مخصوص احکام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ پانچ وقتوں میں پانچ نمازیں روزانہ ادا کرو اور اس نماز کے پڑھنے سے پہلے کچھ شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے جسم کی طہارت ظاہر میں نجاست سے اور باطن میں خواہش نفسانی سے۔

۲۔ لباس کی طہارت ظاہر میں نجاست سے اور باطن میں مالِ حرام سے۔

۳۔ مکان (جس جگہ نماز ادا کی جائے) کی طہارت ظاہر میں نجاست اور گندگیوں سے اور باطن میں گناہ اور فساد سے۔

۴۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ظاہر میں قبلہ، کعبہ شریف ہے اور باطن میں عرشِ معلیٰ اور سّر کا مشاہدہ مقصود ہے۔

۵۔ قیام ظاہر طاقت کی حالت میں اور قیام باطن میں قُربِ حق کے باغیچے میں اور قیام ظاہر کی شرط یہ ہے کہ اس کا وقت درست ہو اور قیامِ باطن کی شرط یہ ہے حقیقت کے درجہ میں اس کا وقت ہمیشہ ہے۔

۶۔ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے خالص نیت کرنا۔

۷۔ ہیبتِ الٰہی اور فنائے صفت کے مقام میں تکبیر پڑھنا اور وصل کے محل



Marfat.com

میں قیام کرنا اور نہایت ترتیل، صحتِ تلفظ و مخارج و عظمت کے ساتھ قرآت کرنا اور گڑگڑا کر رکوع اور سجود کرنا اور عاجزی اور دلجمعی کے ساتھ تشہد اور صفت کے فنا ہونے کے ساتھ سلام کرنا۔

ایک حدیث مبارکہ میں آیا کہ کان علیہ السلام یصلی وفی جوفہ اریز کاریز المرجل (حضور ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ ﷺ کے دل میں ایسا جوش ہوتا تھا جیسا کہ کانسی کی اس دیگ میں جس کے نیچے آگ جلتی ہو) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب نماز کا قصد کیا کرتے تھے تو آپ کے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے اور کپڑے سے سر باہر نکال دیتے اور آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ اُس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ گیا جس کے اٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز آ گئے تھے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح ادا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب نماز کا وقت آ جاتا تو ایک وضو ظاہر کا کرتا ہوں اور دوسرا وضو باطن کا، ظاہری وضو پانی سے اور باطنی وضو توبہ سے کرتا ہوں۔ پھر مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجدِ بیت الحرام کا مشاہدہ کرتا ہوں اور مقامِ ابراہیم کو اپنی دونوں آبروؤں کے سامنے رکھتا ہوں اور بہشت کو اپنی دائیں طرف، دوزخ کو بائیں طرف اور صراط کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہوں اور فرشتہ ملک الموت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے خیال کرتا ہوں۔ پھر نہایت عظمت واحترام سے تکبیر پڑھتا ہوں اور حرمت کے ساتھ قیام اور بڑی ہیبت کے ساتھ قرآت اور خاکساری کے ساتھ رکوع



Marfat.com

اور عاجزی کے ساتھ سجود اور بڑے علم و وقار کے ساتھ تعوذ اور پھر آخر میں شکرِ حق کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔

## اہلِ طریقت کے لئے نماز کے فوائد

نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبان اللہ کی راہ میں ابتداء سے انتہا تک اِسی سے راہِ حق پاتے ہیں اور اِسی میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ طہارت طالبانِ حق کے لئے توبہ ہوتی ہے اور قبلہ کی طرف رُخ کرنا پیر کے ساتھ تعلق کے قائم مقام ہے اور قیام کرنا مجاہدۂ نفس اور قرآت ذکرِ دوام اور رکوع تواضع اور سجود معرفتِ نفس اور تشہد انسِ حق اور سلام دنیا سے علیٰحدگی اور مقامات کی پابندی سے نکلنے کے لئے ہے۔

روایت ہے کہ حسین بن منصور رحمتہ اللہ علیہ رات دن میں چار سو رکعت نماز ادا کرنا اپنے اوپر لازم رکھتے تھے۔ لوگوں نے کہا "آپ جو اتنے بلند درجہ پر ہیں تو اس قدر رنج اور تکلیف اٹھانے کی کیا وجہ ہے۔" آپ نے فرمایا "یہ سب رنج و راحت تیرے اپنے حال میں ظاہر ہوتا ہے اور دوستانِ حق جو فانی الصفت ہوتے ہیں انہیں نہ رنج محسوس ہوتا ہے اور نہ راحت۔ خبردار! کہیں سُستی کا نام حق تک پہنچنا اور حرص کا نام طلبِ حق نہ رکھنا"۔

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے تکبیر شروع کر کے اللہ اکبر کہا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ایسے گرے کہ آپ کے جسم میں روح اور حس نہیں تھی۔



Marfat.com

کہتے ہیں کہ جب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بوڑھے ہو گئے تو روزانہ ایامِ جوانی کے اوراد میں سے کوئی وِرد بھی نہ چھوڑتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا اے شیخ! اب آپ ضعیف ہو گئے ہیں۔ ان اوراد میں سے کچھ چھوڑ دیجئے۔ تو فرمایا" یہ وہ چیزیں ہیں کہ شروع سلوک میں میں نے جو کچھ پایا، انہی کی بدولت پایا۔ اب میرے لئے محال ہے کہ انتہائے سلوک میں ان کو ترک کر دوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ جب رات کے وقت قرآت کرتے تو دھیمی آواز سے پڑھتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلند آواز سے۔ حضور رسول کریم ﷺ نے پوچھا" اے ابوبکر! آپ کیوں نماز میں قرآت آہستہ کرتے ہیں"۔ آپؓ نے عرض کیا کہ حسنِ قرآت سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہوں اور جس کو سناتا ہوں، وہ سنتا ہے۔ خواہ میں آہستہ کہوں یا زور سے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ کیوں بلند آواز سے پڑھتے ہیں؟ آپؓ نے عرض کیا میں سوتے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! تم ذرا اونچا پڑھا کرو اور حضرت علیؓ سے فرمایا تم ذرا آہستہ پڑھا کرو تاکہ عادت چھوٹ جائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہی تھی اور بچھو نے اس کو چالیس بار کاٹا۔ مگر اس کے جسم میں کسی طرح کا تغیر نہیں آیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ اے اماں جان! آپ نے اس بچھو کو کیوں نہیں ہٹایا؟ تو اس نے جواب دیا لڑکے!



Marfat.com

**"تو ابھی بچہ ہے کہ کس طرح ممکن تھا کہ میں خداوندکریم کے کام میں اپنا کام کرتی۔"**

پس صوفیہ کرام سے بعض اصحاب فرائض کو ظاہر طور پر ادا کرتے ہیں اور نوافل کو مخفی طور پر۔ اس بات سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ریا سے چھوٹ جائیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص عمل میں دکھلاوا کرتا ہے اور خلقت کی توجہ اپنی طرف چاہتا ہے تو وہ ریا کار ہوتا ہے۔

دوسرا گروہ فرضوں اور نفلوں (سب کو) کو ظاہر میں ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ریا باطل ہے اور عبادت حق ہے۔ اس لئے محال ہے کہ ہم ایک باطل کی خاطر حق کو چھپاویں۔ پس ریا کو دل سے باہر نکال دو اور جہاں جیسا چاہو، عبادت کرو۔

مشائخ رضی اللہ عنہم نے خود عبادت کے آداب پر نگاہ رکھی ہے اور مریدوں کو بھی اس کی تلقین کی ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال سفر کیا مگر میں نے کوئی نماز بغیر جماعت کے ادا نہ کی۔ ہر جمعہ کو ایک قصبہ میں ہوتا تھا تاکہ نمازِ جمعہ بھی جماعت کے ساتھ ادا کرسکوں۔

☆☆☆



Marfat.com

# محبتِ الٰہی اور متعلقہ امور

## محبت کا ثبوت

اللہ عزّ وجَل نے فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ امَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ (اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے سو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم پیدا کرے گا جسے وہ خود دوست رکھے گا اور وہ لوگ بھی اسے دوست رکھیں گے۔) اور نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ" (بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا اوروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے) اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ خدائے عزّ وجَل نے فرمایا ہے۔ "وَمَنْ اَھَانَ لِیْ وَلِیًا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ مَا تَرَدَّدْتُ فِیْ شَیْءٍ لِتَرَدُّدِیْ فِیْ قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِ الْمُؤْمِنَ مَنْ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَکْرَہُ مَسَاتَہٗ وَلَا بُدَّلَہٗ مِنْہُ،



Marfat.com

وَبَایِ تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَبَصَرًا وَیَدًا وَرِجْلًا وَلِسَانًا (الحدیث) (جس نے میرے دوست کی اہانت کی، اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کیا اور مجھے کسی چیز کے متعلق اتنا تردّد نہیں ہوتا جتنا کہ ایک مومن کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو پسند کرتا ہے اور میں اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں حالانکہ اس کو موت سے چارہ نہیں اور میرا بندہ کسی ایسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کرسکتا جو مجھے ان احکام کے ادا کرنے سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس پر فرض کئے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل ادا کرنے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں۔ پس جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان، آنکھ، پاؤں اور زبان ہو جاتا ہوں) اور نیز فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے دیکھنے کو ناپسند کرتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بندہ کے لئے اور بندہ کی خدا کے لئے درست ہے اور کتاب وسنت اس پر ناطق وشاہد ہے اور ساری امت اس پر متفق ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے اوصاف سے متصف ہے کہ اولیاء اللہ اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔



Marfat.com

## استعمال لفظ محبت

جاننا چاہیے کہ لفظ محبت کا استعمال علماء کے نزدیک کئی طور پر ہوتا ہے۔

ایک تو محبوب کی طرف نفس کے بے آرامی، رغبت، خواہش، دل کی آواز اور طلب اُنس کے ساتھ ارادہ کرنے کے معنوں میں۔ مگر ان سب امور کو خدا تعالیٰ سے متعلق کرنا روا نہیں، انہیں بلکہ یہ سب باتیں مخلوقات اور موجودات سے متعلق ہیں اور انہی میں پائی جاتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ خداوند تعالیٰ ان سب امور سے بے نیاز اور برتر ہے۔ اور محبت کا استعمال احسان اور بندہ کو اپنی عنایات سے مخصوص کرنے کے معنی میں ہوتا ہے کہ وہ اس کو برگزیدہ کر لیتا ہے اور اس کو کمال کے درجہ پر پہنچا دیتا ہے، اور اپنی نوازشات سے مخصوص کر لیتا ہے۔

تیسرے بندہ کی صفت وثناء کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اچھی صفت وثناء اور متکلمین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت کا جہاں تک ہمیں علم ہے، وہ اس کی سماعی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اس کے لئے چہرہ، ہاتھ اور استواء (سیدھے ہو کر بیٹھنا) ثابت ہے، کہ کتاب وسنت اس کو بیان نہ کرتی تو ان کا ثبوت حق تعالیٰ کے لئے عقل کی رو سے محال ہوتا۔

پس اس وجہ سے ہم حق تعالیٰ کے لئے محبت ثابت کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس کے استعمال کرنے میں ہم توقف کرتے ہیں اور اس لفظِ محبت کے



Marfat.com

حق تعالیٰ پر اطلاق کرنے میں گروہِ صوفیاء کی مراد وہ سب اقوال ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

## محبت کے مختلف نام

الغرض محبت ایک مشہور و معروف لفظ ہے جو تمام لوگوں اور تمام زبانوں میں مروّج ہے۔ گو اسے الفاظ و عبارات میں ادا کرنا ناممکن سہی، تاہم عقلاء کے کسی گروہ نے اس کی حقیقتِ ثابتہ سے کبھی انکار نہیں کیا ہے۔ مشائخِ طریقت میں حضرت سمنون المحب رحمتہ اللہ علیہ محبتِ الٰہی میں ایک خاص مذہب و مسلک رکھتے ہیں اور کہتے ہیں " کہ محبتِ الٰہی حق تعالیٰ کے راستہ کی اصل و بنیاد ہے۔ احوال و مقامات اس کی منزلیں ہیں اور جس محل یا منزل میں طالب ہوتا ہے، اس پر زوال آنا روا ہوتا ہے۔ سوائے محل محبتِ حق کے کہ جب تک وہ موجود رہتی ہے، اس پر کسی حال میں زوال نہیں آتا۔"

دوسرے سب مشائخ اگرچہ اس بات پر متفق ہیں، لیکن چونکہ محبت کا نام عام اور ظاہر ہے اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس کو چھپا دیں اور اس کی معنوی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے اس کا نام بدل دیں۔ پس انہوں نے خالص محبت کا نام صفوت رکھ دیا اور محبِ حق کو صوفی کہہ دیا۔

ایک دوسرے گروہ نے حبیب کے اختیار کو ثابت کرنے اور محبت کے اپنے اختیار کو ترک کرنے کو فقراء اور محبِ الٰہی کو فقیر کہا ہے۔ اس لئے کہ محبت کا ادنیٰ درجہ حبیب کے ساتھ ہر حالت میں موافقت کرنا ہے اور حبیب کی موافقت ظاہر ہے کہ اس



Marfat.com

کی مخالفت غیر ہوتی ہے۔ یعنی اپنا اختیار جو حبیب کے اختیار کے مقابلہ میں ہو، یہی اس کی مخالفت ہے اور اس کے ترک کرنے سے ہی حبیب کی موافقت حاصل ہو سکتی ہے۔

حضرت عمر بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "محبت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے دلوں کو جسموں سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور مقامِ قُرب میں رکھا اور روحوں کو دلوں سے سات ہزار سال پہلے پیدا فرما کر اُنس کے درجہ میں رکھا۔ باطنوں کو رُوحوں سے سات ہزار سال پہلے پیدا فرما کر وصل کے مقام میں رکھا اور ہر روز تین سو ساٹھ بار اپنے جمال کے ظاہر کرنے سے باطن پر تجلی فرمائی اور تین سو ساٹھ بار نظرِ عنایت فرمائی اور محبت کا کلمہ رُوحوں کو سنایا اور اپنے تین سو ساٹھ لطیفے دل پر ظاہر کیے۔ یہاں تک کہ سب نے عالم میں نگاہ کی تو اپنے سے بڑھ کر باعزت اور کسی کو نہ پایا۔ جس کے باعث ان میں غرور اور فخر پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سبب سے ان کا امتحان لیا اور بھید کو جان میں قید کر دیا، جان کو دل میں اور دل کو جسم میں بند کر دیا۔ پھر عقل کو ان میں ترکیب دی اور انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر ان کو احکام دیئے۔ تب ان میں سے ہر ایک اپنے مقام کا طالب ہوا۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز کا حکم فرمایا تو جسم نماز میں لگ گیا اور دل محبت سے وابستہ ہو گیا۔ جان قُربِ حق میں پہنچ گئی اور سرِ باطن نے وصلِ حق سے قرار پکڑا۔

الغرض محبت کا لطف مفہوم الفاظ وعبارات میں کبھی ادا نہیں ہو سکتا، کیونکہ محبت ایک حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہو سکتا۔ اگر سب اہلِ عالم چاہیں کہ محبت کو کھینچ کر زبردستی اپنے اندر پیدا کر لیں تو یہ ناممکن ہے اور اگر تکلف سے اس کو ہٹانا چاہیں تو بھی ہٹا نہیں



Marfat.com

سکتے۔ کیونکہ محبت خدا تعالیٰ کی بخششوں میں سے ایک ہے نہ کہ انسانی کسبوں میں سے ہے۔ اگر سب اہلِ علم اکٹھے ہو کر متفقہ کوشش کریں کہ محبت کو ایک ایسے شخص کے لئے حاصل کریں جو اس کا طالب ہے تو وہ ایسا بھی نہیں کر سکتے۔ اگر اس شخص کے دل سے دفع کرنا چاہیں جو اس کا اہل ہے تو بھی عاجز آ جائیں گے۔ کیونکہ محبت عطیہ الٰہی ہے اور آدمی لہو ولہب کرنے والا ہے اور لہو ولہب کرنے والا عطیہ الٰہی کو نہیں پا سکتا۔

## عشق کی حقیقت

عشق کے متعلق مشائخِ طریقت کے بہت سے اقوال ہیں اور اُن پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جا رہی ہے جو ذیل ہے۔

ایک گروہ نے بندہ کی طرف سے خدائے تعالیٰ کے عشق کو جائز رکھا ہے۔ لیکن خدائے تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے عشق کو جائز نہیں رکھا اور یوں کہا ہے کہ عشق اپنے محبوب سے روکنے کی صفت ہے اور بندہ حق تعالیٰ کے ملنے سے روکا گیا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ بندہ سے ملنے سے نہیں روکا گیا ہے۔ پس بندہ سے خدائے تعالیٰ کا عشق جائز ہے اور حق تعالیٰ سے بندہ کا عشق جائز نہیں۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ بندہ سے بھی خدائے تعالیٰ کا عشق جائز نہیں۔ کیونکہ عشق کا مطلب ہے کہ حد سے تجاوز کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ محدود نہیں۔

پھر متاخرین صوفیہ نے کہا ہے کہ عشق دونوں جہاں میں ذاتِ حق تعالیٰ کے ادراک کے طالب کے سوا کسی اور کے لئے درست نہیں اور حق تعالیٰ کی ذات کا ادراک



Marfat.com

احاطہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے اس کے ساتھ محبت اور اخلاص تو درست ہے، عشق درست نہیں۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ عشق آنکھ سے دیکھنے سے سوا ممکن نہیں اور محبت سننے سے جائز ہے۔ عشق چونکہ نظر سے ہوتا ہے اس لئے اس کا اطلاق حق تعالیٰ پر روا نہیں۔ کیونکہ دنیا میں اس کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا اور چونکہ حق تعالیٰ کی نسبت یہ ایک خبر تھی کہ وہ ایسا ہے، اس لئے ہر ایک نے اس کا دعویٰ کیا پس حق تعالیٰ کی ذات قابلِ ادراک اور محسوس نہیں تا کہ خلقت کا اس کے ساتھ عشق درست ہو چونکہ وہ اپنے افعال اور اپنی صفات سے اولیاء پر احسان کرنے والا ہے اس لئے اس کی محبت صفات سے درست ہے۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نے مستغرق کر دیا اور فراق کی حالت میں جب آپ نے پیراہن کی بُو ہی پائی تو آپ کی آنکھیں بینا اور روشن ہو گئیں اور جب زلیخا کو حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں فنا کا درجہ حاصل ہو گیا تو جب تک اس نے وصل نہیں پایا، دوبارہ بینائی نہیں پائی اور یہ طریق بہت ہی عجیب ہے کہ ایک تو ہوا اور خواہش کی پرورش کرتا ہے اور دوسرا ہوا اور خواہش کو چھوڑتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عشق کی ضد نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بھی ضد نہیں، اس لئے اس کا اطلاق اللہ پر جائز ہونا چاہئے۔ اس عشق کے متعلق لطیفے بہت ہیں مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

## محبت اور مشائخ کے رموز

محبت کی تحقیق میں مشائخ صوفیہ کے رموز اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو شمار



Marfat.com

کر سکیں اور البتہ ان کے اقوال میں سے چند اقوال کو بیان کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو اس سے تبرک حاصل کیا جا سکے۔

استاد ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "محبت یعنی محب کا اپنے کل اوصاف کو اپنے محبوب کی طلب میں محو کرنا اور محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو ثابت کرنا ہے۔" چونکہ محبوب باقی ہوتا ہے اور محب فانی، اس لئے محبت کی عزت کے لئے محبوب کی بقا کو اپنی نفی سے طلب کرتا ہے تا کہ مطلق ولایت اس کو حاصل ہو اور محبت کی صفت کا فانی ہونا محبوب کی ذات کے ثابت کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

(کشف المحجوب)

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "محبت یہ ہے کہ اپنے بہت کو تو تھوڑا جانے اور دوست کے تھوڑے کو بہت"۔ اور یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کا بندے کے ساتھ ہے کہ دنیا کی نعمت اور جو کچھ دنیا میں اس نے بندہ کو عطا کیا ہے، اس کو تھوڑا کہا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ دنیا کا سامان جو تمہیں دیا گیا ہے، وہ تھوڑا ہے) پھر اس تھوڑی سی عمر اور تھوڑی سی جگہ اور تھوڑے سے سامان کے ہوتے ہوئے ان کے تھوڑے سے ذکر کو بہت کہا۔ چنانچہ فرمایا ہے وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ (اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں) کہ اہلِ عالم جان لیں کہ حقیقی دوست اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ صفت مخلوق کے لئے درست نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی بندہ کو پہنچا ہے اس میں کوئی چیز تھوڑی نہیں اور بندہ کی طرف سے جو کچھ بھی ہے وہ سب



Marfat.com

تھوڑا ہے۔

شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "محبت یہ ہے کہ تو محبوب کی عبادات سے بغل گیر ہو اور اس کی مخالفت سے علیحدہ ہو" کیونکہ جب محبت دل میں قوی ہو جاتی ہے تو دوست کا فرمان بجالانا زیادہ آسان ہو جاتا ہے اور یہ ملحدین کے گروہ کا رَدّ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ محبت میں اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ بندگی اس سے اُٹھ جاتی ہے اور یہ محض بے دینی ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ عقل کی صحت کا حالت میں بندہ سے تکلیف کا حکم ساقط ہو جائے، اس وجہ سے کہ سب امّت کا اجماع ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

حضرت سمنون المحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دوستانِ الٰہی دنیا و آخرت کی ساری بزرگی لے گئے ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی قیامت میں اس شخص کے ساتھ ہوگا جسے وہ دوست رکھتا ہے"۔ پس دوستانِ حق دنیا و عقبیٰ میں حق کے ساتھ ہونگے اور جو حق تعالیٰ کے ساتھ ہو اس کے لئے خطا روا نہیں۔ پس دنیا کا شرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اور آخرت کا شرف یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہوں۔

## جود و سخا کے بیان میں

حضور رسول کریم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ:- "اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ وَ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ



Marfat.com

قَرِیبٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَعِیدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ" (سخی آدمی بہشت سے بہت قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے جبکہ بخیل آدمی دوزخ کے قریب ہے اور بہشت سے دور) اور نیز فرمایا کہ :- "کَافِرٌ سَخِیٌّ عِنْدَاللّٰہِ اَفْضَلُ مِنْ مُّؤْمِنٍ بَخِیْلٍ" (سخی کافر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، بخیل مومن سے اچھا ہے) اور علماء کے نزدیک مخلوقات کی صفات میں جود و سخا دونوں الفاظ ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کو جواد کہا جاتا ہے، سخی نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ جواد کے متعلق توقیف (حق تعالیٰ کا اپنے بندوں کو کسی امر سے واقف کرنا اور اس امر کو وحی کے ذریعہ متعین کرنا توقیف ہے) موجود ہے اور سخی کے متعلق توقیف ثابت نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سخی کے نام سے نہیں پکارا ہے۔

نیز حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہیں آئی ہے اور تمام امت اور اہل سنت کے اجماع سے یہ بات روا نہیں کہ کوئی شخص اللہ جل شانہ، کا عقل و لغت کی رُو سے کوئی ایسا نام رکھے جس پر کتاب وسنت گواہ نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ عالم ہے اور اجماعِ امت سے اس کو عالم کہنا چاہیئے۔ لیکن عاقل اور فقیہہ نہیں کہنا چاہیئے اگر چہ یہ تینوں نام مترادف ہیں اور ایک ہی معنی استعمال ہوتے ہیں۔ عالم چونکہ ایک توقیفی اسم ہے، اس وجہ سے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز سمجھا گیا ہے اور عاقل اور فقیہہ چونکہ توقیفی نہیں، یعنی کتاب وسنت سے ثابت نہیں ہے اس لئے ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نا جائز قرار دیا گیا ہے۔

بعض لوگوں نے جود و سخا کے درمیان فرق کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ سخی وہ



Marfat.com

ہے جو سخاوت میں اپنے پرائے کی تمیز کرے اور جو کچھ کرے وہ دینوی غرض یا سبب سے وابستہ ہو اور سخاوت میں یہ ابتداء کا مقام ہے۔ اور جواد وہ ہوتا ہے جو بخشش کرتے وقت اپنے پرائے کی تمیز نہ کرے اور اس کی سخاوت بے غرض اور بے لوث ہو اور اس سلسلہ میں دو پیغمبروں کا حال بیان کیا جاتا ہے۔ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو۔

ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے "خلیل اللہ" فرمایا ہے اور دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے "حبیب اللہ" فرمایا ہے۔

صحیح احادیث میں آیا ہے کہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب تک کوئی مہمان نہ آجائے کچھ نہ کھاتے تھے۔ ایک دفعہ تین روز تک کوئی شخص نہ آیا۔ آخر ایک آتش پرست آپؑ کے دروازے پر آگیا۔ آپؑ نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں آتش پرست ہوں۔ آپؑ نے فرمایا، چلا جا، تُو میری مہمانی اور مہربانی کے لائق نہیں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ پر عتاب نازل ہوا۔ فرمایا جس شخص کی میں ستر سال سے پرورش کر رہا ہوں، تجھے اتنا بھی گوارہ نہ ہوا کہ اسے ایک وقت کی روٹی دے دیتا۔

لیکن اس کے برعکس جب حاتم کا بیٹا عدی (کافر تھا) سید عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور ﷺ نے اپنی چادر اٹھا کر اس کے نیچے بچھادی اور فرمایا:- "اذا اتا کم کریم قوم فاکرموہ" (جب تمہارے پاس کسی بھی قوم کا کوئی شریف آدمی آجائے تو اس کی تکریم کرو) پس حضرت ابراہیم



Marfat.com

علیہ السلام نے بخشش میں اپنے پرائے کی تفریق کی اور غیر مذہب والے کو ایک رو
دینا بھی گوارہ نہ کیا۔ اس کے برعکس حضور ﷺ نے اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ کی او
نبوّت کی چادر کو کافر کا فرش بنا دیا۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام سخاوت
تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کا مقام جُود تھا۔

روایت ہے کہ نیشاپور میں ایک سوداگر تھا جو ہمیشہ حضرت ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ
کی مجلس میں رہتا تھا ایک دن حضرت شیخ نے کسی کے لئے کچھ طلب کیا۔ "سوداگر نے
خود بیان کیا ہے کہ میرے پاس اس وقت ایک دینار اور ایک قراضہ (چاندی کا چھوٹا
سکہ) تھا۔ پہلے تو جی میں آیا کہ دینار دے دوں لیکن پھر خیال آیا کہ قراضہ دینا
چاہئے۔ چنانچہ میں نے قراضہ دے دیا۔ جب حضرت شیخ باتیں کرنے لگے تو میں نے
موقعہ پا کر پوچھا کہ کیا یہ بات روا ہے کہ کوئی شخص حق تعالیٰ سے معارضہ کرے؟ حضرت
شیخ نے فرمایا، تو نے البتہ معارضہ کیا ہے کہ اس نے تو کہا تھا کہ دینار دے دو مگر تُو نے
قراضہ دیا۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ ابوعبداللہ محمد رودباری رحمتہ اللہ علیہ ایک مرید کے گھر میں
داخل ہوئے۔ مرید موجود نہ تھا۔ آپؒ نے فرمایا "اس گھر کا سارا سامان بازار میں لے
جائیں اور سب فروخت کر کے اللہ کی راہ میں دے دیں۔ جب مرید آیا تو اس بات
سے بہت خوش ہوا اور شیخ کی خوشنودی کے تحت کچھ نہ کہا۔ مگر جب اس کی عورت آئی تو
اس معاملہ کو دیکھ کر گھر کے اندر چلی گئی اور اپنے کپڑے اتار کر باہر پھینک دئے اور کہنے
لگی کہ یہ بھی گھر کے سامان میں سے ہیں اور ان کا بھی یہی حکم ہے۔ خاوند نے اس کو پکار



Marfat.com

کر کہا کہ تو نے جو یہ تکلّف کیا ہے، یہ فعل تو نے اپنے ذاتی اختیار سے کیا ہے۔اس میں شیخ کا حکم شامل نہیں ہے۔عورت نے کہا بھلے آدمی! جو کچھ شیخ نے کیا، وہ جُود تھا۔اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی تکلیف اٹھا کر جُود کریں ، خاوند نے کہا ہاں یہ درست ہے۔لیکن جب ہم نے شیخ کو اپنے لئے تسلیم کر لیا ہے تو ان کا یہ کام ہماری طرف سے عین جُود ہوُا ہے۔" چنانچہ مرید کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنی ملک اور نفس کو امرِ الٰہی کی موافقت میں خرچ کرے۔"

شیخ ابو مسلم فارسی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا گیا ہے کہ ایک دفعہ میں نے ایک جماعت کے ساتھ حجاز جانے کا ارادہ کیا تو حلوان کے گردونواح میں کُردوں نے ہمارا راستہ روک لیا اور ہمارے چیتھڑے ہم سے چھین لئے۔مگر ہم نے ان سے کچھ جھگڑا نہ کیا بلکہ ان کی دلجوئی کی۔اندریں حالات ہمارے درمیان میں سے ایک شخص جو سخت بے قراری کا اظہار کر رہا تھا جسے دیکھ کر ایک کُرد نے اس پر تلوار سونت لی اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ہم سب نے کُرد کے پاس اس کی سفارش کی تو اس نے کہا کہ یہ روا نہیں کہ میں اس جھوٹے آدمی کو زندہ چھوڑ دوں۔ میں تو اس کو ضرور قتل کرونگا۔ہم نے اس کے قتل کرنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا، کیونکہ یہ صوفی نہیں اور اولیاء کی صحبت میں خیانت کر رہا ہے۔ایسے شخص کا نہ ہونا ہی بہتر ہے۔میں نے کہا، وہ کیسے، اس نے کہا۔ اس لئے کہ صوفیوں کے لئے سب سے کم درجہ جُود کرنا ہے اور اس کی گدڑی میں چند ٹکڑے بندھے ہیں۔اس لئے یہ شخص صوفی نہیں ہو سکتا جو اپنے دوستوں سے اتنا جھگڑا کرتا ہے۔ہم لوگ کئی سال سے تمہارا ہی کام کر رہے ہیں۔یعنی تمہیں راستہ میں لوٹ



Marfat.com

کر دنیا کے تعلقات کو تم سے قطع کر دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا ایک دفعہ کسی نخلستان کے پاس لوگوں کی ایک جماعت پر گزر ہوا اور ایک حبشی غلام کو دیکھا جو بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا۔ اتنے میں ایک کتا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ غلام نے ایک روٹی نکال کر اسے دے دی اور اسی طرح دوسری اور تیسری بھی اُس کے آگے ڈال دی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس جا کر فرمایا اے غلام! تیری ہر روز کی خوراک کتنی ہے؟ اس نے کہا بس اتنی ہی جتنی کے آپ نے دیکھ لی ہے۔ آپؓ نے فرمایا پھر تو نے ساری خوراک کتے کو کیوں دے دی؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ یہ جگہ کتوں کی نہیں ہے اور وہ کہیں دور سے اس امید پر آیا ہے۔ چنانچہ میں نے خود اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اس کی تکلیف کو ضائع کروں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس کی یہ بات پسند آ گئی اور اس غلام کو بھیڑ بکریوں اور کھجوروں کے باغ کے ساتھ خرید لیا اور پھر اللہ کی راہ میں اس کو آزاد کر دیا۔ فرمایا کہ یہ بھیڑ بکریاں اور باغ بھی میں نے تجھ کو بخش دیا ہے۔ غلام نے آپؓ کو دعا دی اور بھیڑ بکریوں کو اللہ کی راہ میں دے کر وہاں سے چلا گیا۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر گیا اور کہنے لگا کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے میرے ذمہ چار سو درہم چاندی کے واجب الادا قرض ہیں۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اس چاندی کے چار سو درہم دے دینے کا حکم فرمایا اور روتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے۔ لوگوں نے پوچھا اے پیغمبر ﷺ کے بیٹے آپ روتے کیوں ہیں؟ آپؓ نے فرمایا، اس



Marfat.com
Marfat.com

لئے کہ پہلے سے اس شخص کا حال دریافت کرنے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے اور آخر کار اس کو خود آ کر سوال کرنے کی ذلت اٹھانا پڑی۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ شاہِ حبش نے آپ کو دو سیر مُشک بھیجا تو آپ ﷺ نے ایک ہی بار اس کو پانی ڈال کر اپنے اور دوستوں کے جسموں پر مل دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی جو بھیڑ بکریوں سے پُر تھی بخش دی۔ جب وہ شخص اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا تو کہنے لگا۔ اے قوم! مسلمان ہو جاؤ کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بخشش فرماتے ہیں کہ اپنی مفلسی سے بھی نہیں ڈرتے۔

☆☆☆☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# سبع انفاس کا بیان

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ؕ

اللہ تعالیٰ نے انسانی قالب میں عقل، قلب و روح کی طرح "نفس" کو بھی ایک مستقل جوہر کے طور پر پیدا فرمایا ہے۔ اس کی سات اقسام ہیں ۔ ہر نفس کے الگ خواص اور صفات ہیں اور الگ الگ اثرات ہیں جو انسانی طبیعت و مزاج، عادات و خصائل اور اخلاق و اعمال سے معلوم ہوتے ہیں۔ مزید برآں نفس خود بھی مذکورہ بالا احوال و اخلاق کی تشکیل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کی روحانی ترقی کے لئے تمام تر ریاضت "تزکیہ نفس کی صورت میں مطلوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی نفس کی اصلاح و تطہیر کی محنت کو "جہادِ اکبر" سے تعبیر فرمایا ہے۔

نفس کی اقسام:۔

۱۔ نفس امّارہ ۲۔ نفس لوّامہ ۳۔ نفس ملھمہ ۴۔ نفس مطمئنّہ

۵۔ نفسِ راضیّہ ۶۔ نفس مرضیّہ ۷۔ نفسِ کاملہ (صافیہ)

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ا۔ نفسِ امّارہ

یہ سب سے زیادہ گناہوں کی طرف راغب کرنے والا ہے اور دینوی رغبتوں کی طرف کھینچ لے جانے والا ہے۔ فواحش، منکرات، لذات، شہوات اور جملہ بدکاریوں کی طرف بھی یہی نفس راغب کرتا ہے۔

اس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ بے شک نفس یقیناً برائی کا بڑی شدت سے حکم دینے والا ہے۔

## نفس امّارہ کی صفات

نفس امّارہ کی صفات میں بخل، کنجوسی، حرص، لالچ، بدی، شہوات پرستی، بیوقوفی، بغض وکینہ، حسد وعناد، جہالت وغفلت، سُستی وکاہلی، غصہ، غیض وغضب، غیبت وچغلی اور عیب جوئی وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے کسی ایک صفت کا پایا جانا بھی نفس اّمارہ پر دلالت کرتا ہے یہاں قرآن مجید سے بطور نمونہ نفس امارہ کی فقط دو ایک صفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُکُمُ اسۡتَکۡبَرۡتُمۡ "تو کیا (ہوا) جب بھی کوئی پیغمبر وہ احکام لے کر آیا جنہیں تمہارے



Marfat.com
Marfat.com

(البقرۃ ۲-۱۳۰)

نفس نہیں چاہتے تھے تو تم نے تکبر اختیار کرلیا "

یہاں نفس آمارہ کی نمایاں صفت " تکبر " بیان کی گئی ہے اور انکار حق کا واقع ہونا بھی اسی نفس کے باعث بیان کیا گیا ہے۔

وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّةِ اِبۡرَاهِیۡمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ

(البقرۃ۲-۱۳۰)

"اور دین ابراہیمؑ سے وہی شخص ہی روگردانی اختیار کرتا ہے جس کا نفس جہالت اور بے وقوفی کی صفت رکھتا ہو"

## خواب میں نفس اماّرہ کی مثالی صورتیں

ہر نفس کی حالت، سالک اور طالب راہِ حق کو بڑی آسانی سے بذریعہ خواب معلوم ہوسکتی ہے۔ ہر نفس اپنی اپنی حالت اور کیفیت کے غلبہ کے لحاظ سے کسی خاص مثالی شکل میں دکھائی دیتا ہے۔ بہت سے لوگ اپنے نفس کو خواب میں متشکل دیکھتے ہیں۔ مگر انہیں اس راز کا علم نہیں ہوتا کہ یہ دکھائی دینے والی شکل عالم مثال میں میرے نفس کی حالت ہے اگر اُس کو ان مثالی صورتوں کا علم ہو جائے تو انسان کی اپنے نفس کی پہچان آسان ہو جاتی ہے۔

نفس امارہ کی چند مثالی صورتوں میں سے خنزیر، کتا، ہاتھی، سانپ، گدھا، بچھو، چوہا، پسو جوں اور چڑیا وغیرہ ہیں خواب میں یہ صورتیں نفس امارہ کی دلالت کرتی ہیں۔



Marfat.com
Marfat.com

اسی طرح اگر سالک خواب میں بیت الخلاء، اصطبل، شراب، بھنگ، افیون یا اس سے مثالی کوئی نشہ آور شے، گندا پانی، کیچڑ، ٹھہرا ہوا پانی مثلاً تالاب یا جوہڑ یا سیاہ یا مٹیالے رنگ کا چلتا ہوا پانی وغیرہ دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ اس کے نفس امارہ کی خاصیتیں ہیں۔ جو مذکورہ بالا صورتوں میں متشکل ہو کر نظر آ رہی ہیں اور یہ میری روحانی حالت اور نفس کے مقام کی طرف اشارہ ہے۔

## نفس امّارہ سے خلاصی پانے کے لئے مؤثر ذکر

نفس امّارہ سے خلاصی پانے کے لئے مؤثر ذکر "لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ" ہے اس کا عدد پانچ لاکھ ہے۔ اس ذکر کو مطابق اجازت پوری پابندی کے ساتھ پانچ لاکھ مرتبہ مکمل کیا جائے۔ اس کے ساتھ جملہ فرائض و واجبات کی پابندی اور احکام شریعت کی مکمل پاسداری اور ممکنہ نفلی عبادات، توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کے معمولات جاری رکھے جائیں۔

## عددِ ذکر بصورت خلوت

اگر نفس امارہ اور اس کی صفات سے خلاصی پانے کے لئے سالک عام معمولاتِ زندگی کو چھوڑ کر "خلوت" اختیار کرنا چاہے تو خلوت کی صورت میں اس کا عدد فقط ستر ہزار ہے اور ذکر کا اسم فقط "لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" رہے گا۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۲- نفس لوّامہ

یہ دوسرا نفس ہے، انسان جب نفس "امّارہ" کے دائرے سے نکل آتا ہے تو "لوّامہ" کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اس مقام پر دل میں نور پیدا ہو جاتا ہے جو باطنی طور پر ہدایت کا باعث بنتا ہے۔ جب نفس لوّامہ کا حامل انسان کسی گناہ یا زیادتی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو اس کا نفس اسے فوری طور پر سخت ملامت کرنے لگتا ہے، اسی وجہ سے اسے لوّامہ (سخت ملامت کرنے والا) کہتے ہیں۔ یہ اچھا نفس ہے، یہ نہ صرف نیکی اور بدی میں تمیز کرتا ہے بلکہ اپنے داخلی نور کے باعث بدی سے بھی نفرت پیدا کرتا ہے۔

باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نفس کی قسم کھائی ہے۔

لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ "میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا
وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ہوں اور میں نفس لوّاما کی قسم کھاتا
(القیامہ-۷۵:۱۱-۱۲) ہوں"

یہ نفس صالحین کو نصیب ہوتا ہے۔ علمائے عاملین بھی اسی نفس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ درج ذیل آیت کریمہ میں بھی اسی نفس کی طرف اشارہ ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ "پس جو شخص اپنے رب کے حضور



Marfat.com
Marfat.com

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى

کھڑا ہونے سے خائف ہوا اور اس نے نفس کو بری خواہش سے روکے رکھا تو اس کا مسکن یقیناً جنت ہی ہوگا۔"

اسی طرح قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں یہ فرمان الٰہی توجہ طلب ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:-

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِىْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ
(یوسف۱۲......۵۳)

"اور میں اپنے نفس کی صفائی نہیں دیتا بے شک نفس تو برائیوں کی طرف ہی کھینچ کر لے جانے والا ہوتا ہے۔ سوائے اس (نفس) کے جس پر میرے رب نے رحم فرما دیا۔ (سو وہ برائیوں سے بچ جاتا۔)"

## نفس لوّامہ کی صفات

نفس لوّامہ کی صفات میں حلال کی رغبت، لوگوں کے لئے نفع بخشی، دوسروں کا بوجھ اٹھانا، لغویات سے گریز اور پسندیدہ اخلاق شامل ہیں۔ ان کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ اس درجہ میں بلند ہونے کے باوجود نفس لوّامہ میں بعض رذائل اور ناپسندیدہ صفات موجود رہتی ہیں۔ اس لئے اس کا تزکیہ بھی نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ



Marfat.com
Marfat.com

اس کی صفات میں مکروفریب، ہواوہوس، خود بینی وخود پسندی، تکبّر، اعتراض، قہروجبراور خواہشات نفسانی بھی شامل ہیں۔

## خواب میں نفس لوّامہ کی مثالی صورتیں

خواب میں نفس لوّامہ کی چند مثالی شکلوں میں بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ، مچھلی، کبوتر، بطخ، مرغی، درخت، کھجور، پکاہوا کھانا، پھل اور میوے، سلاہوا کپڑا، بغیر زین کے گھوڑا، بجھاہوا چراغ، لالٹین یا شمع، پکی ہوئی روٹی، دکانیں، عمارتیں یا محلات، شہد، گنا یا شربت وغیرہ شامل ہیں۔ان میں سے کوئی چیز بطور خاص دکھائی دے تو اس کی دلالت "نفس لوّامہ" پر ہوگی۔

## نفس لوّامہ سے آگے ترقی کے لئے مؤثر ذکر

نفس لوّامہ سے خلاصی پا کر آگے ترقی کرنے کے لئے مؤثر ذکر کا اسم "اللّٰہ" (اسم ذات) ہے۔ "یَـااَللّٰه" کے طور پر ذکر کرنا زیادہ مفید ہے۔اس کا عدد بھی پانچ لاکھ ہے۔اسے بھی مذکورہ بالا طریقہ سے مکمل کیا جائے اور دیگر شرائط اور شرعی پابندیوں کا لحاظ برقرار رکھا جائے۔تو سالک اس نفس سے گلوخلاصی پا کر اگلے دائرہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔اس ذکر کے دوران دو توجہات کا ذکر خاصا مفید ثابت ہوگا۔

۱۔ یَا نُوْرُ یَا اَللّٰه ۲۔ یَا هَادِیُ یَا اَللّٰه

اسم ذات " اللّٰه "اصل اسم ہے جس کا وِرد کرنا مقصود ہے اس میں توجہ کے فروغ کے لئے مذکورہ بالا اسماء کی تسبیحات بھی کی جائیں۔ان کے انوار حصول مراد میں



Marfat.com
Marfat.com

نہایت مفید ہونگے۔

## عددِ ذکر بصورتِ خلوت

اگر سالک اس ریاضت ذکر کے لئے "خلوت" اختیار کرنا چاہئے تو بصورتِ خلوت ذکر "اللہ" کا مطلوبہ عدد ساٹھ ہزار ہوگا اور اسی پر اکتفا کرنا کافی ہے۔

☆☆☆

# ۳۔ نفس ملھمہ

یہ تیسرا نفس ہے، جب انسان لوّامہ کے دائرہ سے نکل آتا ہے تو "ملھمہ" کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ یہ دل میں نیکی اور اطاعت کے خیالات ڈالتا یعنی الہام کرتا ہے۔ اسی نیک الہام کے عمل کے باعث اسے ملھمہ کہتے ہیں۔ جس طرح نفس لوّامہ اپنے داخلی نور کے باعث بدی سے نفرت پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح نفس ملھمہ اپنے داخلی نور کے فیض سے دل اور طبیعت میں نیکی اور اس سے نیکی کی طرف طبیعت کے میلان اور شوق میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

طبیعت نیکی سے اس طرح مانوس ہو جاتی ہے کہ نیکی کے ترک کرنے سے اس میں مایوسی اور غم کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا ازالہ پھر اعمال صالحہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

## نفس ملہمہ کی صفات

نفس ملہمہ کی نمایاں صفات میں سے قناعت، سخاوت، علم، تواضع، انکساری، توبہ، صبر، تحمل، برداشت اور خلوص ہیں۔ گویا اس مقام پر نفس کی صفات میں فضائلِ اخلاق اور خصائلِ حسنہ نمایاں ہو جاتے ہیں۔

## خواب میں نفس ملہمہ کی چند مثالی صورتیں

خواب میں کسی کافر، ملحد، بے دین، فاسق، فاجر یا کسی بدعقیدہ شخص کو دیکھنا نفس ملہمہ پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح داڑھی منڈا، لنگڑا، بہرا، گونگا، مست، مدہوش، ہیجڑا، غلام یا آزاد شدہ غلام کو دیکھنا بھی نفس ملہمہ کی مثالی شکلوں میں سے ہے۔

## ایک اہم وضاحت طلب نکتہ

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ ہر نفس کے حامل کے گناہ اور خرابیاں اس کے مقام و مرتبہ کی مناسبت سے ہوتی ہیں۔ بزرگانِ دین نے فرمایا ہے "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" (نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب بندوں کے گناہ ہوتے ہیں) یعنی وہ لوگ جنہیں بارگاہِ الٰہی میں درجہ مقربیت سے نوازا گیا ہو اگر وہ بھی نیکیوں اور اعمال پر اکتفاء اور قناعت کر بیٹھیں جو عام نیک لوگوں کی نیکیاں ہوتی ہیں جنہیں ان سے نچلے درجے کے لوگ انجام دیا کرتے ہیں تو یہ نیکیاں بھی اس مقام و مرتبہ کے تقاضے کے لحاظ سے اس کے حق میں گناہ تصور ہونگی۔ اسی طرح اگر ان کے



Marfat.com
Marfat.com

نفس میں جو کہ "نفسِ لوّامہ" سے بھی ایک درجہ بلند ہے، معمولی رذائل بھی رہ جائیں گے تو وہ عالم مثال میں بڑے گناہوں اور بڑی خرابیوں کی شکل میں ظاہر ہونگے۔

## نفس ملھمہ سے آگے ترقی کرنے کیلئے مؤثر ذکر

نفس ملھمہ سے خلاصی پا کر اگلے دائرہ میں داخل ہونے کے لئے مؤثر ذکر کا اسم "ھُــو" اس کا عدد بھی پانچ لاکھ ہے۔ اسے متذکرہ طریقہ سے مطابق اجازت مکمل کیا جائے۔ اس دوران دیگر شرائط کی پاسداری کے ساتھ بطور خاص دنیاوی تعلقات میں محو ہونے سے ممکنہ حد تک کمی کی جائے اور عبادت وریاضت کی کثرت کی جائے۔ اس کی تفصیلات وقت آنے پر اپنے مرشد ومربی سے معلوم کی جائیں۔

اس وِردکو" یَـا ھُـوَ اَنْتَ ھُو" کی توجہ سے پڑھنا زیادہ مفید ہے۔ بہتر ہے کہ تسبیحات انہی کلمات سے مکمل کی جائیں۔

اس کے علاوہ" یَـا مَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُو " کی تسبیحات بھی ساتھ ساتھ کی جائیں اس سے مزید فروغ نصیب ہوگا۔

## عدِ دذکر بصورت خلوت

اگر سالک اس ریاضتِ ذکر کے لئے "خلوت" اختیار کرے تو بصورت خلوت مطلوبہ عدد فقط پچاس ہزار ہے۔

............ ☆☆☆ ............



Marfat.com
Marfat.com

# ۴۔ نفس مطمئنہ

یہ چوتھا نفس ہے جو ہر بُری خصلتوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ نیک و پاکیزہ خصائل سے متصف ہو جاتا ہے اور بارگاہِ الٰہی سے اپنا ربط و تعلق قائم کر کے حالتِ اطمینان پر فائز ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے "نفسِ مطمئنہ" کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے اس نفس کے متعلق یوں ارشاد فرمایا۔

يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ

"اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔"

(الفجر ۸۹۔ ۲۷،۲۸)

"نفسِ مطمئنہ" اولیاء اللہ کا نفس ہے اور یہی ولایتِ صغریٰ کا مقام ہے۔ اس کے تحقق سے "فنافی الرسول" کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ اس کی حقیقت اس طرح ہے کہ جب کسی شخص میں عطاء الٰہی سے ریاضات و مجاہدات سے کسی طور پر ملکوتی قوت کا زور ہو جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں بہیمی قوت بالکل زیر ہو جاتی ہے۔ اس طرح کہ اس کا کہیں وجود بھی نہ تھا تب اس شخص کا قلب "روح" کے درجہ میں چلا جاتا ہے اور نفس "قلب" کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور قلب کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی سے اطمینان پا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ "آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے ذکر سے ہی قلب اطمینان پاتے ہیں۔" (الرعد ۱۳-۲۸)

نفس جب "قلب" کے مقام پر آتا ہے تو قلب پہلے ہی ذاکر یعنی یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے کیونکہ وہ "امارہ" کے دائرہ سے نکل کر "لوامہ اور ملھمہ" کے مقامات سے بھی ترقی کر چکا ہوتا ہے۔ سو جوں جوں قلب یادِ الٰہی سے سیراب ہوتا ہے۔ اس کا تمام تر اطمینان "نفس" کی مستقل حالت بنتا چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نفس بھی "قلب" میں بدل کر "نفس مطمئنہ" ہو جاتا ہے۔

جہاں تک قلب کا تعلق ہے وہ بیان ہو چکا ہے کہ اسے "مقامِ روح" مل جاتا ہے۔ قلب کے روح بن جانے سے اسے تزکیہ نفس کیلئے غیر معمولی مجاہدات و ریاضات کی حاجت نہیں رہتی، وہ معمول کی اطاعات و عبادات سے بھی اپنا تزکیہ و مقام بحال و برقرار رکھ سکتا ہے۔ البتہ وہ اگلے درجات کے لئے ریاضات جاری رکھتا ہے۔

## نفس مطمئنہ کی صفات

اس کی صفات عفوودرگذر، بخشش و عطا، توکل، حلم و بردباری، عبادت گزاری اور شکرورضا خاص طور پر نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔

## خواب کی مثالی صورتیں

نفس مطمئنہ کے لئے خواب میں درج ذیل مثالی صورتیں قابلِ ذکر ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت، نبی اللہ کی زیارت یا کعبۃ اللہ، مسجدِ نبوی، مدینہ منورہ یا بیت



Marfat.com
Marfat.com

المقدس کی زیارت، یا کسی بادشاہ، قاضی، عالم، یا مشائخ و بزرگوں کی زیارت، کسی جامع مسجد، مدرسہ، صالح لوگوں کے مکان یا قیام گاہ کی زیارت یا اسی طرح دیگر مبارک مقامات کی زیارت، مزید برآں، تیر، کمان، تلوار، خنجر بندوق یا کتابیں وغیرہ۔ اگر اپنے نفس کی دریافت احوال کے ضمن میں مذکورہ بالا چیزوں میں سے کچھ دیکھے تو یہ "نفس مطمئنہ" پر دلالت کرتی ہیں۔

## نفس مطمئنہ کے مقام پر مؤثر ذکر

اس کے لئے مؤثر ذکر اسم "حق" ہے اس کا ذکر درج ذیل طریقہ پر کیا جائے

" یَا حَقُّ اَنْتَ الْحَق "اس میں توجہ کے فروغ کے لئے۔

۱۔ یَا مُجِیْبُ اَنْتَ الْحَق ۲۔ یَا مُغِیْثُ اَنْتَ الْحَق

کے اذکار مفید ہیں۔ اس کا عدد بھی پانچ لاکھ ہے۔

## عددِ ذکر بصورت خلوت

اگر سالک ریاضت ذکر کے لئے "خلوت" اختیار کرے تو اس صورت میں ذکر کا عدد چالیس ہزار ہے۔



Marfat.com
Marfat.com

# ۵۔ نفس راضیہ

یہ پانچواں نفس ہے۔ بعض مشائخ وصوفیاء نے نفس مطمئنہ کے بعد بقیہ نفوس کا الگ سے ذکر نہیں کیا۔ ان کے نزدیک راضیہ، مرضیہ، صافیہ اور کاملہ سب نفس مطمئنہ ہی کی اعلیٰ حالتیں اور صفتیں ہیں۔ چونکہ ان کے خواص اور احوال سابقہ نفوس کی طرح بدلتے چلے جاتے ہیں اس لئے انہیں بھی الگ اقسامِ نفس کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔ یوں تو بعض صوفیاء نے نفس کی مختلف اقسام کی بجائے مطلقاً "نفس" کو ایک ہی مانا ہے۔

"نفس راضیہ" یہ وہ نفس ہے جس میں باری تعالیٰ کے جملہ فیصلوں پر اور اس کی مشیّت کے تمام احکام پر راضی اور خوش ہونے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ معاملات ظاہراً موافق ہوں یا مخالف، خواہ نقصان اور تکلیف کا پہلو بھی واضح اور نمایاں ہو مگر یہ نفس اسے امرِ الٰہی سمجھ کر نہ صرف قبول کر لیتا ہے بلکہ اپنے اندر خوشگواری اور مسرت و فرحت کی کیفیت کو بدستور برقرار رکھتا ہے۔

سو اس کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے کے باعث اسے "نفسِ مرضیہ" کا نام دیا گیا ہے اسی کا ذکر نفس مطمئنہ کے ساتھ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً "اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ اس



Marfat.com
Marfat.com

(الفجر ۸۹-۲۸)

حال میں کہ تو اس سے راضی ہو۔"

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب بارگاہِ الٰہی میں بیٹے کے لئے دعا کی اور ساتھ ہی عرض کیا!

وَاجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيًّا

(مریم ۱۹-۲)

"اور میرے رب! اسے اپنی رضا کا عامل بنانا یعنی وہ ہر حال میں تجھ سے راضی رہے۔

## نفس راضیہ کی مثالی صورتیں

اس کی صفات میں سے نمایاں صفات ذکر و فکر، زہد و ورع، ریاضت و مجاہدہ، تقویٰ و پرہیزگاری، عشقِ الٰہی، ترک ماسویٰ اللہ، وفا اور کرامات ہیں۔

بصورت خواب ان کی مثالی صورتوں میں فرشتوں، حوروں، جنت، براق، غلمانِ جنت، زیورات اور جنتی پوشاکوں وغیرہ کا دیکھنا شامل ہیں۔ اسی طرح چاند اور سورج کا دیکھنا بھی نفسِ مرضیہ پر دلالت کرتا ہے۔

ان کی تعبیرات میں یہ ہے کہ ملائکہ، جنت یا حور و غلمان کا دیکھنا عقل کامل اور قربِ الٰہی پر دلالت کرتا ہے اور سورج اور چاند کا دیکھنا معرفت الٰہی کے ملنے کی خوشخبری ہے کہ انشاء اللہ یہ نعمت عطا کی جائے گی۔

## نفس راضیہ کے مقام پر مؤثر ذکر

اس کے لئے مؤثر ذکر کا اسم "حی" ہے۔ اس کا عدد بھی پانچ لاکھ ہے۔ اس



Marfat.com
Marfat.com

کی تسبیحات " یَا حَیُّ اَنْتَ اَلحَیُّ " کے کلمات کے ساتھ کی جائیں۔

اس ذکر میں توجہ کے فروغ کے لئے درج ذیل اذکار مفید ہیں۔

۱۔ یَا جُمِیْلُ اَنْتَ الْحَیُّ ۲۔ یَا عَظِیْمُ اَنْتَ الْحَیُّ

۳۔ یَا عَلِیُّ اَنْتَ الْحَی

**عددِ ذکر بصورت خلوت**

اسی طرح اگر اس ریاضتِ ذکر کے لئے "خلوت" اختیار کی جائے تو اس صورت میں اس کا ذکر عدد تیس ہزار ہوگا۔

☆☆☆

# ۶۔ نفس مرضیہ

یہ چھٹا نفس ہے اور یہی نفس کا سب سے کامل درجہ ہے۔ جب انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے لگتا ہے تو اس کے مقام رضا میں لغزش یا تنزل نہیں آتا تو مقام کی یہی استقامت اسے "مرضیہ" کے درجہ پر فائز کر دیتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب اللہ سے راضی ہونے کی توفیق بھی اس وقت نصیب ہوتی ہے جب اللہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ گویا نفس کا اللہ جل شانہ، سے راضی ہو جانا "مقامِ ارضیہ" ہے اور اللہ کا اس نفس انسانی سے راضی ہونا "مقامِ مرضیہ" ہے اور یہ دونوں باہم لازم وملزوم



Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔

"مرضیہ" کا بیان بیعتِ رضوان میں شامل صحابہ کرامؓ کی شان میں آیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْیُبَا یِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

(الفتح ۴۸-۱۸)

"بے شک اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جب انہوں نے (اے نبی کریم) آپ کے دستِ مبارک پر درخت کے نیچے بیعت کی"۔

اسی طرح "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ" میں مقامِ مرضیہ اور مقامِ راضیہ دونوں کا ذکر اکٹھا ہے اور اس آیت میں جہاں نفس مطمئنہ کو خطاب فرمایا گیا ہے اسی ترتیب سے دونوں مقابات کا ذکر ہے۔ کہ مرضیہ مقامِ راضیہ کے بعد آتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

یَااَیَّھَا النَّفْسُ مُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً

(الفجر ۸۹-۲۷-۲۸)

"اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ آ اپنے رب کی طرف، اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہو، اور وہ تجھ سے راضی ہو"۔

سیدّنا اسماعیل علیہ السلام کے مقام مرضیہ کا بیان قرآن مجید میں یوں آیا ہے۔

کان یا مر اھلہ با الصلوۃ "وہ اپنے اہل وعیال کو نماز وزکوٰۃ کا حکم



Marfat.com
Marfat.com

| | |
|---|---|
| مرضا | فرماتے تھے اور اپنے رب کے حضور مقامِ |
| (مریم۔ ۱۹-۵۵) | مرضیہ پر فائز تھے۔(یعنی اللہ ان سے بہت راضی تھا)" |

## نفس مرضیہ کے مقام پر مؤثر ذکر

اس کے لئے مؤثر ذکر اسم "قیوم" ہے جسے " یَـــا قَیُّـوْمُ " کی تسبیحات کی صورت میں کیا جائے۔ فروغِ توجہ کے لئے ذیل اذکار مفید ہیں۔

۱۔ یاقَیُّوْمُ یاکَافِیُ ۲۔ یاقَیُّوْمُ یَا مُغْنِیُ

یَا قَیُّوْمُ یاقَادِرُ

## عددِ ذکر بصورت خلوت

تعداد "یَا قَیُّوْمُ" کے ذکر کی بھی پانچ لاکھ ہے مگر خلوت میں وظیفہ مکمل کرنا ہو تو اس کا عدد بیس ہزار ہوگا۔

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# ۷۔ نفس کاملہ (صافیہ)

یہ ساتواں نفس ہے اور یہی آخری کاملیت کا آخری مقام ہے۔ درج ذیل میں آیت کریمہ میں اسی نفس کی طرف اشارہ ہے۔

یَآ اَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ
(الفجر-۸۹: ۲۷-۳۰)

"اے نفسِ مطمئنہ! اپنے رب کی طرف راضیہ حالتوں میں لوٹ آ۔ پھر تو میرے (کامل) بندوں میں داخل ہو جا اور میری (اعلیٰ) جنت میں بسیرا کر لے"۔

"عبادی" (میرے بندوں) میں داخل ہونے کا حکم نفس کو شانِ کاملیت سے سرفراز کر رہا ہے اور "جنتی" (میری جنت) میں بسیرا کرنے کا حکم اسے اعلیٰ مقام سے بہرہ یاب کر رہا ہے۔ سیّدنا غوثِ اعظم جیلانیؒ نے فرمایا ہے کہ جنت کی چند اقسام اور درجات ہیں۔

۱۔ جنت الماویٰ :- یہ عالم ملک کی جنت ہے جب نفس حضور الٰہی کی طرف رجوع کرتا ہے تو طریق شریعت کا سفر طے کرنے کے بعد یہ جنت نصیب ہوتی ہے۔ اس کا مقام "سِدرَةُ الْمُنْتَهیٰ" کے پاس ہے۔

۲۔ جنت النعیم :- یہ بھی عالمِ ملکوت کی جنت ہے جو نفس کو سفرِ



Marfat.com
Marfat.com

طریقت مکمل کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ مقامِ ابرار ہے۔

۳۔ جنت الفردوس :- یہ عالمِ جبروت کی جنت ہے۔ جو نفس کو سفرِ معرفت مکمل کرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے۔

۴۔ القیہ :- یہ سب جنتوں سے بلند عالمِ لاہوت کی منزل ہے جو نفس کو سفرِ حقیقت مکمل کرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ یہ صرف مقربین (اہلِ قربت) کو عطا ہوتی ہے۔ عابدین وزاہدین دنیا سے جنت کی طرف سفر کرتے ہیں اور عارفین و عاشقین جنت سے قربت کی طرف سفر کرتے ہیں۔

## نفس کاملہ صافیہ کے لئے مؤثر ذکر

اس مقام کے لئے مؤثر ذکر " قھار " ہے اس میں فروغِ توجہ کے لئے درج ذیل اذکار مفید ہیں۔

۱۔ یَاقَیُّوْمُ یَا قَھَارُ ۲۔ یَا جَبَّارُ یَا قَھَارُ

۳-یَا وَدُوْدُ یَا قَھَارُ

## عددِ ذکر بصورت خلوت

تعداد " یَاقَھَارُ " کے ذکر کی بھی پانچ لاکھ ہے مگر خلوت میں وظیفہ مکمل کرنا ہو تو اس کا عدد بیس ہزار ہوگا۔

(ماخوذ از کشف المحجوب)

......☆☆☆☆☆☆......



Marfat.com
Marfat.com

# سفر و حضر میں نیند کا بیان

اس عنوان کے متعلق مشائخ کرام کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔

ایک گروہ تو مرید کا سونا تسلیم ہی نہیں کرتا۔ ان کا صرف یہ خیال ہے کہ اگر نیند کا غلبہ سخت ہونے پر سو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ نیند کو اپنے آپ سے نہیں ہٹایا جا سکتا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اَلنَّوْمَ اَخَ الْمَوْتَ" (یعنی نیند موت کا بھائی ہے) زندگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہوتی ہے اور موت کو مصیبت کہا جاتا ہے۔ مگر ہر حالت میں نعمت کا درجہ اشرف ہوتا ہے۔

حضرت شبلی نعمانی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک روایت بیان کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی اور فرمایا کہ جو شخص سویا وہ غافل ہوا اور جو غفلت میں پڑا وہ محجوب ہوا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مرید اپنے اختیار سے سوئے اور حق تعالیٰ کے احکام کو بجا لانے کے بعد سونے میں تکلف کرے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (تین آدمیوں سے تکلیف (احکام) اُٹھا دی گئی ہے۔ ایک سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو ۔ دوسرے لڑکے سے جوان ہونے تک اور تیسرے مجنوں سے ہوش میں آنے تک) چونکہ سونے والے آدمی سے تکلیف اٹھائی جا چکی ہوتی ہے جب



Marfat.com
Marfat.com

تک کہ وہ بیدار نہ ہو- اس لئے خلقت اس کے شر سے محفوظ رہتی ہے اور اتنے عرصہ تک اس کا اختیار چلا جاتا ہے اور اس کا نفس اس کی مرادوں سے برطرف ہو جاتا ہے اور کراماً کاتبین ان کے اعمال نہیں لکھتے اور زبان بھی ان کے دعویٰ کو چھوڑ دیتی ہے وہ جھوٹ اور غیبت سے رُک جاتے ہیں- ان کی ارادے تکبر ریا اور امید سے کٹ جاتے ہیں- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی حالت میں وہ نہیں ہوتا مالک اپنے نفس کا-

حضرت عبداللہ بن عباس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان پر نافرمانوں کے سونے سے زیادہ کوئی سختی نہیں ہوتی - جب کوئی گنہگار سو جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ کب بیدار ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا- یہی اختلاف حضرت جنید بغدادیؒ کا علی بن سہیل اصفہانیؒ سے ہے اس کے متعلق علی بن سہیل اصفہانیؒ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ خوابِ غفلت اور عوارضات تو قائم ہوتے ہیں مگر محبّ کو دن اور رات میں آرام نہ کرنا چاہئے کیونکہ غنودگی طاری ہوتے ہی محبّ اپنے مقصد سے دُور ہو جاتا ہے بلکہ وہ اپنے اور اپنے کردار سے غافل ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی اور فرمایا'' اے داؤد! جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور رات کو سو جاتا ہے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے'' - اس کے جواب میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری بیداری اللہ کے راستہ میں ہمارا معاملہ ہے اور ہمارا خواب ہم پر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو کچھ ہم سے بے اختیار صادر ہو جاتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ مکمل ہوتا ہے جو کہ ہمارے اختیار اور ہماری طرف سے حق کے ساتھ ہوتا ہے- نیند تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوستوں کو ایک



Marfat.com
Marfat.com

عطیہ ہے، دراصل اس مسئلہ کا تعلق سُکر وصحو سے ہے جس کا بیان اس سے قبل کیا جا چکا ہے۔

(کشف المحجوب)

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر فخر کرتا ہے جو سجدہ میں سو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کو دیکھو کہ اس کی روح میرے ساتھ راز میں محو ہے اور بدن اس کا بستر پر ہے پھر فرمایا کہ " جو بندہ باوضو سو جائے اُس کی روح کو اجازت ہوتی ہے کہ جا کر عرش کا طواف کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سربسجود ہو جائے" ۔

ایک حکایت میں ہے کہ شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ چالیس برس تک لگاتار بیدار رہے جب ایک رات کو سو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، اس کے بعد ہمیشہ اسی آرزو میں سوتے رہے کہ شاید پھر یہ سعادت نصیب ہو جائے۔ اسی سلسلہ میں قیس عامری کہتا ہے (گو مجھے نیند نہیں آتی لیکن میں یقیناً ابھی ابھی سو جاؤنگا اس لئے کہ شاید اس سونے میں تیرا خیال میرے دل سے آملے) ۔

ایک گروہ کو دیکھا گیا کہ ان کی موافقت علی بن سہیل رحمتہ اللہ علیہ سے تھی اور وہ بیداری کو خواب پر اچھا سمجھتے تھے۔ اس واسطے کہ رسولوں کو وحی اور اولیاء کو کرامت بیداری میں حاصل ہوتی ہے۔

اسی موضوع پر ایک شیخ فرماتے ہیں کہ اگر خواب میں کچھ بھلائی ہوتی تو جنت میں نیند ہوتی ۔ چونکہ بہشت میں نہ حجاب ہوگا نہ خواب ۔ اس لئے معلوم ہوا کہ خواب حجاب ہے۔ اربابِ لطائف کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو گئے



Marfat.com
Marfat.com

تو حضرت حوّا علیہ السلام آپ کے بائیں پہلو سے ظاہر ہوئیں اور پھر حضرت حوّا علیہ السلام کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام مصائب جھیلنا پڑے -

حضرت شبلی نعمانی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ ہر روز رات کو ایک پیالہ نمکین پانی کا اور ایک سلائی اپنے پاس رکھ لیا کرتے تھے- جب نیند کا غلبہ ہوتا تو نمکین پانی کی سلائی آنکھوں میں لگاتے تا کہ نیند کا غلبہ دور ہو جائے-

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ جب وہ فرض نماز ادا کر لیتے تو سو جاتے, بلکہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ شیخ احمد سمرقندی بخاری رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال تک رات کو نہ سوئے البتہ دن کو تھوڑا سا سو جاتے اب اس مسئلہ کا رجوع پھر اسی طرف ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو موت زندگی سے زیادہ عزیز تر ہو تو اس کا بیداری کی بجائے سو جانا ہی اچھا ہے- اس کی قدر و منزلت نہیں ہوتی کہ تکلف سے بیدار ہو - بلکہ اس کی قدر و منزلت ہوتی ہے جس کو بیدار کرائیں- جیسا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ فرمایا اور بہت بلند مرتبہ عنایت فرمایا کیونکہ آپ ﷺ نے نہ نیند میں تکلف فرمایا اور نہ ہی بیداری میں- اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ " قم اللیل الا قلیلا نصفه اونقص منه قلیلا "

(آپ (ﷺ) رات کو عبادت میں قیام کیا کیجئے - مگر تھوڑا حصہ رات کا یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم) اور اس امر کی بھی کچھ وقعت نہیں کہ تکلف سے سو جائے بلکہ وقعت اس بات کی ہے کہ اسے خود قضا و قدر سُلا دے- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِ کہف کو تین سو نو (۳۰۹) سال تک ایک غار میں سُلائے رکھا اور پھر ان کو برگزیدہ کر



Marfat.com
Marfat.com

لیااور اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا اور کفر کا لباس ان کی گردن سے اتار دیا تو انہوں نے نہ سونے میں تکلف کیا اور نہ بیداری میں۔

یہ موضوع اس قدر طویل ہے کہ اگر اس پر تفصیل سے لکھا جائے تو مضمون بہت طویل ہو جائے گا اسلئے صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

(کشف المحجوب)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

محمد عبدالقدوس

☆☆☆



Marfat.com
Marfat.com

# فہرست سقم ہائے جن کی درستی مطلوب ہے

| نمبر صفحہ | نمبر سطر | درست شدہ عبارت جو پڑھی جائے |
| --- | --- | --- |
| ۲۱ | ۸ | سِيْمَا هُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ |
| ۳۰ | ۵ | وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ |
| ۳۹ | ۱۲ | يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا |
| ۴۱ | ۱ | وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ |
| ۴۸ | ۲ | فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط |
| ۱۰۵ | ۹ | مَنْ يُّنِيْبُ |
| | ۱۰ | وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ |
| | ۱۲ | اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ |
| ۱۰۶ | ۱۰ | اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ |
| ۱۱۲ | ۱۱ | خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ ............ |
| | ۱۵ | وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ |
| ۱۱۴ | ۱۰ | وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ............ |
| ۱۲۳ | ۲ | مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً |
| ۱۴۳ | ۴,۲ | اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا ............ |

Marfat.com
Marfat.com

| نمبر صفحہ | نمبر سطر | درست شدہ عبارت جو پڑھی جائے |
|---|---|---|
| ۱۴۳ | ۱۱ | فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ |
| ۲۰۱ | ۲ | اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ |
| ۲۰۲ | ۵ | وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا۔ |
| ۲۱۰ | ۲ | يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ |
| ۲۱۱ | ۱ | اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ |
| ۲۱۲ | ۱۲ | يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ |
| ۲۱۸ | ۴ | يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ |

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

# آستانہ عالیہ للہ شریف کی مطبوعات

تاریخ پاک و ہند
صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی

تحریک پاکستان
صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی

انوار حضرت للہی
صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی

المقبول
ڈاکٹر محمد شریف

فصل الخطاب
(حصہ اول)
صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی

فصل الخطاب
(حصہ دوم)
صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی

تاریخ مشائخ
نقشبندیہ
صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی

رسالہ نوری
مولوی محمد اللہ جوایا

عمر رفتہ
صاحبزادہ محمد مقصود الرسول للہی

گئے موسموں کی باتیں
صاحبزادہ محمد مقصود الرسول للہی

بزم اسلاف
قاری عبید اللہ رتوی

یادگار فقیر
صاحبزادہ محمد مقصود الرسول للہی

صراط الہدیٰ
صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی

سراج الہدیٰ
صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی

اسرار طریقت
صاحبزادہ محمد مطلوب الرسول للہی

چند متنازع امور
احادیث کی روشنی میں
صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی

تاریخ تہذیب انسانی
صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی

کاروانِ حجاز
علی اکبر گوندل

تذکرہ مردِ حق شناس
محمد عبدالقدوس

تذکرہ اعلیٰ حضرت للہی
«مقامات طیبین»
مؤلف:- مولانا امام دین ککھوکھوی
ترجمہ:- سید احمد سعید ہمدانی

Marfat.com
Marfat.com